یہ کتاب خاص اہل تشیع کی ہے حضرات اہل سنت ملاحظہ نہ فرمائیں

قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

ہندوستان مین ایسے لوگ کم ہونگے جنکے کانون تک شہرۂ مواعظ ومجالس آیۃ اللہ فی الارضین ممتاز العلماء سید سبط حسن صاحب مولوی فاضل وممتاز الافاضل وصدر الافاضل نہ پہونچا ہوگا سُننے والونکے دلوں سے زیادہ اور جو کچھ زبان ہے کہہ رہی ہو اُس سے بڑھ کر کوئی کیا کہہ سکتا ہو۔ تاثیر زبان تو قبضہ مین آ نہین سکتی مگر ہان کلام قابل نقل و مائق ہدیہ ضرور ہے اس بنا پر دو تین مجلسین باصرار تمام جناب ممدوح سے لیکر شائع کی گئین تاکہ نشر فضائل آئمہ وحمایت ملت اسلام ہو۔ درحقیقت یہ کلام معلی

معراج الکلام
فی
مصائب الامام

ہو امین اپنے اپنے مقام پر تفسیری نکتے کلامی مسائل تاریخی باتین اخلاقی مضامین وحدت نما بیانات فضائل کے روح افزا جلوے مصائب کے دلخراش فقرے سلسلہ بیان مین اسطرح آگئے ہین کہ نظام کلام ایک مرصع لڑی کی شکل مین نظر آرہا ہو اسکی پرزور تقریرین اس مسلک کے ابتدائی رہرو نکو راستہ بتا سکتی ہین اسکی سچی روائتین اہل عقیدہ کے نظر مین سما سکتی ہین

اسکو
فاضل کامل جناب مولوی سید وجاہت حسین صاحب نے اپنی تصحیح اور داروغہ سید محمد صاحب کے اہتمام سے

تصویر عالم پریس لکھنؤ مین چھپوا کر شائع کیا
(ڈیوڑھی آغا میر)

معذرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھسے اپنی عنایت اور محبت سے میری دوست عنایت فرما عزیز روح فضیلت علیہ
جمیل المناقب دوحہ مورقہ بوستان رشاد شعاع شموع دودمان اجتہاد مولوی
سید وجاہت حسین صاحب ادام اللہ فی حرزہ المنیع وبلغہ الی المحل الرفیع نے چند مرتبہ
خواہش کی کہ میری پڑھی ہوئی مجلسین شائع کیجائین - چونکہ مین جانتا تھا کہ وہ کیا ہین اور
کسی طرح بھی میری کم سوادی کی جہت سے قابل اشاعت نہین اسوجہ سے متواتر انکار
کرتا رہا یہانتک کہ انکار کی وہ حد سامنے آئی جبپر شبہہ ہوتا تھا کہ عمدہ ہونیکی جہت سے
بخل کیا جاتا ہے اس شبہہ کا برطرف کرنا بھی ضرور تھا اونکی خاطر بھی ضرور تھی
آخر کار مینے ایک عشرۂ محرم کے مسودات (جو مرادآباد مین مینے یون لکھے تھے کہ شب کو
اپنے لیے ایک مجلس اوسکے لکھنے مین منعقد کرلیتا تھا اور صبح کو وہی لکھا ہوا مجلس مین پڑھا
کرتا تھا) موصوف کے حوالہ کردئیے - اومین عربی کی عبارتونکا ترجمہ بھی مینے نہین لکھا
اور پھر اوسے لکھنے کے بعد کبھی دیکھا بھی نہین اسمین بہت سی غلطیان ہونگین جنمین سے بہت سی اغلاط
ہمارے ممدوح نے اپنی عنایت سے دور کردیئے ہونگے عربی عبارتونکا ترجمہ بھی کردیا ہوگا مین
اپنی عدیم الفرصتی کی جہت سے مجبور ہون و بعلم اہل نظر کے دامن فضل مین اتنی وسعت ہے کہ
اسکے تمام نقص اوسکے زیر سایہ پنہاں ہوسکین اور وہی مجھے کوئی مطلب نہین - واللہ المستعان

ناچیز سبط حسن ۳۰ شوال سنہ ۱۳۳۰ھ

مجلس یکم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ اللّٰہُ تعالٰی وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَھْوَآءَھُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ بَلْ اَتَیْنٰھُمْ بِذِکْرِھِمْ فَھُمْ عَنْ ذِکْرِھِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ تَسْئَلُھُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّکَ خَیْرٌ وَّھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

اگر حق اُنکی خواہشون کی پیروی کرتا تو ہر آئینہ فاسد ہوجاتے آسمان اور زمین اور وہ لوگ یا وہ چیزین جو اُن آسمانون یا زمینونمین موجود ہین بلکہ ہم نے عطا کیا اُنکو اُنکا ذکر پس وہ اپنے ہی ذکر سے اعراض کرتے ہین کیا تم اُن سے کسی خرچ کا سوال کرتے ہو پس خراج تمھاری پالنے والی کا بہتر ہے اور وہ بہترین رزق رسان ہے

آیت مین ان تفصیلون سے بحث مطلوب ہے۔

(۱) وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ (۲) اَھْوَآءَ (۳) ھُمْ (۴) لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ (۵) وَالْاَرْضُ (۶) وَمَنْ فِیْھِنَّ (۷) بَلْ اَتَیْنٰھُمْ بِذِکْرِھِمْ (۸) فَھُمْ عَنْ ذِکْرِھِمْ مُّعْرِضُوْنَ (۹) اَمْ تَسْئَلُھُمْ خَرْجًا (۱۰) فَخَرَاجُ رَبِّکَ خَیْرٌ (۱۱) وَّھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

وحدت اصل اصول اشیا ہے ہم اس دعوے کو کسی قید کے ساتھ مقید نہین کرتے بلکہ عالم کے رطب یابس جو جو چیزین ہین اُن سب مین ہمارا یہ کلیہ جاری اور ساری ہے یہانتک کہ وحدت حقیقی کا ایک عکس وحدت مجازی پر پڑا ہے تو اُسمین بھی یہی جلوہ نظر آرہا ہے باین معنی کہ اگر ہم وحدت حقیقی سے قطع نظر کرین تو وحدت مجازی جو ظاہری نظر مین وحدت ہے وہ بھی اصل بعض اشیا معلوم ہوتی ہے اور جس مجموعہ پر اور جس متکثر شے پر نظر ڈالی جاتی ہے قوت عاقلہ اپنے ایک انتقال مین وحدت کی طرف کھچ جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عموماً اصل کثرت

وحدت ہوتی ہے بلکہ اس حکم عقل سے اگر ہم تھوڑی دیر کے لیے قطع نظر کرین تب بھی ہم اس امر کا منکرے
سوال کر سکتے مین کہ کسی ایسے کثیر کا نشان دو جو بغیر شمول وحدت کثیر ہو گیا ہو عالم کی نظیرین ختم ہو جاینگی
مگر ایسے کثیر کا پتہ نہ ملے گا جو بغیر اعانت وحدت متکثر ہو گیا ہو لہذا جو کچھ اجزا مجموعہ عالم مین منتظم یا پریشان
نظر آسکتی مین ان سب کا مرجع وملاذ وحدت ہے ان باتون پر ایک غور کی نظر ڈالنے سے یہ امر منکشف
ہو سکتا ہے کہ کثرت کے لیے سیکڑون نظیرین ہو سکتی ہین اور وحدت اپنی آپ ہی نظیر ہے انتقالاً عقلی
نظیرین برگ وشجر شاخ وثمر پر ایک نظر کرنے سے نواۃ کی طرف ذہن فوراً منتقل ہو جاتا ہے کہ انکی نشو ونما تمام
اسی کی طرف منجر ہوا انسانی افراد کا انتشار اور انکی کثرت آدم کی طرف منجر ہے خود انسان مین اعضا وجوارح کی
کثرت نطفہ کیطرف منتہی ہے اسمین افراد حیوانات بھی شریک ہین تمام قوائے متصرفہ کی حس وحرکت کی انتہا
روح کی طرف ہوتی ہے اسمین اکثر مثالین ایسی تھین جو وحدت مجازی کی حیثیت سے اصول واقع ہوئی ہین
پھر کیا خیال ہو سکتا ہے بسیط حقیقی اور واحد صرف کی طرف کہ وہ تو بدرجہ اولی اصل اشیا ہونے کے لائق
ہے کیونکہ وحدات مجازیہ جو نظر ظاہری مین اصول نظر آتے ہین وحدت واقعیہ وحقیقیہ تو انکی بھی اصل ہے
اس اصل کے تلاش کرنے مین قریب قریب سب عقلا متفق ہو کر تشخیص مین درماندہ ہو گئے ڈھونڈھا ضرور مگر اکثر
نے اس گوہر یکتا ونایاب کو کثرت مین ڈھونڈھا کرورون افراد سامنے تھے تشخیص مین چوک گئے وحدت تو ملی مگر
جسکو واحد سمجھا تھا وہ نظر کا دھوکھا تھا کیونکہ وہ کثرت سے ملوث ملا بہر طور کچھ بھی ہوا ہو یہ ضرور ہوا کہ
وحدت یہانتک تسلیم کی گئی کہ اسی پر صانع کا انحصار ہو گیا اور جنھون نے تین کہے وہ بھی جاتے تھے مگر توحید
ہاتھ سے نجائے یہانتک کہ توحید فی التثلیث سے تعبیر کی اگرچہ وہ لغوی ہی ہو گئے تو یہ انھون نے اس اصل
مسلم سے کنارہ کشی کی مگر تقسیم مین شر وخیر کے لیے ایک ہی فاعل تجویز کیا عرب کے بت پرستی کی عقلین
اس حد پر کج تھین کہ ان تمام براہین سے کنارہ کشی کر کے اور حکم عقل سے گزر کے ایک دم سے تین سو ساٹھ
ان کو تسلیم کر لیا کہ یہی ہمارے معبود ہین کوئی برہان اور کوئی دلیل انکے ہاتھ مین نہ تھی جس سے
اس مطلب کو ثابت کر سکتے لیکن صرف یہ امر کہ انکے باپ دادا کا شیوہ یہی تھا اَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ
یعنی جنھون نے وحدت چھوڑ دی تھی تو راہون کی کثرت سے خداؤن کی کثرت پیدا ہو گئی تھی مگر وحدت تو بھی

تو ان مین سے ایک بھی خدا نہ تھا وہ مکان عالیشان جو ابراہیم و اسمٰعیل علیٰ نبینا و آلہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے
ہاتھون بنایا گیا تھا وہ خود اسی خدائے واحد و یکتا کے برگزیدہ مخلوقون کا بنایا ہوا تھا وہ خود بادہ مخلوق
سے مجسم اور مخلوقون کے ہاتھ کے بنائے ہوئے تھے ان کمینون کو اپنے متمکن ہونے مین اسی کے گھر کے دیوار کی
احتیاج تھی اسی کے مخلوقون کی صنع و ساخت کی احتیاج تھی معذلک پھر خدا تسلیم کیے جاتے تھے انسانی ذہین
جو اسکے خسیس نفس کے مقتضا مین داخل ہوگئی ہین اسلیے وہ بغیر قوت عاقلہ سے کام لیے ہوئے اپنے دائرہ
احتیاج کو خود وسیع کرتا ہے ایک دروازہ کریم لاکھون ابواب لئیم سے بہتر اور نافع تر ہے مگر سائل کج فہم کو
اتنی شناخت بھی تو ہو کہ کونسا باب کریم ہے وہ ہر دروازہ کا قارع اور ہر کس و ناکس سے سائل ہوتا ہے
اور نہین خیال آتا کہ ہزار جگہ کی ناکامیابی اور ذلت سے کہین بہتر ہے وہ باب جہان سے سائل ردی
نہین ہوتا وہ دراصل وہی باب ہے جسکا سائل محتاج ہے جسکا سائل محتاج نہین ان سے ہرگز مطلب روا نہین
ہو سکتا لاکھ سر ذلت انکی ابواب پر جھکایا جائے احتیاج ہی کیا کم ذلت ہے جو یہ ذلت ہزار جانب بیکار
اور بیوجہ احتیاج ظاہر کرنے سے ظاہر کیجائے عرب کی عزت دار قوم مین یہ ذلت پھیلی ہوئی تھی کہ انھون
نے اپنے تئین تین سو ساٹھ خداؤن کا محتاج قرار دے رکھا تھا اور ایک خدا ماننے والے انکی نظرون مین بھی
عزت رکھنے والے تھے کہ وہ اس کثیر احتیاج سے چھٹ گئے ایک ہی کے محتاج تھے اور نیز یہ بھی فرق تھا
کہ انکا محتاج الیہ محتاج نہ تھا اور انکا محتاج الیہ محتاج تھا جو نبی انکو اس اصل موسس کیطرف پھیرنیوالا
اور انکو اس ذلت سے نکالنے والا تھا اس سے انھین کثیر کے چھوڑنے پر تکرار تھی لہذا کہا گیا وَلَوِ اتَّبَعَ
الْحَقُّ اَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰاتُ وَالْاَرْضُ (قال الرازی فی بیانه) الاول اَنَّ القومَ کانوا
یرون اَنَّ الحقَّ فی اتخاذ الٰهةٍ مع الله لکن لو صح ذلک لوقع الفسادُ فی السمٰوٰتِ والارض
علی ما قررناه فی دلیل التمانع فی قوله تعالیٰ لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا
فخر رازی تفسیر مین اس آیہ کی کہتا ہے کہ اول یہ کہ لوگ خیال کرتے ہین کہ متعدد خدا قرار دینا حق ہے حالانکہ
اگر ایسا ہوتا تو نظام عالم کی ابتری اور آسمان و زمین کا فساد ایک ضروری بات تھی جیسا کہ دلیل تمانع مین
ضمن قول باریتعالیٰ لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا مین ہم اسکی تقریر کر چکے ہین - آیت مین علاوہ

تصریح کے اس امر کا اشعار بھی ہے کہ ہو نہین سکتا کہ حق کسی چیز کا اتباع کرے اور یہ اشعار چند طرق
سے معلوم ہو سکتا ہے اول زبان کی حیثیت سے دو یون کہ کلمہ لو کا استعمال انھین امرون مین
کیا جاتا ہے جو نہین ہو سکتین لہذا اگر اس قاعدہ کو تسلیم کر کے اس مطلب پر نظر کرین تو قبل اسکے کہ
اس شرط کی آئے ہمین معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ امر ہو سکتا ہے یا نہین ثانیاً اسلیے کہ دو حال سے یا اتباع
خالی نہین یا تو اتباع حق للحق ہوگا یا اتباع حق للباطل ہوگا کیونکہ تمام اشیا ان دو باتون سے باہر نہین
یا وہ حق ہین یا باطل اگر اتباع حق للحق ہوگا تو متبِع بالکسر اور متبَع بالفتح دونون مین تفرقہ ہی نہین ہم ا
اتباع کا ذکر بیفائدہ کیون کرین کیونکہ حق بہرطور حق ہے آمین متبِع اور متبَع کا تفرقہ من حیث الحق
موجود نہین اور اگر اتباع حق للباطل ہے تو حق کے حق ہونے مین قبح ہوئی جاتی ہے لہذا ناممکن
بحکم عقل کہ حق کسی کی پیروی کرے ثالثاً اتباع مین کوئی غرض خاص ہوتی ہے جو متبع کے
بواسطہ اتباع حاصل ہوتی ہے اور جسکی تحصیل کے لیے اتباع ضروری ہوتا ہے اور حق کون سے چ
سے خالی ہے تاکہ اتباع سے اُسکو وہ حاصل کرے لہذا صحت یعقلی ہے کہ حق کو اتباع سے منسوب
ہان اور چیزین افعال و اقوال مین سے اگر اتباع حق کرین تو وہ بھی اس اتباع سے خلعت گرانمایہ حق
پہن سکتے ہین اسیوجہ سے حق اور وہ جو ہادی الی الحق ہے اس امر کا سزاوار ہے کہ اسکا اتباع کیا
لیکن ذرا اس امر کا لحاظ رکھ کر کہ صفت حق سے وہ متصف ہو باین معنی کہ وہ متبَع ہو متبِع نہو اور یہ صف
کلام جناب باری سے ہم ستفاد و مستنبط کر سکتے ہین اَفَمَنْ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ
لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى آیا خدا کیطرف ہدایت کرنے والا متبع و مطاع
کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے یا وہ جس نے ہدایت نہ پائی ہو بغیر اس کے کہ اُسکو ہدایت کیجاوے
حق بلتامل بالتصریح باعلی صوتہا پکار رہی ہے کہ ایک ذرا سا دیان طریق مین نظر غور کرکے اتباع
دو فریق ہین جو داعی الی الاتباع ہین ایک وہ جنکو خدا نے حق کیطرف راہ دکھانے والو مین
قرار دیا ہے اور ایک وہ جنمین ابھی خود ضلالت ہے اور انھون نے راہ ہدایت نہین پائی گر
راہ ہدایت بتائی جائے ان دو فریقون مین زمین اور آسمان کا تفرقہ ہے ایک مین تو ا

حق شناسی ہے کہ وہ ہادی راہ حق ہین انکی ہدایت پانے کا کیا ذکر جو خود اوروں کو حق تک
پہونچا سکتے ہین اور ائمین فعلیت اس امر کی موجود ہے کوئی حالت منتظرہ نہین جیسا کہ کلمہ یہدی
اس مقال کا شاہد ہے اور ایک ہین ابھی حق رسی ہی موجود نہین حق رسانی تو شئے دیگر ہے اسکا کیا ذکر
ہے اور اس طرح کے فریق ان دونون حالتون سے دنیا مین موجود ہین والا اس خطاب کا حاصل
ہی نہین اس توصیف فریقین کے بعد خود ہی سوال مجازی فرماتا ہے کہ بتاؤ ان دو فریقون مین سے
کونسا فریق قابل و لائق اتباع ہے یہ یاد رہے کوئی شک نہین کہ عقل پہلے کو سزاوار تر بتلاتی ہے
اور دوسرے کو سزاوار ہی نہین بتلاتی چہ جائیکہ سزاوار تر بتلاتی ہو نہ تو ہم ہو کہ لفظ احق بتاتا ہے
اس امر کو کہ انکی پیروی بھی سزاوار ہے اگرچہ فریق اول کی پیروی سزاوار تر ہے کیونکہ یہ حسن مجادلہ
کلام مجید ہے اور زجر بر زجر ہے جسکا محصل اس طرف راجع ہے کہ اگر تمھاری نظر مین انکی پیروی زیبا ہے
تو فریق اول جو دراصل ہادیان طریق ہین انکی پیروی زیبا تر ہے اور کیونکر جناب باری انکا اتباع
تجویز فرما سکتا ہے یا عقل تجویز کر سکتی ہے کہ جو موصوف لَا یَهِدِّیْ اِلَّآ اَنْ یُّهْدٰی ہو وہ قابل اتباع و
پیروی قرار پا سکتا ہے یہ اسی قبیل کا کلام ہے کہ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ
اِلَیْهِ ہرگز ہرگز جناب یوسف کے نزدیک وہ امر جسکی طرف زلیخا اور اسکی سہیلیان آپ کو
بلا رہی تھین کسی حد پر بھی محبوب نہ تھا لیکن یہ قول اسکی بنا یہی ہے کہ اگر وہ محبوب ہو کسی کو تو مجھے
زندانی ہونا زیادہ محبوب ہے۔ فَانْحَلَّ الْاِشْکَالُ اب یہ امر غور طلب ہے کہ داعیان حق
مین سے وہ کون لوگ ہین جو اس صفت حق سے موصوف ہین اور وہ کون ہین جو دوسری صفت
سے موصوف ہین کبھی ایک فریق کی بھی معرفت اگر کماحقہ ہو جائے تو دوسرے کا آپ پتا لگ جائگی
کیونکہ تُعْرَفُ الْاَشْیَآءُ بِاَضْدَادِهَا اب مین ایک فریق کو پہچنوائے دیتا ہون کتاب معلی خطاب
من عند الحق آئی اور اوس کتاب کی صفت کیا وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ جیسا جاہا تھا
ویسا ہی ہوا لا یخرج من الحق الا الحق کتاب بحق نازل ہوئی تاویلہ اَرَدْنَا بِاِنْزَالِ الْقُرْاٰنِ الْحَقَّ وَ
الصَّوَابَ وَهُوَ اَنْ یُّؤْمَنَ بِهٖ وَیُعْمَلَ بِمَا فِیْهِ وَنَزَلَ بِالْحَقِّ لِاَنَّهٗ یَتَضَمَّنُ الْحَقَّ

فَیَدْعُوْ اِلَی الْحَقِّ تاویل اُسکی یہ ہے کہ ہم نے قرآن کے نازل کرنے سے حق وصواب کا
ارادہ کیا ہے اور وہ حق وصواب یہ ہے کہ لوگ اُسپر ایمان لائین اور عمل کرین اُن چیزون پر جو اُس مین
مندرج ہین اور نزول اسکا بالحق اس لیے ہوا کہ یہ متضمن علی الحق ہے اور داعی الی الحق ہے ایسی کتاب
حق کا وعاء وظرف دیکھنے کے قابل ہے کہ جو احاطۂ حق کیئے ہوا اور محل حق ہو وہ صدر مبارک جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ تھا نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لہذا منبع رشاد وارشاد وسینہ منور ہوا اور یہ آب رحمت
الٰہی کوئی ایسا پانی تو تھا ہی نہین کہ مرور ایام ولیالی سے خشک ہوجائے جتنی نہرین اس صلب مبارک
مین تھین انہین پھوٹ نکلا اور ذریت طیبہ مین وہ علم جاری وساری ہوگیا نا نیا یہ کہ اہلبیت محمد مین کوئی
اور متاع نفیس تو تھی نہین جسکے متعلق کوئی اہتمام وانتظام کیا جاتا جو کچھ تھا وہی ذخیرہ آل محمد مین تھا مخزن
تھا نہ زر وگوہر وجواہر تھے۔ یہی تھا جسپر انکی نظر ہر وقت پڑتی تھی بچپنے سے لیکے تا بہ سن پیری بلکہ تا وقت
موت جب نظر پڑی اسی پر پڑی کیونکہ اُس گھر کا راس المال یہی تھا لہذا حرف حرف پر محیط ہوگئے
یہی وجہ تھی کہ آل محمد صلے اللہ علیہ وعلیہم گروہ اصحاب مین سے کسی ایک کی طرف بھی سوال کیطرف
محتاج نہ تھے بخلاف تمام اصحاب اور جملہ خلائق کے اُنکو ہمیشہ آل محمد سے حاجت سوال رہے چونکہ
اُنہین سے ہر ایک کو خلق پر ایک زمانہ مین حجت قرار دینا تھا ہر ایک پر لہذا ہر ایک کو اُنکی طرف احتیاج بھی
اور ہر ایک انہین کا تمامی خلق سے مستغنی تھا بس یہ آیہ وافی ہدایہ اَفَمَنْ یَّهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ
یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْ اِلَّا اَنْ یُّهْدٰی تمامی خلق کو اپنا مضمون سمجھا کر بلا رہا تھا بس یہ وہی صفت تھی
جو محک واقع ہوگئی تھی دونون فریقون مین بس جیسا اَلْحَقُّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ ہے اسیطرح یہ بھی احق بالاتباع
تھی اور کیونکر ایسا نہوتا حالانکہ وہ حق سے جدا نہ تھے اور اگر حق سے جدا ہوتے تو کیون احق بالاتباع
ہوتے جو بیت محمد مین منجانب اللہ اترا وہ مصداق بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ہے چاہے
وہ کتاب ہو یا عترت اور چونکہ ایک نوع کے افراد آپسمین مبائن نہین ہوتے بلکہ اونمین اتحاد ہوتا ہے
لہذا قرآن مجید اور عترت حقیقۃ واحدہ اور ماہیۃ واحدہ تھین پھر کیونکر ممکن تھا کہ ایک سے تمسک
کیا جاتا اور دوسری چھوڑ دیجاتی اور کیونکر ایک کا انکار دوسرے کا انکار نہوگا در اصل قرآن جو حق

صرف اور لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ کا مصداق وہی بمنزلۂ قلب ہے
اور عترت طاہرہ رسالتمآب بمنزلۂ زبان ہے دلکی بات جبتک سمجھ مین نہین آتی جبتک وہ زبان پر
نہ آئے یونہی قرآن مجید کی بات جبتک زبان عترت تک نہ آئے نا ممکن ہے کہ کوئی سمجھ سکے کہ اُسکا
منشا کیا ہے اور اسی کی طرف حدیث ثقلین راجع ہے پس دراصل جو نزاعین خلفائے جور کو عترت کے
باب مین تھین وہ سب راجع قرآن کی طرف تھین اگر حق کسی کا تابع ہوتا یا قرآن کسی کی بیعت کرتا تو امام حسین
علیہ السلام بھی یزید ملعون کی بیعت کر لیتے کل کی بات تھی کہ سنہ ۶ ہجری مین بیعت الرضوان واقع ہوئی
اور اُسمین رجال و نسا کی دوسرے بیعت واقع ہوئی ایک ہاتھ وہ تھا جو رسالتمآب کا ہاتھ تھا
جس سے مومنین متمسک ہو رہے تھے بیعۃ الرضوان جس بیعت سے خدا خوشنود ہوا تھا اور آیت
نازل فرمائی تھی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ خدا راضی ہوا مومنین سے
اسلیے کہ اُنھون نے بیعت کی تم سے اے رسول شجر کے نیچے - ہر چند کہ اُسمین بھی قید مومنین لگی ہوئی ہے
اور ہر ایک کے لیے مفید نہین تاہم یہ بیعت الرضوان وہ تھی جسمین نہ یزید کا دادا شریک تھا نہ دادی
بلکہ وہ اُسیطرح سواد کفر مین تھے ہان سال ہشتم مین ابوسفیان نے اور اسکی زوجہ ہندہ نے اسلام
قبول کیا تھا وہ اُنکی بیعت جس حیثیت کی تھی تاریخ دان لوگ خوب جانتے ہین کہ وہ عاجزی کی بیعت
تھی خیر ایکدن وہ تھا کہ رسالتمآب کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تھی اور ایکدن وہ تھا کہ یزید سا فاسق
اُنھین کے نواسے سے بیعت طلب کرتا تھا وہ ہاتھ اُس شقی کے وہی نجس ہاتھ تھے اور یہ دست
طاہر وہ تھے جو اُسی ہاتھ کی شاخ تھے جسپر بیعت رضوان واقع ہوئی تھی مین تو بیان کر چکا ہون
کہ شان حق سے اتباع نہین ہے امام حسین علیہ السلام کی حالت مبنی تھی رضائے جناب باری پر وہ
تابع رضائے غیر ناممکن تھی کہ ہو اور وہ غیر بھی کون جو یزید سا شقی فاجر و فاسق ہو کیا نسبت تھی
اُسکو یا کسی فرد کو جگر گوشۂ رسالتمآب سے خود اُسکے باپ نے شہادت دی ہے پاکیزگی نفس
مبارک پر اُسوقت جب حضرت نے ایک اُسکے خط کے جواب مین نامہ لکھا ہے اور اُسمین آپنے
نقض عہود و پیمان کا الزام غیر مدفوع دیا ہے فَلَمَّا قَرَءَ مُعَاوِیَةُ الْکِتَابَ قَالَ لَقَدْ کَانَ

فِیْ نَفْسِهٖ ضَبٌّ مَا اَشْعُرُ بِهٖ فَقَالَ یَزِیْدُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجِبْهُ جَوَابًا یُصَغِّرُ اِلَیْهِ نَفْسَهٗ
وَتَذْکُرُ فِیْهِ اَبَاهُ بِشَرِّ فِعْلِهٖ قَالَ وَدَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِیَةُ
اَمَا رَاَیْتَ مَا کَتَبَ بِهِ الْحُسَیْنُ عَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ فَاَقْرَاَهُ الْکِتَابَ فَقَالَ وَمَا یَمْنَعُكَ
اَنْ تُجِیْبَهٗ بِمَا یُصَغِّرُ اِلَیْهِ نَفْسَهٗ وَاِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ فِیْ هَوٰی مُعَاوِیَةَ فَقَالَ یَزِیْدُ
کَیْفَ رَاَیْتَ رَاْیِیْ فَضَحِكَ مُعَاوِیَةُ فَقَالَ اَمَّا یَزِیْدُ فَقَدْ اَشَارَ عَلَیَّ بِمِثْلِ رَاْیِكَ
قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَدْ اَصَابَ یَزِیْدُ فَقَالَ مُعَاوِیَةُ اَخْطَاْتُمَا اَرَاَیْتُمَا
لَوْ اَنِّیْ ذَهَبْتُ لِعَیْبِ عَلِیٍّ عَ مُحِقًّا مَا عَسَیْتُ اَنْ اَقُوْلَ فِیْهِ وَمِثْلِیْ لَا یُحْسِنُ
اَنْ یُعِیْبَ بِالْبَاطِلِ وَمَا لَا یُعْرَفُ وَمَتٰی مَا عِبْتُ رَجُلًا بِمَا لَا یَعْرِفُهُ
النَّاسُ لَمْ یُحْفَلْ بِهٖ وَبِصَاحِبِهٖ وَلَا یَرَاهُ النَّاسُ شَیْئًا وَکَذَّبُوْهُ
وَمَا عَسَیْتُ اَنْ اُعِیْبَ حُسَیْنًا عَ وَاللّٰهِ مَا اَرٰی لِلْعَیْبِ فِیْهِ مَوْضِعًا

جب معاویہ نے اُس خط کو پڑہا تو کہنے لگا کہ مین نہ جانتا تھا کہ حسین کے دلمین ایسا کینہ
دیرینہ ہے - یزید نے کہا کہ ایسا جواب لکھ حسین کو جو اُنکے نفس کو اُنکی نگاہون مین ذلیل کردے
اور اس خط مین اُنکے باپ کی برائیان بھی لکھ - ابھی یہ ذکر تھا کہ عبداللہ ابن عمرو بن عاص داخل مجلس
ہوا - معاویہ نے کہا کہ کیون عبداللہ حسین ع کا خط دیکھا اُس نے کہا کہ کیسا خط - معاویہ نے مضمون
خط سے آگاہ کیا عبداللہ نے محض معاویہ کی خوشی کے لیے کہا ایسا جواب کیون نہین لکھتا کہ جو اُنکو
اُنھین کی نگاہون مین ذلیل دکھائے یزید نے کہا کہ کیون امیر میری رائے کیسی تھی - معاویہ ہنسا اور
عبداللہ سے کہا کہ یزید نے بھی یہی رائے دی تھی - عبداللہ نے کہا کہ اچھی رائے دی یزید نے - معاویہ
نے کہا کہ تم دونون نے خطا کی آگاہ ہو کہ مین علی کا کوئی عیب اگر حقیقۃً ڈھونڈھ بھی لون تو اُسکو
زبان سے نہین نکال سکتا اور میرے امثال اس بات کو اچھا بھی نہین سمجھتے کہ کسی کو عیب لگائین امور
باطلہ کا اور اون چیزون کا جنسے لوگ ناواقف ہون اور اگر کوئی ایسا عیب کسی کو لگا دیا جائے
جسکو لوگ نہ جانتے ہون تو اس عیب اور عیب لگانیوالے کیطرف کچھ اعتنا نہین کیجاتی بلکہ لوگ

اسے لاتے خیال کرکے اس کی تکذیب کردیتے ہیں - اور میں حسینؑ کو عیب نہیں لگا سکتا خدا کی قسم میں کوئی عیب حسین میں نہیں پاتا - صاف ظاہر ہے کہ یہاں جمال حق اس اشتہار اور اس حیثیت پر تھا کہ معاویہ کو تعییب میں کچھ باک نہ تھا مگر اسے لوگوں کا خوف تھا کہ وہ تکذیب کرینگے یہانتک کہ وہ اپنی عبارت میں اس بات پر نص کر رہا ہے کہ آپ میں کسی قسم کا میں عیب نہیں دیکھتا جب دشمن ڈھونڈھنے سے عیب نہ پائے تو دوست کہاں قادر ہیں کہ تہمت کسی عیب کا لگائیں بس دشمن و دوست کو ملا کر دیکھیے تو مجموعہ عالم شاہد ہو جاتا ہے کہ ذات مبارک جناب خامس آل عبا مظہر حق تھی اوس خط امام میں یہ عبارت بھی تھی وَلَيْسَ اللّٰهُ بِنَاسٍ لِاَخْذِكَ بِالظِّنَّةِ وَقَتْلِكَ اَوْلِيَائَهُ عَلَى التُّهَمِ وَنَفْيِكَ اَوْلِيَائَهُ مِنْ دُوْرِهِمْ اِلَى دَارِ الْغُرْبَةِ وَاَخْذِكَ النَّاسَ بِبَيْعَةِ اِبْنِكَ غُلَامٍ حَدَثٍ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَلْعَبُ بِالْكِلَابِ (ہاں اے معاویہ) وہ تیرا لوگوں کو بدگمانیوں پر قتل کرنا - وہ دوستان خدا پر تہمتیں رکھ کے انکا شہید کرنا وہ انکی آوارہ وطنی وہ بیعت یزید شرابخوار کے لیے تیری کوششیں - کیا یہ باتیں خدا کو بھول سکتی ہیں - یہ جو تعییب یزید ملعون فرمائی ہے یہ اس حد پر واضح اور جلی امر تھا کہ معاویہ باوصف اسکے کہ یزید کا باپ تھا رد پر قادر نہ ہو سکا اور اُسکے جواب سے باز رہا اُسکی بیعت امام حق کیونکر کرتا آج کل وہ زمانہ ہے کہ حق بھی نوحہ کر رہا ہے کیونکہ اُسکا حافظ و ناصر اُسی کی حمایت میں قتل ہو گیا عتبہ بن ابی سفیان کو جب یزید نے مدینہ میں اخذ بیعت کے لیے بھیجا ہے اور اوسنے امام حسینؑ علیہ السلام سے بیعت یزید کا سوال کیا ہے تو حضرت نے فرمایا يَا عُتْبَةُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّا اَهْلُ بَيْتِ الْكَرَامَةِ وَمَعْدَنُ الرِّسَالَةِ وَاَعْلَامُ الْحَقِّ الَّذِيْنَ اَوْدَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلُوْبَنَا وَاَنْطَقَ بِهِ اَلْسِنَتَنَا فَنَطَقَتْ بِاِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ سَمِعْتُ جَدِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِنَّ الْخِلَافَةَ مُحَرَّمَةٌ عَلٰى وُلْدِ اَبِيْ سُفْيَانَ وَكَيْفَ اُبَايِعُ اَهْلَ بَيْتٍ قَدْ قَالَ فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ هٰذَا - اے عتبہ تو جانتا ہے کہ ہم لوگ اہلبیت کرامت و معدن رسالت ہیں اور حق کی ایسی نشانیاں ہیں کہ خدا نے حق کو ہمارے دلوں میں ودیعت کیا ہے اور حق کے ساتھ ہماری زبانوں کو گویا کیا ہے

اے عتبہ یقیناً تو نے میرے جد کو سنا ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ خلافت اولاد ابو سفیان پر
حرام ہے اے عتبہ پھر ہم کیونکر بیعت کریں اُن لوگوں کی جنکے بارے میں رسول اللہ یہ فرماگئے
ہوں۔ یزید شقی کو اُس ملعون نے اطلاع دی اس نے جواب میں لکھا اَمَّا بَعْدُ فَاِذَا اَتَاكَ
كِتَابِي هٰذَا فَعَجِّلْ عَلَيَّ بِجَوَابِهٖ وَبَيِّنْ لِي فِي كِتَابِكَ كُلَّ مَنْ فِي طَاعَتِي اَوْ
خَرَجَ عَنْهَا وَلٰكِنْ مَعَ الْجَوَابِ رَاْسُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْحُسَيْنَ
فَهَمَّ بِالْخُرُوْجِ مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ اِلٰى اَرْضِ الْعِرَاقِ فَلَمَّا اَقْبَلَ رَاحَ لِيُوَدِّعَ الْقَبْرَ
اِلٰى مَسْجِدِ النَّبِيِّ فَلَمَّا وَصَلَ اِلَى الْقَبْرِ فَسَطَعَ لَهٗ نُوْرٌ مِنَ الْقَبْرِ فَعَادَ اِلٰى مَوْضِعِهٖ
اما بعد تجکو معلوم ہو کہ جسوقت میرا یہ خط تجکو ملے فوراً جواب لکھنا اور اگر کوئی شخص میری اطاعت
سے علیحدہ ہو گیا ہو تو اُس سے اطلاع دینا لیکن جواب کے ساتھ حسینؑ کا سر ضرور بھیجدینا
جب امام حسینؑ کو یہ خبر پہونچی تو آپ نے اس امر کا قصد کر لیا کہ مدینہ چھوڑ کے سرزمین عراق کیطرف
نکل جائیں جب یہ قصد مصمم ہو گیا تو آپ شب کو مسجد میں تشریف لائے اسلیے کہ نانا کی قبر سے رخصت
ہوویں جب قریب قبر مطہر پہونچے تو نواسے کے لیے نانا کی قبر سے اک نور ساطع ہوا اوس نور کو
دیکھ کر نہیں معلوم حسینؑ کے دل پر کیا گذر گئی کہ پھر آپ سے وہاں ٹھہرا نہ گیا اپنے مکان کی طرف
واپس آئے فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّانِيَةُ رَاحَ لِيُوَدِّعَ الْقَبْرَ فَقَامَ يُصَلِّي فَاَطَالَ فَنَعَسَ وَهُوَ
سَاجِدٌ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ وَهُوَ فِي مَنَامِهٖ فَاَخَذَ الْحُسَيْنَ وَضَمَّهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ
بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَيَقُوْلُ بِاَبِي اَنْتَ كَاَنِّي اَرَاكَ مُرَمَّلًا بِدَمِكَ بَيْنَ عِصَابَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ
يَرْجُوْنَ شَفَاعَتِي مَا لَهُمْ عِنْدَ اللهِ مِنْ خَلَاقٍ يَا بُنَيَّ اِنَّكَ قَادِمٌ عَلٰى اَبِيْكَ وَاُمِّكَ وَ
اَخِيْكَ وَهُمْ مُشْتَاقُوْنَ اِلَيْكَ فَاِنَّ لَكَ فِي الْجَنَّةِ دَرَجَاتٍ لَا تَنَالُهَا اِلَّا بِالشَّهَادَةِ
فَانْتَبَهَ الْحُسَيْنُ مِنْ نَوْمِهٖ بَاكِيًا فَاَتٰى اَهْلَ بَيْتِهٖ فَاَخْبَرَهُمْ بِالرُّؤْيَا اِلٰى اٰخِرِ الرِّوَايَةِ
جب دوسری شب ہوئی تو آپ قبر رسول پر تشریف لائے اور دیر تک قبر پر نماز پڑھا کیے
بعد فراغت سجدے میں جاکر حضرت پر غنودگی طاری ہوگئی عالم رویا میں رسول اللہ تشریف لائے

اور جوش محبت مین نواسے کو سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ حسین میرا باپ تجھپر فدا گویا مین دیکھ رہا ہون کہ تو خاک و خون مین تڑپ رہا ہے میری امت کے ایک گروہ مین جو میری شفاعت کا امیدوار رہے حالانکہ خدا اسکے نزدیک انکے لیے کوئی بہرہ اور نصیب نہین اے فرزند تو عنقریب اپنے ماں باپ اور بھائی کے پاس آنیوالا ہے اور یہ سب تیرے مشتاق ہین اے فرزند تیرے لیے جنت مین کچھ درجہ معین ہین کہ جو بغیر شہادت کے نہین مل سکتے یہ خواب دیکھ کر امام حسینؑ روتے ہوئے بیدار ہوئے اور اپنے اہلبیت کے پاس آئے اور ان سے تمام خواب بیان کیا چند باتین قابل لحاظ ہین ایک یہ امر کہ شب کو تشریف لیگئے ثانیاً سطوع نور قبر مبارک سے پہلا امر بظاہر اسوجہ سے تھا کہ جناب کو خوف قتل دن کو تھا حرم رسول مین یہ خوف تھا دوسرا حرم خدا تھا وہان کی کیفیت آیندہ معلوم ہوگی سطوع نور ایک وہ حالت دکھاتا ہے جو بیچینی کی حالت مین بیخودی سے کوئی امر ہوجاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ رسالتمآب قبر سے نواسے کے لیے باہر چلے آئے فَعَادَ اِلٰی مَوْضِعِہٖ کا جملہ مجمل ہے نہ معلوم ضمیرین نور کی طرف راجع ہین یا حضرت کی طرف اگر حضرت کی طرف راجع ہون تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ حالت نظر آئی کہ امام حسین علیہ السلام اسکا نظارہ نہ کرسکے اور آپ پلٹ آئے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس دوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَھْوَآءَھُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ بَلْ اَتَیْنٰھُمْ بِذِکْرِھِمْ فَھُمْ عَنْ ذِکْرِھِمْ مُّعْرِضُوْنَ اَمْ تَسْئَلُھُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّکَ خَیْرٌ وَّھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ اگر اتباع کرتا حق انکی خواہشون کی تو ہر آئینہ فاسد ہوجاتے آسمان اور زمین اور وہ چیزین جو ان زمینون اور آسمانون مین ہین بلکہ ہم نے انکو انکا ذکر دیا ہے بس وہ اپنے ہی ذکر سے اعراض کرنیوالے ہین کیا تم ان سے سوال کرتے ہو کسی خرچ کا بس خراج تیرے

پروردگار کا بہتر ہے اور وہ بہترین رزق رسانندگان ہے۔ کل مین نے اس امر کو بیان کیا ہے کہ
حق مین اتباع کی صلاحیت ہی نہین بلکہ اُسمین متبع ہونے کی قابلیت ہے اور جب اُس مین مطابقۂ
شان اتباع نہین تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ خواہشون کی پیروی اور تبعیت کرے در اصل جتنے دل
مین اُتنی خواہشین ہین بلکہ اُس سے زائد اسلیے کہ ایک ایک دلمین ہزار ہزار خواہشین ہوتی ہین ہان یہ
ممکن ہے کہ کہا جائے کہ ہر ایک شئے مین جتنے دل ہین اتنی خواہشین ہونگی لیکن یہ بھی خلاف ہی اسلیے
کہ انسان اپنی فصول ثلثہ صبی و شباب و شیب پر نظر ڈالکر دیکھ سکتا ہے کہ ایک ہی چیز مین اوسکی خواہش
تین قسمون سے ہوگی مثلاً فرض کیجیے روپیہ ہے بچہ اُسے اسلیے چاہیگا کہ اُسکی چمک سے اُسکو
رغبت ہے اور وہ اُسکو آلہ لعب معین کرتا ہے اور شباب مین اُسکی اُلفت کے وجوہ اور ہین یعنی نفسانی
مرغوبات شہوانی مطاعم و ملاعب و ملابس و مناکح کے صرف کرنیمین اُس سے استمداد مطلوب ہوتا ہے
شیب مین وہ دونون غرضین زمانہ کے ساتھ گزر جاتی ہین اور ایک تیسری قسم کی غرض اُس سے متعلق
ہوتی ہے توریث اولاد یا وجوہ خیرات و حسنات اور وجوہ جو خیال شیب کے مناسب ہون پیدا
ہوسکتے ہین ان امثلہ سے معلوم ہوا کہ شئے واحد مین انسان واحد ازمنہ مختلفہ مین اپنی اغراض کے
اختلاف کو پہچانتا ہے بلکہ یوم واحد مین غرض انسانی مختلف ہوجاتی ہے صبح کو کچھ اور خواہش ہے
دوپہر کو کچھ اور شب کو کچھ اور بلکہ مطلب واحد جو از حد مرغوب ہو وہ بھی غیر مرغوب ہوجاتا ہے اُسوقت
جب نسبتین اشیا کی بدل جائین فرض کرو کہ زید عمرو کا قرضدار تھا اور اُسکا قرضہ نہ ادا کرتا تھا
حاکم شرع نے عمرو کو زید سے اُسکا قرضہ دلوا دیا عمرو نے اس حکم شرع کو نہایت قدر کی نظر سے
دیکھا اور اُسوقت عمرو کے نزدیک جسقدر یہ حکم متضمن انصاف ہے کوئی دوسرا حکم اسطرح نہین تھوڑی
دیر کے بعد خالد نے عمرو پر دعوی دین کر کے اپنے مدعا پر بینہ نصب کر کے ثابت کر دیا کہ عمرو خالد کا
قرضدار ہے اور حاکم شرع نے بمقتضائے ثبوت و ادائے شہادت عمرو سے خالد کا قرضہ دلوایا اب
عمرو کے دل سے کوئی پوچھے کہ کیا یہ حکم اوسی صفت اعلے پر اُسکے دلمین اب بھی باقی ہے نہین
ہرگز نہین اس حکم مین اور اس حاکم مین صدہا عیوب پیدا ہوگئے وَالحَقُّ مُرٌّ اور یہی ہم اپنی آنکھونسے

دیکھتے ہین اور ہم کیا دنیا دیکھتی ہے حقیقت مین خوبیان خوبیان ہین اور عیوب عیوب ہین
جا ہے وہ دشمن مین پائے جائین یا دوست مین مگر نہین ہم خطا کرتے ہین ہمارے غیر نے اگر کوئی
معیوب بات کی اُسکے اظہار مین کوشش ہے اور اپنی برادت کے اظہار مین کد ہے اور اگر ہم نے
خود کوئی بات کی خود ہی اب اُسکا اعادہ جو کچھ غیر کے باب مین کہا تھا نہین کرتے اگر اُسکا کوئی اظہار
یا اُسپر کوئی زجر کرتا ہے تو اُسکے دشمن ہو جانے مین کچھ دیر نہین لگتی حدیث قدسی مین قریب قریب
اسی مضمون کے فرمایا ہے جسکا خلاصہ غالباً ان معنو مین ادا ہو جائے کہ ابن آدم وہ باتین تیری
میرے پاس آتی ہین کہ اگر تیری یہ صفتین تجھ تک پہونچین اور تو اُن صفتون کا صاحب کسی غیر کو سمجھے
تو تو اُنکا دشمن ہو جائے پھر اب فرمایئے کہ جب اختلاف آرا کی کوئی حد باقی نہین رہی اور خواہشین
یون بدلتی رہتی ہین تو حق کیونکر اُنکی پیروی کر سکتا ہے اس صورت مین شئی ثابت غیر ثابت ہو جائیگی
اور حق وصف حقیقت پر باقی نہین رہے گا اس کثرت کو جس کو مین نے اس طویل بیان مین
ظاہر کیا ہے اُسکو جناب باری نے اعجاز کلامی مین ایک لفظ اَهْوَآءَهُمْ مین ظاہر فرما دیا
اسطرح کہ اہوا جمع ہے ہوا کی جو بمعنی خواہش و مرغوب و مطلوب ہے اس لفظ جمع کو ضمیر جمع
کی طرف مضاف کر دیا ہے اب کثرت کی کوئی حد نہین رہی کیونکہ جب ایک ایک کی صدہا خواہشین
ہین تو اُن سب کی خواہشونکا عدد تو نا ممکن ہے کہ ہم اُسکو شمار کر کے محصور کر دین اور پھر جمع اہوا مین
اس امر کا اشعار ہے کہ خواہش بھی متکثر اور پھر کثرت کے ساتھ اُنمین اختلاف بھی ہے اور اختلاف
بھی کبھی ضدیت کی حد پر کبھی تناقض کی حد پر اب اس صورت مین ممکن نہین کہ اتباع حق معقول ہو سکے
اولاً تو اُسمین شان اتباع موجود نہین ثانیاً کس کا اتباع کرے اس ضد کا یا اُس ضد کا لہذا اتباع
اہوا نا ممکن ہوا قَالَ الرَّازِیُ الثَّانِیُ اَنَّ اَهْوَائَهُمْ فِیْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَتَکْذِیْبِ مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَهُمَا مَنْشَأُ الْمَفْسَدَةِ وَالْحَقُّ هُوَ الْاِسْلَامُ فَلَوِ اتَّبَعَ الْاِسْلَامُ
فَوْقَهُمْ لَعَلِمَ اللّٰهُ حُصُوْلَ الْمَفَاسِدِ عِنْدَ بَقَاءِ هٰذَا الْعَالَمِ وَ ذٰلِكَ
يَقْتَضِیْ تَخْرِيْبَ الْعَالَمِ وَاِفْنَائَهٗ فخر رازی کہتا ہے کہ ثانیاً یہ کہ اُنکی خواہشین عبادت اوثان اور

تکذیب محمدؐ مین ہین اور یہی دونون چیزین سرشتۂ مفاسد ہین اور حق اسلام ہے پس اگر اسلام انکے
قول کا تابع ہوتا تو خدا اس امر کو جانتا کہ بقائے عالم موجب حصول مفاسد ہے اور اسکا مقتضی
یہ ہوتا کہ عالم فنا و خراب کر دیا جائے یہانتک سلسلۂ بیان کے پہونچنے سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ ہوی
اور چیز ہے اور حق اور شئے ہے اور کثرتِ ہوی سے کثرت حق نہین پیدا ہوتی بلکہ وہ ایک ہے
اب اسلام جو حق سے تعبیر کیا گیا ہے صرف اسکے فرقون کی تعداد (۷۳) ہے یہ تو بالبداہة اور
بحکم عقل اور بحکم اس آیت مبارکہ کے تمامی فرق حق نہین اتباع حق للاہوا ثابت ہو چکا وَهُوَ مَنْفِیٌّ
کَمَا مَرَّ آنِفاً پس لامحالہ ایک فرقہ حق ہوگا ہم اس فرقہ کو معین نہین کرتے بلکہ یہ کہکے چھوڑتے ہین
کہ فرقہ حقہ کا وجود عہد رسالت مآب مین ضرور آپکے سامنے رہا ہوگا اور یہ ناممکن ہے کہ آپ کے
سامنے نہ رہا ہو اور بعد مین ہوا ہو کیونکہ اس بنا پر تو لازم آتا ہے کہ عہد دولت مہد رسالت پناہی
مین تکمیل دین ہوا ہے نہین پس وہی جسمین خواہشون نے کمی بیشی نہ کی ہو وہ دین حق ہے شیعون
مین اور سنیون مین بھی روایت خلافت علی ابن ابیطالبؑ فی یوم الغدیر موجود ہے مگر خلافت اصحاب
ثلثہ کا عہد رسول مین بالاتفاق پتا بالکل نہین لہذا اگر کوئی مذہب موجود نکلتا ہے زمان رسولؐ کا
مین تو وہ مذہب شیعہ ہے دوسرا نہین فثبت المطلوب ثانیاً واضح ہے کہ یہ کل فرق متفرقہ
اپنے تئین اسلام مین شامل کرتے ہین اور سب مسلم کہے جاتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ چند اسلام
ہین ہان چند اسلام ہین اور اُسکو ہم باعانت کتاب ثابت کرتے ہین وہ آیہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ
لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا سے ثابت ہے کہ دو قسم کا اسلام
ہے ایک وہ جس سے رضائے خدا متعلق ہو چکی ہے وہ دین مرتضےٰ ہے اور ایک وہ جس سے
رضائے خدا متعلق نہین وہ اسلام غیر مرضی ہے لہذا اب ہم ان (۷۳) فرق مسلمین مین جانچ
کے اس امر کو کہتے ہین کہ در اصل اسلام حق وہ جو تابع اہوا نہین ہوا وہ وہی اسلام ہے
جو مرتضی عند اللہ ہے اور مابقی سب اہوا و بدع ہین پس جب ثابت ہوا کہ اہوا مختلفہ کا تابع حق نہین
تو ہمین اس عالم دین کے احکام چاہیئے ہین جسمین ہوی کا نام نہو نہین تو ممکن ہے کہ وہ اپنی خواہش

کی طرف بلایا کرے یہ ہمین بتادیا اور راہ حق صاف کردی حیث قال وما ینطق
عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ اس سے معلوم ہوا کہ حق صرف فرماتے تھے یہین سے
بطلان مذہب قیاس ثابت ہے کہ جب رسالتمآبؐ سے نفی ہوی کی ضرورت ہوی تاکہ حقیت
صرفہ ثابت ہوجائے تو اگر آرا مختلفہ سے احکام قیاس ثابت ہوجائین تو اتباع حق للاہوا الام
آئے یہین سے ہمین یہ امر معلوم ہوگیا کہ وہ اولوا الامر جنکا آیہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی
الامر منکم مین اطاعت کرنے کا حکم ہے وہ عموما سلاطین نہین والا حکم اتباع غیر حق لازم آجائے
کیونکہ عموما اور سلاطین اہوا سے خالی نہین ہوتے بلکہ وہی لوگ ہین جنکی ہوی تابع حق ہے حق
تابع ہوی نہین سوال کہان سے معلوم ہوا سلاطین کے علاوہ آل محمدؐ مراد ہین کیا انسے بھی
خدا نے نفی ہوی مثل رسالتمآبؐ فرمائی ہے اور فرمائی ہے تو کیونکر جواب ہان ہان فرمائی ہے
یون کہ وحی تو ہوی (خواہش) یقینا نہین بلکہ وہ حق صرف ہے تو اس سے رسالتمآبؐ کا ہوی سے خالی ہونا
ثابت ہوا اور رسالتمآبؐ کے کلام سے ثابت ہوا کہ میری عترت اور قرآن آپس سے جدا نہونگے
یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس ہو پہنچنگے یہ منجملہ وحی شمار کیا جائیگا بحکم آیت اور قرآن اور عترت
مین اتحاد ثابت ہوگا بذریعہ کلام وحی ترجمان پس ثابت ہوا کہ اونمین ہوی نہین اور اگر ہوا ہوتی
تو وحی کے ساتھ ساتھ کیونکر ہوتے حالانکہ حق تابع ہوی نہین پس اگر انمین ہوی ہوتی تو حق الگ
ہوتا وہ الگ ہوتے حالانکہ ثابت ہوئی معیت پس معلوم ہوا کہ حق اونھین کا کلام ہے اور انھین کے
کلام کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اس سے بھی دوسرا نتیجہ وہ یہ کہ کتاب کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر
وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتے تو اُسمین اختلاف کثیر نظر آتا معلوم ہوا کہ خدا کے پاس سے
ہے جبھی تو حق صرف ہے اور اختلاف اُسمین نہین کیونکہ منشاء اختلاف تو یا جہل ہے یا اہوا مختلفہ
ہین آئمہ معصومینؑ کے کلام مین اور احکام مین اختلاف ہوا ہے نہین) نہ تو تم ہو کہ احادیث متعارضہ
اگر متخالفہ نہین تو ہین کیا کیونکہ اخبار علاج مین انکو اوسی حیثیت سے نافذ نہین قرار دیا بلکہ عرض
علے کتاب اللہ اور عرض علے السنۃ اور تمام باتین ارشاد فرمائی ہین جو خود بتا رہی ہین کہ حکم ایک ہے

کسی نے حجۃ خدا حضرت امام حسن عسکری علیہ الصلوۃ والسلام سے سوال کیا
کہ فرمائیے عورت کا حصہ مردون کے حصہ سے کم کیون ہے حالانکہ وہ ضعیف ہے جواب مین ارشاد
ہوا کہ چونکہ بار مہر و نفقات مرد و پر ہے عورت پر نہین لہذا اُنکا حصہ کم کیا گیا ہے اونکا حصہ زائد
راوی حدیث کے دلمین خیال گذرا کہ یہی جواب امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی اس سوال کا
دیا تھا جب ابن ابی العوجا نے آپ سے پوچھا تھا فوراً خطرۂ قلبی سے خبردار ہو کے فرمایا کہ ہان
اِذَا کَانَ السُّؤَالُ وَاحِدًا کَانَ الْجَوَابُ مِنَّا وَاحِدًا اور یہ سچ ہے اُنکے ہان
اگر اختلاف ہوتا تو بذریعہ اہوائے مختلفہ اور فقد علوم ہوتا اور دونون وہان نہ تھے تو کوئی
وجہ نہ تھی کہ ایک ہی جواب نہ ہوتا بس اگر تتبع ہوی مقصود ہے تو تتبع اختیار کرنا چاہیے اور اگر
تتبع حق مقصود ہے تو تتبع آل محمد کرنا چاہیے مگر اُسکے ساتھ ہی اُنکی تتبع کے لیے یہ امر لازم ہے
کہ ہوی نہو والحق و ہوی آپسمین جمع نہین ہو سکتے اپنی محبت بھی اسی مین ہے کہ انھین کی محبت
ہو کیونکہ نفی ہوی انھین کے لیے ہوگی اور انھین کے احکام کے اتباع کے لیے ہوگی اُسوقت
اسکا ثمر باغ جنت ہوگا جناب باری ارشاد فرماتا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ
وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی لیکن وہ جس نے اپنے رب
کا خوف کیا اور اپنے نفس کو ہوی سے باز رکھا بیشک جنت ہی اُسکی آرامگاہ ہے
وَجَاءَ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ لِبَعْضِ تَلَامِذَتِہٖ یَوْمًا اَیَّ شَیْءٍ تَعَلَّمْتَ مِنِّیْ قَالَ یَا مَوْلَایَ
ثَمَانَ مَسَائِلَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قُصَّہَا عَلَیَّ لِاَعْرِفَہَا قَالَ الْاُوْلٰی رَاَیْتُ کُلَّ مَحْبُوْبٍ یُفَارِقُ مَحْبُوْبَہٗ عِنْدَ
الْمَوْتِ فَصَرَفْتُ ھِمَّتِیْ اِلٰی مَنْ لَا یُفَارِقُنِیْ وَھُوَ فِعْلُ الْخَیْرِ قَالَ اَحْسَنْتَ وَاللہِ الثَّانِیَۃُ رَاَیْتُ قَوْمًا یَفْخَرُوْنَ
بِالْحَسَبِ وَاٰخَرِیْنَ بِالْمَالِ وَالْوَلَدِ وَاِذَا ذٰلِکَ لَا فَخْرَ وَرَاَیْتُ الْفَخْرَ الْعَظِیْمَ قَوْلَہٗ تَعَ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ
اَتْقٰکُمْ فَاجْتَھَدْتُ اَنْ اَکُوْنَ عِنْدَ اللہِ کَرِیْمًا قَالَ اَحْسَنْتَ وَاللہِ الثَّالِثَۃُ قَالَ رَاَیْتُ النَّاسَ فِیْ لَھْوِھِمْ وَطَرَبِھِمْ
وَسَمِعْتُ قَوْلَہٗ تَعَ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی فَاجْتَھَدْتُ
فِیْ صَرْفِ الْھَوٰی عَنْ نَفْسِیْ حَتّٰی اسْتَقَرَّتْ عَلٰی طَاعَۃِ اللہِ تَعَالٰی قَالَ اَحْسَنْتَ وَاللہِ

صادق آل محمدؐ سے روایت ہے کہ آپ نے ایکدن اپنے بعض تلامذہ سے ارشاد فرمایا کہ کیون تم نے
ہم سے کیا سیکھا اُسنے عرض کیا کہ مولا آٹھ مسئلے ارشاد ہوا کہ مجھ سے بیان کرو تاکہ مین اُسکو جانچون
اُس نے عرض کیا کہ پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ جب مین نے دیکھا کہ ہر دوست کو موت اُس کے دوست
سے چھڑا دیتی ہے تو مین نے اپنی تمام ہمت اُسکی محبت مین صرف کردی جو کبھی مجھ سے جدا
نہوگا اور وہ فعل خیر ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اَحْسَنْتَ وَاللّٰہِ خدا کی قسم اچھا کیا - دوسرا مسئلہ یہ
کہ مین نے دیکھا کہ کچھ لوگ حسب پر فخر کرتے ہین اور کچھ مال و اولاد پر حالانکہ یہ چیزین قابل فخر نہین
ہین بلکہ بڑے فخر کے قابل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ لہذا مین نے
بھی اس بات مین کوشش کی کہ مین عند اللہ کریم ہو جاؤن حضرت نے ارشاد فرمایا اَحْسَنْتَ وَاللّٰہِ خدا
بہت اچھا کیا تو نے - تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ مین نے لوگون کو لہو و لعب و طرب و نشاط مین مبتلا دیکھکر
اور قول خدا وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی کو
سُنکر اس بات مین کوشش کی کہ اپنے نفس سے خواہشونکو دفع کرون تا اینکہ مین اپنی کوشش مین کامیاب
ہوا اور میرا نفس اطاعت خدا پر مستقر ہو گیا حضرت نے فرمایا کہ احسنت واللہ - یوہین اُس نے
آٹھون مسئلون کا ذکر کیا اور آپ نے ہر مرتبہ تحسین و آفرین کی در اصل حضرت کی طرف جو اُس نے
اپنے تلمذ و تعلم کے اسناد کی تو نہ ان معنون سے کہ اُسکو ان آیات کے معنی نہ معلوم تھے کیونکہ
اہل زبان مین سے ہر ایک کو ترجمہ کلام مجید تو اقلاً معلوم ہی تھا لیکن در اصل یہ تعلم تطبیق مین تھا
جیسا اوس صحبت فیض آثار مین دیکھا تھا وہی صفتین اُس نے اپنے مین فراہم کین اور جو کچھ اپنے مین یہ
اوسنے فیض صحبت سے فراہم کیا وہ عشرِ عُشیر از اکثار و نموذجی از انبار تھا فقط اُنکی نفی ہوئی اس
حد پر تھی کہ جو اُنکی خواہش تھی وہ عین حق ہو گئی تھی یہانتک تابع مرضات الٰہی تھی ہی اُنکی خواہش
تھی پھر اُنکے احکام مین اختلاف کیون ہوتا اور کیون انکی تبیع موافق نہ کہی جائین سب سے زائد نفس ہے
پھر اوسکی فرع اوسکی خواہش ہے جب وہ اصل ہی کی پروا مقابلہ رضائے حق نہ رکھتے تھے تو
خواہش نفس کیا چیز ہے جناب سید الشہدا روحی و روح العالمین لہ الفدا مین دیکھیے کہ رضائے خدا

اور وفا تو نفس میں جب معاملہ آگرداٸر ہوا تو نفس کو جانے دیا اور رضاے باری کو لے لیا اور ام
حسینؑ کا معاملہ کوٸی جدید تھا بلکہ ابا تھا باب وہ تھا جسکے متعلق خدا نے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي
نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فرمایا تھا اسمیں اضافہ اموال و اولاد کرکے امام حسینؑ علیہ السلام نے ایک
اور نظیر دکھلادی پھر جب نفس و مال و اولاد کی خواہش ہیچ ہوگٸی بمقابلہ رضاے خدا تو اور کسی ہوا کا
اتباع یعنی چہ اور یہی امر برابر جاری و ساری رہا منزل ثعلبیہ میں بروایت مناقب) اور بروایت
ناسخ التواریخ عقبہ بن معان بیان کرتا ہے کہ میں ملازمت رکاب میں جاتا تھا ناگاہ جناب سید الشہدا
نے پشت فرس پر اپنی گردن جھکاٸی اور ایک نیند سی آپکی چشم مبارک میں آٸی پس آپنے سر اٹھایا
اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا
علی بن الحسین علی اکبر نے آگے بڑھ کے پوچھا کہ یہ استرجاع و تحمید کیسی تھی فَقَالَ يَا بُنَيَّ
اِنِّيْ خَفَقْتُ خَفْقَةً فَعَنَّ لِيْ فَارِسٌ عَلٰى فَرَسٍ وَهُوَ يَقُوْلُ الْقَوْمُ يَسِيْرُوْنَ وَالْمَنَايَا
تَسِيْرُ اِلَيْهِمْ فَعَلِمْتُ اَنَّهَا اَنْفُسُنَا نُعِيَتْ اِلَيْنَا ارشاد ہوا کہ فرزند ابھی مجھ پر
ایک غنودگی سی طاری ہوگٸی تھی میں نے دیکھا اک شخص گھوڑے پر سوار ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ لوگ
منزلیں طے کررہے ہیں اور موت انکے ساتھ ساتھ ہے (بیٹا) میں سمجھ گیا کہ یہ لوگ ہمیں ہیں ہمکو
موت کی خبر دیجارہی ہے۔ دیکھیے اس مصیبت واس سفر میں بھی وہی فکر حق ہے فَقَالَ اَلَسْنَا
عَلَى الْحَقِّ قَالَ بَلٰى قَالَ اِذًا وَاللّٰهِ لَا نُبَالِيْ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ جَزَاكَ اللّٰهُ مِنْ وَلَدٍ
خَيْرَ مَا جَزٰى وَلَدًا عَنْ وَالِدِهٖ عرض کرتے ہیں کہ کیوں بابا کیا ہم حق پر
نہیں میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ (بیٹا) ہم سب حق پر ہیں۔ علی اکبر نے کہا کہ خدا کی قسم اب موت کی
کچھ پرواہ نہیں ہے حضرت اپنے فرزند کی بہادری سے خوش ہوکر دعا دینے لگے کہ بیٹا۔ خدا جو
کسی فرزند کو اسکے باپ کی طرف سے دیتا ہے اُس سے بہتر تجھکو جزا دے بیٹے کی حفاظت حق کی
یہ حالت تھی کہ اس جناب کو اس حالت میں موت کی پروا نہوٸی اور باپ کو خیال حق اس درجہ تھا کہ
بیٹا موت کو منظور کرتا ہے اور باپ مسرور ہوکر جزاے خیر کی دعا دیتا ہے کیا دَابِطُ الْجَاشِ تھے

جناب سید الشہدا اور کسقدر ثابت علی الحق تھے وہ لوگ جو ہمراہ رکاب ظفر انتساب تھے
مدینہ کا سفر مصیبت کے لیے کیا کم تھا جو اور حالات راہ بیان کیے جائین وہ اُنس و محبت جو مولد و
مسقط راس سے انسان کو ہوتا ہے وہ ظاہر ہے پہاڑون کے رہنے والون کو دیکھیے کیسی
کیسی صعوبتین اُنکو واقع ہوتی ہین اور دقتین پیش آتی ہین مگر وہ اپنے مساکن سے محل و ارتحال
نہین کرتے وہی محبت جو خداداد قلب مین ہے وہ نہین جگہ چھوڑنے دیتی رسالتمآب صلے اللہ
علیہ و آلہ کی حدیث حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ علما نے اگرچہ اس حدیث شریف
کے یہ معنی بھی بیان کیے ہین کہ وطن سے مراد اس حدیث مین وطن آخرت ہے اور شاید وجہ
اُنکو اس حمل کی یہ داعی ہوئی ہو گی کہ کوئی وجہ نہین کہ محبت وطن ایمان مین دخیل ہو لہذا اُنھون
نے وہ معنی مراد لیے جس کو دخل ایمان مین تھا لیکن ہو سکتا ہے کہ کہا جائے کہ اگر کسی کے
دل مین محبت وطن ہو گی تو اس دل مین ہر ایک اُس شئے کی محبت ہو گی جس سے اُسکو تعلق
ہے اولوالارحام اور غیر اولوالارحام مین سے جیسا کہ رابطہ الفت سے اسکی توضیح ہو سکے گی
اور خود جناب رسالتمآب سے یہ امر ظاہر ہوا ہے۔ فَقَدْ رُوِیَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ
لَمَّا ھَاجَرَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ وَ سَکَنَ فِیْھَا کَانَ اِذَا اَتَاہُ اٰتٍ مِنْ مَکَّۃَ یَسْاَلُہٗ
عَنْ اَرْضِھَا وَ عَنْ اَشْجَارِھَا وَ مِیَاھِھَا وَ یَتَشَوَّقُ اِلَیْھَا وَ یَقُوْلُ ہِیَ
مَسْقَطُ رَاْسِیْ فَیَظْھَرُ الْمَیْلُ اِلَیْھَا مِنْ جِھَۃِ کَوْنِہٖ وَطَنًا لَا مِنْ جِھَۃِ الشَّرَفِ وَ
الْفَضْلِ فَاِنَّ لِذٰلِکَ مَقَامًا اٰخَرَ مَعَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ لَقِیَ مِنْ اَھْلِھَا اَنْوَاعَ الْاَذٰی
لٰکِنَّھَا دِیَارٌ بِھَا حَلَّ الشَّبَابُ تَمِیْمَتِیْ + وَ اَوَّلُ اَرْضٍ مَسَّ جِلْدِیْ تُرَابُھَا مروی ہے
کہ جب رسول اللہ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہین سکونت اختیار کی تو حضرت
کی حالت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص مکہ کا رہنے والا ادہر نکل آتا تھا تو حضرت اُس سے مکہ کی زمین
اور اُسکے باغات اور پانی وغیرہ کے حالات دریافت فرمایا کرتے تھے اور مکہ کی طرف اپنا
شوق ظاہر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مکہ ہمارا مسقط راس اور مولد ہے - واضح رہے کہ مکہ کی

شرافت اور اُسکا فضل سبب اس میل و رغبت کا نہ تھا بلکہ یہ اظہار و شوق اور یہ جذب فقط اسلیے تھا
کہ وہ حضرت کا وطن تھا باوجودیکہ حضرت کو اہل مکہ کے ہاتھوں انواع و اقسام کی اذیتیں پہونچی
تھیں مگر وطن کی محبت کہیں دل سے نکلتی ہے دِيَارٌ بِهَا حَلَّ الشَّبَابُ تَمِيمَتِي
وہ شہر ہیں کہ جہین جوانی نے آکے میرے گلے کے تعویذ کھولے
وَ اَوَّلُ اَرْضٍ مَسَّ جِلْدِي تُرَابُهَا اور جب فتح مکہ ہوئی ہے تو رسالتمآب نے پالان
وہ پہلی زمین ہے جسکی خاک سے میری جلد مس ہوئی
شتر پر سجدۂ شکر ادا فرمایا ہے جب زمین مکہ پر پہونچے ہیں اور لشکر مسلمین کو اس سرے سے دوسرے
سرے تک دیکھا ہے تو خوش ہوئے ہیں اور مکہ سے اپنا وحیداً فریداً ہجرت فرمانا مدینہ کی طرف
یاد کیا ہے اور یوہیں جب مکہ سے ہجرت کرنے لگے ہیں جب تھوڑی راہ طے کی ہے تو منھ پھیر کر
مکہ سے کہا ہے۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ اُحِبُّكِ وَ لَوْلَا اَنَّ اَهْلَكِ اَخْرَجُوْنِيْ عَنْكِ لَمَا
اٰثَرْتُ عَلَيْكِ بَلَدًا وَّ لَا ابْتَغَيْتُ بِكِ بَدَلًا وَ اِنِّيْ لَمُغْتَمٌّ عَلٰى مُفَارَقَتِكِ
خدا بہتر جانتا ہے کہ میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں اور اے شہر مکہ اگر تیرے رہنے والے مجھکو تجھ
سے نکال نہ دیتے تو ہرگز ہرگز میں کسی شہر کو تجھپر ترجیح نہ دیتا اور بیشک میں تیری مفارقت او جدا
غمناک ہوں۔ اسوقت جب رسولخدا کو خداوند عالم نے فراق مکہ پر حزین و ملول پایا جبرئیل امین
نازل ہوئے اور کہا یا محمد اَلْعَلِيُّ الْاَعْلٰى يَقْرَءُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَ يَقُوْلُ سَنَرُدُّ
اِلٰى هٰذَا الْبَلَدِ ظَافِرًا غَانِمًا سَالِمًا قَادِرًا قَاهِرًا اے محمد علی اعلی
آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ تم رنجیدہ نہو ہم عنقریب تم کو مظفر و منصور اس شہر
طرف واپس کرینگے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّكَ اِلٰى
مَعَادٍ وہ خدا جس نے تمپر قرآن فرض کیا ہے ضرور تم کو تمھارے مقام تک پہونچا دیگا۔ لیکن حال جناب
سید الشہدا اس سے اشد ہے اسلیے کہ آپکو مفارقت مدینہ میں دو صدمہ تھے مفارقت وطن الگ
اور مفارقت روضۂ رسولخدا الگ یہ نہیں معلوم کہ حضرت نے مدینہ سے چلتے وقت کچھ کہا یا نہیں
ایک آیت تو ضرور تلاوت فرماتے تھے۔ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَّتَرَقَّبُ یہ آیہ حضرت موسیٰ
متعلق تھی لیکن اُنھوں نے ایک قتل نفس فرمایا تھا اور حضرت بالکل بیگناہ تھے اسمیں اسقدر تو

بیان فرمادیا کہ اگر مجھے خوف نہوتا تو مین زمین مدینہ سے نہ نکلتا نانا اور نواسے
دونون کو اپنے وقت مین ہجرت کرنی پڑی لیکن رسول خدا تنہا نکلے اور فوج
لیکر مکہ مین گئے اور امام حسین علیہ السلام تھوڑی سی فوج لیکر نکلے تھے وہ بھی
کربلا مین نہ رہی اور یہ بھی فرق تھا کہ رسولخدا کو اپنے وطن کیطرف عود
نصیب ہوا اور کوچ کے وقت جبرئیل امین نے بشارت عود دی تھی لیکن امام حسین
علیہ السلام کو وطن پھر کر آنا نصیب نہ ہوا اور یہان چلے تو چلنے سے پہلے رسالتاب نے
بشارت جنت دی جس سے جناب کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب مین پلٹ کر ادھر کبھی نہ آؤنگا الا لعنة اللہ
علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ٥

مجلس سیوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالی ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السموات والارض ومن فیھن بل اتیناھم
بذکرھم فھم عن ذکرھم معرضون ام تسئلھم خرجا فخراج ربک خیر وھو خیر الرازقین
اگر پیروی کرتا حق اونکی خواہشون کی تو ہر آئینہ فاسد ہوجاتے آسمان اور زمین اور وہ لوگ
جو آسمانون یا زمینون مین ہین بلکہ دئیے اونکو اونکا ذکر دیا پس وہ اپنے ہی ذکر سے اعراض کرنیوالے
ہین کیا اے رسول تم اون لوگون سے کسی خرچ و امداد کا سوال کرتے ہو پس خرچ تمہارے پروردگار
کا بہتر ہے اور وہ بہترین رزق رسانندگان ہے مین نے بیان کیا ہے کہ حق تابع ہو نہین سکتا نہ ہوا
نہ غیر ہوا کا اور اگر وہ تابع ہوا و خواہشہائے خلق ہو تو انجام کار یہ ہو کہ آسمانون مین فساد ہوجائے
اور یہ بنی ہوئی عمارت بگڑ جائے چند باتین مستفاد ہوتی ہین اول تعظیم حق ثانیا اسکا بیان بھی کہ آجتک
ایسا ہوا ہی نہین ثالثا اونکی عقل کے نقصان کا بیان اول امر اسطرح پیدا ہوا کہ حق ایسی چیز ہے
کہ اوس سے وجود سماوات و ارض مرتبط ہے اگر اوسمین عیب اتباع پیدا ہوجائے تو آسمان و زمین مین
عیب فساد پیدا ہوجائے اب اس سے بڑہکر اور کیا تعظیم ہوسکتی ہے امر ثانی اس طرح معلوم ہوا کہ جو

آسمان اور زمین ابھی فاسد نہین ہوئین اور سالم موجود ہین لہذا معلوم ہوا کہ وجہ فساد یعنی اتباع حق للاہوا اب تک نہین ہوا نہین تو بجاے سلامتی فساد دکھائی دیتا امر ثالث اس طرح سے پیدا ہوا کہ اونکی خواہش یہ ہے کہ ہماری خواہشون کے مطابق کام ہون اور ہماری گردشون کے مطابق حق کی گردشین ہون حالانکہ یہ مطلوب وہ ہے کہ اگر اسکا اسعاف کیا تو یہ جاہنے والے خود ہی نرہین رہگیا یہ سوال کہ اتباع حق للاہوا سے فساد سموات کیونکر لازم آتا ہے) اگر تفسیر سابق مین بیان کیا گیا ہے کہ وہ چاہتی تھی کہ کئی خدا ہون اسی پر دارومدار رکھا جائے تو تقریر فساد سموات وارض لوکان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا سے واضح ہو جائے گا دو خدا کم سے کم اگر فرض کیے جائین تو دونون مختار رہونگے یا دونون مجبور ہونگے یا ایک مختار ہوگا دوسرا مجبور ہوگا بنا بر ثانی دو مین سے ایک بھی خدا نہونگے کیونکہ بنا بر مجبوریت علیت وخلق اختیاری کے کچھ معنی نہین اگر ایک مختار اور دوسرا مجبور ہے تو جو مختار ہے وہی خدا ہوگا پھر راجع الی التوحید ہوگا اگر دونون مختار ہونگے تو اونمین اختلاف حکم جائز ہوگا لہذا ایک ابر کو بارش کا حکم دے سکتا ہے اور دوسرا روک سکتا ہے اور ایک فلک کو حکم گردش دیگا دوسرا حکم سکون دیگا پس اسی طرح تمام نظم وانتظام عالم بگڑ جائے گا قَالَ اَبُو السُّعُوْدِ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ اَیْ لَوْکَانَ مَاکَرِھُوْا مِنَ الْحَقِّ الَّذِیْ مِنْ جُمْلَتِہٖ مَاجَاءَ بِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُوَافِقًا لِاَھْوَاءِھِمُ الْبَاطِلَۃِ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَخَرَجَتْ عَنِ الصَّلَاحِ وَالْاِنْتِظَامِ بِالْکُلِّیَّۃِ لِاَنَّ مَنَاطَ النِّظَامِ لَیْسَ اِلَّا ذٰلِکَ وَفِیْہِ مِنْ تَنْوِیْہِ شَانِ الْحَقِّ وَالتَّنْبِیْہِ عَلٰی سُمُوِّ مَکَانِہٖ مَالَایَخْفٰی انتہیٰ ابو السعود نے اپنی تفسیر مین اس آیہ کے متعلق لکھا ہے کہ مراد اس آیۃ سے یہ ہے کہ اگر وہ حق کہ منجملہ اوسکے ماجاء بہ النبی ہے اونکی باطل خواہشونکے موافق ہوتا تو ضرور نظام عالم کی ابتری کا باعث ہوتا اور آسمان وزمین اور انکے اہل کا فساد لازم آتا اور یہ تمام چیزین حدود صلاح وانتظام سے بالکل خارج ہو جاتین اسلیے کہ دارومدار صلاح وانتظام کا یہی ہے کہ حق اونکی خواہشونکا تابع نہو اور اس آیہ مین حق کی رفعت وعلو مرتبت پر اس حد کا اشعار اور تنبیہ ہے کہ جو کسیطرح بھی پوشیدہ اور مخفی نہین ہے اس کلام پاک کی تصریح سے یہ امر بالکل صاف صاف ظاہر ہے کہ اگر حق اپنا مرکز چھوڑے تو تمام شیا

باطل ہوجاتیںگی بایںمعنی کہ کوئی شئے اپنے محل پر قائم نہین رہسکتی یہانتک کہ سبع عظیم نے جس سے بڑھکر
کوئی بنائے استوار عالم مین دکھلائی نہین دیتی اور کسی شئی سے وہ فاسد نہین ہوتا نہ وہ طول زمان سے
کہنہ ہوتا ہے نہ وہ بارش آب سے مضمحل ہوتا ہے نہ کسی بادشاہ کا قصر اپنے کنگرون سے اوس کے کمر
کو چھو سکتا ہے جس کے صفات خود ارشاد فرمائے ہین اور اوسکو سات چیزون سے زینت دی ہے
بالمصابیح وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وبالقمر وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا
وبالشمس وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا وبالعرش رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وبالکرسی وَسِعَ كُرْسِيُّهُ
السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ وباللوح فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ وبالقلم نٓ وَالْقَلَمِ یہ سات
چیزین ہین تین ظاہر ہین اور چار ادلۂ سمعیہ سے ثابت ہین اور اوسکے اسماے اوسکی تعظیم ظاہر فرمائی
ہے کہین سماء سے تعبیر فرمائی ہے کہین سقف محفوظ سے کہین سبع طباق سے کہین سبع شداد
ان مین سے ہر ایک کا بیان تفصیلی ایک مجلس مستقل کو چاہتا ہے مافیہا کو چھوڑتا ہون صرف سماوات
کو عرض کرتا ہون کہ اونکا فساد کیونکر لازم آتا ہے قَالَ فِي مَجْمَعِ الْبَيَانِ وَقِيلَ الْحَقُّ مَا يَدْعُوا
إِلَى الْمَصَالِحِ وَالْمَحَاسِنِ وَالْأَهْوَاءُ تَدْعُوا إِلَى الْمَفَاسِدِ وَالْمَقَابِحِ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ دَاعِيَ الْهَوَى
لَدَعَا إِلَى الْمَقَابِحِ وَلَفَسَدَ التَّدْبِيرُ فِي السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضِ لِأَنَّهَا مُدَبَّرَةٌ بِالْحَقِّ لَا بِالْهَوَى وَقِيلَ
مَعْنَاهُ لَفَسَدَ أَحْوَالُ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضِ لِأَنَّهَا جَارِيَةٌ عَلَى الْحِكْمَةِ لَا عَلَى الْهَوَى
تفسیر مجمع البیان مین نقل کیا گیا ہے کہ حق وہ ہے جو مصالح و محاسن کیطرف موڑ دیتا ہے اور
اہواء وہ ہین جو متوجہ کردین مفاسد و مکارہ کیجانب لہذا اگر حق داعی ہوی کا اتباع کرتا تو خود بھی
داعی الی المفاسد ہوجاتا اور تدبیر سموات و ارض مین فساد لازم آتا اسلیے کہ تدبیر آسمانو اور زمینونکی
حق سے ہے ہوی سے نہین ہے اور ایک قول یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ معنی اس آیت کے یہ ہین
کہ اگر حق اونکی باطل خواہشونکا تابع ہوتا تو احوال سماوات و ارض کا فساد ایک ضروری امر تھا
اسلیے کہ انکی روش حق پر ہے نہ خواہشون پر ایک امر یہ قابل غور ہے کہ عمل بالا ہواے کیونکر فساد
اشیا لازم آتا ہے پھر چھوٹی چیز کو دیکھکر بڑی چیزون کا فساد بھی اچھی طرح معلوم ہوسکتا ہے

ابھی اپنی غیر کو چھوڑ کر اپنے جسم کی طرف ایک نظر کرنی چاہیے اسکو جناب باری نے صفحۂ ہستی پر
اس انتظام سے بھیجا تھا اور وہ تدبیر کی تھی کہ عناصر اربعہ کے اضدادیون بہم ہو گئے تھے جنکی کبھی
شائبہ ضدیت رہتا ہی نہین جب تک اپنی انتظام مین رکھا تھا حکمت کی گود مین تھا مرض کا نام تھا ان آبا
کے انتظام مین آیا کبھی اونھون نے کچھ استعمال کیا کبھی کچھ غذا جو کچھ ہو گئی تو اپنی دانست مین موافق
پہونچائی لیکن دراصل تھی مخالف بچہ کو مرض پیدا ہوا اور وہ صلاح جس کا باعث نظم الہی تھا دہ گیا اب
اس فساد کو روکنی کی فکر ہوئی دوائین دیگئین دعائین کی گئین اگر فساد کم ہوتا گیا تو خیر حالت حقیقیہ پر
پہونچکر پھر اچھا ہو گیا اور نہین تو وہ فساد ہوا کہ حیات الگ باطل ہوئی جسم الگ باطل ہو گیا یہ تو
اور ون کی خواہشون کے نتائج تھے اب خود مختار ہوئے ہر قوت کو جیسی خواہش ہوئی
اوسکی مقتضی پر اوسے صرف کرنا شروع کیا آخر مین جسم منجر لفساد ہو کر فاسد ہو گیا انسان بہت
اپنے تئین ضائع کر کے خواہشون کے ہاتھون مبتلائے ندامت ہوتا ہے لیکن بعد فساد پھر صلاح کہان
یہ چھوٹی چھوٹی چیزون کا فساد خواہشون کے ہاتھ سے تھا اب بڑی چیزون کا فساد بھی سمجھ لیجے
وہ قصہ خفاش جو زبان زد خاص و عام ہے اوس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کسقدر فساد پھیلتا اگر
موافق اوسکے عمل کیا جاتا فرض کیجے کہ ایک مخلوق کی خواہش ہوئی کہ اس سقف مین ایک ستون ہوتا
تو خوب تھا رائے تو اچھی تجویز کی لیکن خدا کی ایک نشانی وحدت کم کر کے حسن سما الگ کم کر دیا عجز
الگ ثابت گردش مین الگ فرق ڈالدیا بس اسی کا نام فساد ہے کیونکہ شئے کی صورت بگڑجانیکا نام فساد ہے خواہش
گردی کہ آفتاب فلک اول پر آئے ماہتاب فلک چہارم پر جائے اب جو دانہ سنبلہ مین نظر آتا ہے
وہ بے آگ جلا ہوا دکھائی دیتا ہے اور رات کو شب ماہ مین بھی ماہ مکسوف کی سی روشنی دکھلائی
دیتی ہے اور مغز الگ پکتے ہین اور زمین الگ جلتی ہے ایسی رایون سے عالم کی مخلوق کو بھی فائدہ
ہوا الحاصل یہ دو مثالین تو فقط تقریب الی الفہم کے لیے دیگئین والا صدہا مثالین ایسی موجود ہین
جو فساد سموات کے بحسب اختلاف آرا شماہین اگر فساد سموات کی دیکھی تقریرین بھی ایک تقریر اسکی ممکن ہے

کہی جائے کہ حقائق اشیا وہ جو ثابت اور عالم واقع مین موجود ہین اگر اونکی رائے کے تابع ہون تو عالم یہ ہو کہ جس کو وہ اپنی خواہشون کی جہت سے تسلیم کرین وہ ہوجائے اور جسکو وہ اپنی اراکی سبب سے نفے کرین وہ نہو تو آسمانون کا پتہ بھی ابتک نرہتا کیونکہ بہت سے اوس کے وجود کا اقرار کرتے ہین اور بہت سے اوسکے وجود کا انکار کرتے ہین تو آسمان ایسی شئی بھی نرہتی اسمین اون لوگون پر بھی ایک قسم کا اعتراض ہے جو وجود سماوات نہین تسلیم کرتے اگرچہ اوسوقت کوئی منکر نتہا لیکن ارائو ا ہوا کے حدوث کی خبر عالم الغیب کو تھی لہذا یہ عبارت اونکی رد اور اوس بیان کی رد کرتی ہے جسمین انکار وجود سموات اور فرضی نیلی نیلی چھتین تسلیم کی گئی ہین اور استلزام سابق کی توضیح اس امر سے ہوجاتی ہے کہ حق کی فردین سب حق ہونین یکسان ہین اگر اور حق انکار کرنیسے ناپید ہوسکتے تو آسمان مین کوئی ایسی بات نتھی کہ وہ انکار کرنیسے نہ معدوم ہوتا لیکن چونکہ سماوات وارض حسّی مثالون مین شامل ہین اور انکار کرنیسے معدوم نہین ہوتے لہذا ثابت ہوا کہ کوئی حق انکار کردینے سے معدوم نہین ہوتا وَاِلَّا لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (فساد سموات کی تیسری تقریر) رَوَی الْقُمِّیُّ قَالَ الْحَقُّ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ فَفَسَادُ السَّمَآءِ اِذَا لَمْ تَمْطُرْ وَ فَسَادُ الْاَرْضِ اِذَا لَمْ تُنْبِتْ وَ فَسَادُ النَّاسِ فِیْ ذٰلِکَ قمی نے روایت کی ہے کہ حق سے مراد رسول اللہ اور امیر المومنین ہین اور بیان کیا ہے آسمان کا فساد یہ ہے کہ برسنا چھوڑدے اور زمین کی خرابی یہ ہے کہ اوسکی قوت نباتیہ جاتی رہے اسمین خلق خدا کی تباہی ہے پہلی رسول اللہ کے متعلق اس تقریر کو سمجھ لینا چاہیے پھر امیر المومنین کے باب مین سمجھ مین آجائیگی حقیقت امر یہ ہے کہ غرض و غایت وجود عباد اونکا عبادت کرنا ہے عالم مین جو حس و حرکت پیدا ہوئی تو وہ رسالتمآب ہی کے وجود ذیجود سے ہوئی اور آپ اپنے مرتبہ جلیلہ پر جو فائز ہوئے تو بحیثیت اعلائے اطاعت ہوئے اور جب آپ ہی اطاعت حق چھوڑ کے مطیع اہوائے آراء خلق ہونگے تو لولاک لما خلقت الافلاک کے غایت باطل ہوجائیگی اور جب آسمان معدوم ہوجاتا تو نبات بھی معدوم ہوجاتے اگر رئیس قوم اچھا ہوتا ہے تو رعایا

اگرچہ بوضع و بطریق ہوئی ہے تاہم انجام اچھا ہوتا ہے کہ سرسے نے خلام سے انار مالک کے کرکے
کے طعم سے نیت ملک کی تاثیر جانچ لی تھی اور اوسکے زمانہ مین جو گیہون کی مقدار تھی وہ علا
کا ثمر دکھلا رہی تھی معلوم ہوا کہ نیت رئیس جذب رحمت مین معین ہوتی ہے جس سے استنباط ہو سکتا
کہ نیت قلب سے اعضا کا فائدہ ہوتا ہے پس نزول باران و انبات نبات ارض محمد و آل محمد کی
جہت سے ہوتا ہے اور یہ احادیث صحیحہ سے مستنبط و مستفاد ہوتا ہے اور تعمیم احسان کے لیے
جسقدر باران کا ببرکت رسالتماب و آل اطہار نازل ہونا سزاوار ہے اوسقدر کوئی امر نہین اور
غالبا اسلیے امی کے مہر مین رسالتماب نے چار نہرین علاوہ خمس دنیا کے عنایت فرمائی تھین تاکہ
احسان فاطمہ سے کوئی شی خالی نہو اور اگر عبادت بھی مقبول ہو تو اسی جہت سے دیدینا خدا کا
کام ہے اب اوس حق کو حق سمجھنا یہ فعل عباد ہے اگر امام حسین علیہ السلام اون انہار سے
منع کیے گئے تو ذلت پھر بھی اوسی حقیت مہر پر باقی رہی حیات دنیاوی بھی وابستہ دامن محمد و آل محمد
ہے اور حیات اخروی بھی وابستہ انہین کی دامنون سے ہے یہی سبب معاذ اللہ تابع ہوا ہو جاے
تو آب رحمت کا برسنا موقوف ہوجاتا اور وہ تعلقات جو ملا اعلے کو خطہ اسفل کے ساتھ ہین وہ قطع
ہوجاتے اور جب آسمان اپنی تعلقات قطع کر لیتا تو زمین جو کار انبات دیتی تھی وہ بھی نہو تا اسلیے
کہ پانی ہی سے تو دانے پیدا ہوتے ہین پس آسمان آسمان نرہتا اور زمین زمین نرہتی (ایک دفع دخل)
جس چیز کے لیے جو شے ہوتی ہے اگر وہ اوس غرض کا کام ندے تو اوس کو بیکار کہتے ہین
اگر بالفرض وہ رہتی بھی تو جو کام اون سے مطلوب تھا جب وہی ندیا تو گویا وہ بیکار اور فاسد ہین
جسطرح دنیاوی آلات کا معاملہ ہے کہ وہ کام ندینے سے فاسد اور بیکار سمجھے جاتے ہین اگر کہا جاے
کہ آسمان کا کام پانی برسانا نہین یہ کام ابر کا ہے جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض بنی ہے مسلک
حکما پر کہ وہ بخارات صاعدہ ہین جو فضا کے وقت ٹپک پڑتے ہین ہم اسے نہین تسلیم
کرتے اور نہ تسلیم کرنیکی وجہ علاوہ وجوہ عقلیہ کے وہ نصوص ہین جنمین اس امر کی تصریح موجود ہے
کہ جناب میکائیل کیال آب ہین اور وہ خزانہ آب عرش سے آتا ہے اور ابواب سما سے ہوتا ہوا

ابر تک پہونچتا ہے اور ابر سے حسب مشیت باری ہم تک پہونچتا ہے جب ہم اس مطلب کو تسلیم کرتے ہین تو بنا بر ہماری مسلک کے آسمان کا فساد واضح ہو جائے گا آیت سے ہمنے ایک اور امر استنباط کیا وہ یہ کہ حق کی طبیعت جن جن باتون مین شریک ہی ایک مین اگر تغیر ہوتا ہے تو تمام امور حقہ مین تغیر واقع ہو جاتا ہے جیسا کہ استلزام مذکور فی الایۃ دال ہے اور رفتہ رفتہ تمام وہ امور حقہ مضمحل ہو جاتے ہین عبادات مفروضہ مین سے یا احکام مفروضہ مین سے اگر ایک کو ترک کیجئے تو تمام احکام و عبادات کو صدمہ پہونچ جاتا ہے بایمعنی کہ سب اوس تارک کی نظر مین خفیف معلوم ہوتی ہین یہی اونکو صدمہ پہونچنا واضح کرتا ہے جناب امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام حق پر تھے اور خود حق تھے اوسی معنی سے جس معنی سے رسالتماب کو اس آیہ مین حق کہا گیا ہے آپکو کیا صدمہ پہونچا تمام حق جنمین تھے اون سب کو صدمہ پہونچا ایک آپ کے ساتھ یہ برتاو نہین کیا گیا کیونکہ اتنا بڑا واقعہ جس کے ہاتھون ہو جائے اوسکو رسول کی کیا پروا ہو سکتی ہے اور خدا سے کیا باک ہو سکتا ہے جب یہ خون ناحق بہہ چکا اور اس حق کو صدمہ پہونچ چکا تو اگرچہ یہ خود ہی تمام حق کی حقیقتون کو ایک قسم کا صدمہ پہونچانا تھا لیکن یون سنیے کہ تین حق ظاہر ہین دو آشکار اور ایک نہان اور یہ دو آشکار اوسی ایک نہان کے فرعین ہین اور وہ تینون حق نبی امام خدا ہین در اصل تمامی حق خدا کی طرف سے ہین اور اوسنے جسکو حق کر دیا وہ حق اور جسکو باطل قرار دیا وہ باطل ہے اوسنے تمام حقون کے ثابت کرنے کو دو واسطے قرار دئے ایک بلا واسطہ اور ایک بواسطہ بلا واسطہ نبی ہے اور بواسطہ نبی امام ہے دو اس مین قابل عروض ملال ہین اور ایک قابل عروض ملال نہین وہ ذات مقدس جناب باری ہے جس کے دامن جلال تک ملال و سرور کی رسائی نہین کیونکہ وہ عروض عوارض سے مبرا اور مقدس ہے اوسکی رضا اور سرور اوسکے موافقت امر اور اوسکے امتثال سے تعبیر کیجاتی ہے اور اوسکی ناراضگی غضب اوسکی نافرمانی و عدم اطاعت سے تعبیر کیجاتی ہے ان دونون کو تو ملال ہوا اور وہ نافرمانی اور تجری عباد سے غضبناک ہوا یزید شقی نے یہ جو ہین اسکو اختیار سمجھ کے حجت خدا کو بلا جرم و خطا قتل کروا دیا قتل امام قتل خلیفۃ اللہ ہے مگر یہان قتل امام کے ساتھ قتل نبی بھی ہے اور نبی بھی کون خاتم المرسلین

سانحی کیونکہ خود ارشاد فرما چکے تھے کہ حسین منی وانا من حسین جب اس جرم عظیم کا ارتکاب
کیا تو اب ترقی جانب بالا کی وہ خروج جس سے واقعہ حرہ متعلق ہے اوس سے کیا کچھ ہوا مسجد
نبوی مین زنا ئین ہوئین گھوڑے باندھے گئے پھر اوس پر بھی اکتفا نہین ہوئی بلکہ جو خدا کا گھر
مطاف اہل اسلام تھا اوسمین آگ لگا دی بجلیان گرین آثار غضب نمایان ہوئی یہ تمام جرأتین
قتل امام سے پیدا ہوئین نہ خیام حسینی مین آگ لگائی جاتی نہ کعبہ مین آگ لگانیکی جرأت ہوتی
دراصل وہ گھر بھی خانۂ خدا تھا اسلیے کہ جس گھر مین شب و روز دادی کا ذکر رہے وہی خانۂ خدا ہے
یہ حق حق ہی رہا اگرچہ اوسکو اپنے زعم مین اعدائے دین نے مٹا دیا تھا مگر صرف اس حق کے اٹھ
جانیسے باوصفیکہ حق باقی تھا کیونکہ امام زین العابدینؑ امام عصر ہو چکے تھے آسمان مین وہ تغیر ہوا
کہ چالیس دن رنگیا اور خون کے آنسوؤن سے رویا کیا اگر حق نرہتا تو دنیا کے فاسد ہوجانے مین
کیا کلام تھا یہ ظلم کی ترقیان عجب طرح سے ہوئین کہ پہلے تو نائب امام قتل کیا گیا پھر نائب نبی و روح
جان نبی مقتول کیا گیا پھر نبی کی اہانت کی پھر خدا پر جرأت کی نائب امام کون جس سے ابتدا ہوئی وہ
مسلم ابن عقیل تھے جو موت غربت مین اور بہوت حال عطش مین امام حسین علیہ السّلام کے مشارک تھے
جب الکو زخمی کرکے ابن زیاد ملعون کی طرف لیکے چلے ہین تو دروازہ پر ایک سبوئے مملو از آب
دیکھا پیاس تو زخمی کو ہوتی ہی ہے پانی دیکھکر پانی مانگا مسلم ابن عمرو شقی نے سخت کلامی کی آپنے
اوسکا جواب دیا ثُمَّ جَلَسَ فَتَسَانَدَ اِلٰی حَائِطٍ وَبَعَثَ عَمْرُو بْنُ حُرَیْثٍ غُلَامًا لَہٗ فَاَتَاہُ
بِقُلَّةٍ عَلَیْہَا مِنْدِیْلٌ وَقَدَحٌ فَصَبَّ فِیْہِ مَاءً فَقَالَ لَہٗ اِشْرَبْ فَاَخَذَ کُلَّمَا شَرِبَ
اِمْتَلَأَ الْقَدَحُ دَمًا مِنْ فِیْہِ وَلَا یَقْدِرُ اَنْ یَّشْرَبَ فَفَعَلَ ذٰلِکَ مَرَّتَیْنِ فَلَمَّا ذَھَبَ فِی الثَّالِثَةِ
لِیَشْرَبَ سَقَطَتْ ثَنَایَاہُ فِی الْقَدَحِ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَوْ کَانَ مِنَ الرِّزْقِ الْمَقْسُوْمِ لَشَرِبْتُہٗ
پھر دیوار پر تکیہ کرکے بیٹھ گئے عمرو بن حریث نے آپکی حالت دیکھکر اپنے لڑکے سے پانی منگایا
وہ ایک گھڑا اور ایک کاسہ اوٹھا لایا اور پانی اوس کاسہ مین بھر کے جناب مسلم کو کاسۂ آب دیا
درعرض کیا کہ بسم اللہ یہ پانی حاضر ہے آپ نے وہ ظرف لینے کو تو لے لیا مگر نوش نہ فرما سکے

کیونکہ جب آپ پینے کا قصد فرماتے تھے تو وہ ظرف آب آپکے دہن مبارک کے خون سے
بھر جاتا تھا دو مرتبہ آپ نے قصد فرمایا کہ پانی پئین مگر بسبب خون کے پی نہ سکے تیسری مرتبہ
پھر آپ نے قصد کیا تھا کہ دفعۃً آپکے دندان مبارک اوسی کاسۂ آب مین گر پڑے جناب مسلم نے
شکر خدا کیا اور اپنے نفس کی تسکین کے لیے فرمانے لگے کہ اگر یہ پانی میری قسمت مین ہوتا تو مین
ضرور پیتا پانی جناب مسلم کیا پیتے کیونکہ امام تو پیاسا مرنیوالا تھا اور اصحاب امام حسین علیہ السلام
سے اس صفت مین کیون کم رہتے جہانتک کہ پیاسے بھی رہے اور مرنے کے وقت بھی امام حسین ع
کی محبت کا اظہار کیا جب جناب مسلم کو اپنی موت کا یقین ہوا تو آپنے کسی ایسے شخص کو تلاش کیا
جس سے وصیت فرمائین فَنَظَرَ مُسْلِمٌ اِلٰی جُلَسَاءِ ابْنِ زِیَادٍ وَفِیْهِمْ عُمَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ
لَعَنَہُ اللّٰہُ فَقَالَ یَا عُمَرُ اِنَّ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ قَرَابَۃً وَلِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃٌ وَقَدْ یَجِبُ عَلَیْکَ نُجْحُ
حَاجَتِیْ وَهِیَ سِرٌّ فَامْتَنَعَ عُمَرُ اَنْ یَّسْمَعَ مِنْهُ فَقَالَ لَہٗ ابْنُ زِیَادٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ لِمَ تَمْتَنِعُ اَنْ
تَنْظُرَ فِیْ حَاجَۃِ ابْنِ عَمِّکَ فَقَامَ مَعَہٗ فَجَلَسَ حَیْثُ یَنْظُرُ اِلَیْهِمَا ابْنُ زِیَادٍ فَقَالَ لَہٗ اِنَّ عَلَیَّ بِالْکُوْفَۃِ دَیْنًا
اِسْتَدَنْتُہٗ مُنْذُ قَدِمْتُ الْکُوْفَۃَ سَبْعَمِائَۃِ دِرْهَمٍ فَبِعْ سَیْفِیْ وَدِرْعِیْ فَاقْضِهَا عَنِّیْ وَاِذَا قُتِلْتُ
فَاسْتَوْهِبْ جُثَّتِیْ مِنِ ابْنِ زِیَادٍ فَوَارِهَا وَابْعَثْ اِلَی الْحُسَیْنِ مَنْ یَّرُدُّہٗ فَاِنِّیْ قَدْ کَتَبْتُ اِلَیْہِ اُعْلِمُہٗ اَنَّ
النَّاسَ مَعَہٗ وَلَا اَرَاہُ اِلَّا مُقْبِلًا اوسوقت آپنے ابن زیاد کے جلساء پر نظر کی حضار مجلس مین عمر ابن سعد
بھی موجود تھا آپ نے عمر سعد سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا مجھ اور تجھے قرابت ہے اور مین
تجھے اک مخفی حاجت رکھتا ہون کہ جسکا پورا کرنا تجھپر لازم ہے عمر ابن سعد نے اوس حاجت کے
سننے سے انکار کیا اوسوقت ابن زیاد نے کہا کہ اے عمر تجھکو اپنے ابن عم کی حاجت سننے کی ممانعت
نہین دیکھو تو صحیح کیا کہتے ہین وہ شقی ابن زیاد کے کہنے سے حضرت کے ساتھ اوٹھا اور ایسے
مقام پر بیٹھا جہانسے ابن زیاد کا سامنا تھا جناب مسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب سے مین کوفہ مین آیا ہون
سات سو دراہم کا قرضدار ہو گیا ہون لہذا مین تجکو وصیت کرتا ہون کہ میری تلوار و زرہ
بیچ کر میرا قرض ادا کر دینا دوسری وصیت یہ ہے کہ جب مین قتل کیا جاؤن تو میری لاش کو

ابن زیاد سے لیکر دفن کر دینا میرے یہ کہ میرے آقا امام حسین ؑ کے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجنا
کہ جو اونکو ادھر آنے سے روک دے اسلیئے کہ مین آپکو لکھ چکا ہون کہ یہانکے لوگ اونکے ساتھ
ہین اور مجکو یقین ہے کہ وہ ضرور تشریف لائین گے ادھر جناب سید الشہدا علیہ السلام بروز
قتل مسلم روانہ ہو چکے تھے کسی کے نزدیک یعنی بروایت جناب مفید خبر قتل مسلم مقام ثعلبیہ مین
حضرت تک پہونچی فَقَالَ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا یُکَرِّرُ ذٰلِکَ مِرَارًا فَقُلْنَا
لَہٗ نَنْشُدُکَ بِاللّٰہِ فِیْ نَفْسِکَ وَاَہْلِ بَیْتِکَ اِلَّا انْصَرَفْتَ مِنْ مَکَانِکَ ھٰذَا فَاِنَّہٗ
لَیْسَ لَکَ بِالْکُوْفَۃِ نَاصِرٌ وَلَا شِیْعَۃٌ بَلْ نَتَخَوَّفُ اَنْ یَکُوْنُوْا عَلَیْکَ فَنَظَرَ اِلٰی بَنِیْ عَقِیْلٍ
فَقَالَ مَا تَرَوْنَ فَقَدْ قُتِلَ مُسْلِمٌ فَقَالُوْا وَاللّٰہِ لَا نَرْجِعُ حَتّٰی نُصِیْبَ ثَارَنَا اَوْ نَذُوْقَ
مَا ذَاقَ فَاَقْبَلَ فَقَالَ لَا خَیْرَ فِی الْعَیْشِ بَعْدَ ھٰؤُلَاءِ وَقَالَ السَّیِّدُ اَتَاہُ خَبَرُ مُسْلِمٍ فِیْ زُبَالَۃَ
ثُمَّ اِنَّہٗ سَارَ فَلَقِیَہُ الْفَرَزْدَقُ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَیْفَ تَرْکَنُ اِلٰی اَہْلِ الْکُوْفَۃِ
وَھُمُ الَّذِیْنَ قَتَلُوا ابْنَ عَمِّکَ مُسْلِمَ بْنَ عَقِیْلٍ وَشِیْعَتَہٗ فَاسْتَعْبَرَ الْحُسَیْنُ بَاکِیًا ثُمَّ قَالَ
رَحِمَ اللّٰہُ مُسْلِمًا فَلَقَدْ صَارَ اِلٰی رَوْحِ اللّٰہِ وَرَیْحَانِہٖ وَتَحِیَّتِہٖ وَرِضْوَانِہٖ اَمَا اِنَّہٗ قَدْ قَضٰی مَا
عَلَیْہِ وَبَقِیَ مَا عَلَیْنَا جب آپکو خبر قتل مسلم پہونچی تو آپ نے زبان مبارک پر کلمہ انا للہ و انا الیہ
راجعون جاری فرمایا اور بار بار آپ جناب مسلم اور جناب ہانی کو دعائے خیر سے یاد فرماتے تھے
قبیلہ بنی اسد کے دو شخص کہتے ہین کہ ہمنے حضرت سے عرض کیا کہ ہم آپکے اور آپکے اہلبیت کے
بارہ مین خدا کی قسم دیتے ہین کہ آپ اس مقام سے واپس جائین اسلیے کہ اے فرزند رسول ؐ
ہرگز کوفہ مین آپکا کوئی ناصر و شیعہ نہین ہے اور ہمکو ضرور خوف ہے کہ اہل کوفہ ضرر پہونچائینگے
حضرت نے اسدیین کے کہنے سے بنی عقیل کیطرف خطاب کرکے فرمایا کہ تم لوگون کی کیا رائے
ہے مسلم شہید ہو گئے فرزندان عقیل نے عرض کیا کہ اے آقا خدا کی قسم ہم لوگ اب نہ پلٹین گے
تاوقتیکہ خون مسلم کا عوض نہ لے لین یا خود بھی اوسیطرح شہید ہون اوسوقت حضرت نے
اسدیین کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تمھین انصاف کرو کہ بعد مسلم اور ہانی کے زندگانیٔ دنیا مین

کیا لطف ہے اور سید ابن طاوس علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ حضرت کو خبر قتل مسلم منزل زبالہ مین پہونچی ہے جب حضرت نے یہانسے کوچ فرمایا تو راہ مین فرزدق سے ملاقات ہوئی فرزدق نے بعد سلام عرض کیا کہ فرزند رسول آپ کیونکر اہل کوفہ پر اعتماد کرتے ہین حالانکہ انھون نے آپکے بھائی مسلم کو اور اونکے شیعونکو شہید کرڈالا امام حسین ع فرزدق کے اس بیان سے آنسو بھر لائے اور ارشاد فرمایا کہ خدا رحم کرے مسلم پر کہ وہ جوار رحمت باری مین پہونچ گئے اور جو کچھ اونپر گذرنے والا تھا وہ گذر گیا اور ہمپر جو کچھ گذرنے والا ہے وہ باقی ہے گذشت نوبت مسلم رسید نوبت ما۔ اعصم کوفی نے اپنی تاریخ مین تحریر کیا ہے کہ امام حسین ع کی لڑکیون کے ساتھ ایک دختر جناب مسلم بھی موجود تھے جب خبر شہادت مسلم آئی ہے تو امام حسین علیہ السلام خیمہ مین تشریف لائے ہین اور آپنے کمال الطاف و مدارات اوس صاحبزادی کی نسبت کی اونے عرض کی کہ آج آپ وہ ہی الطاف فرمارہے ہین جو بے پدرون سے کیا جاتا ہے کیا مسلم میرے باپ قتل ہوگئے امام حسین علیہ السلام کو تاب ضبط باقی نرہی اور فرمایا کہ اگر مسلم قتل ہوگئے تو آج سے مین تمھارا باپ ہون الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہارم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قال اللہ تعالیٰ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَھْوَآءَھُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ بَلْ اَتَیْنٰھُمْ بِذِکْرِھِمْ فَھُمْ عَنْ ذِکْرِھِمْ مُّعْرِضُوْنَ اَمْ تَسْئَلُھُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّکَ خَیْرٌ وَّھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اگر حق پیروی کرتا اونکی خواہشون کے تو آسمان اور زمین فاسد ہوجاتے اور وہ چیزین بھی جو طبقات آسمان اور زمین مین آباد ہین بلکہ ہمنے اونکو اونکا ذکر عنایت کیا ہے پس وہ لوگ اپنے ہی ذکر سے اعراض کرنیوالے ہین اے رسول کیا تم اون سے کسی خرچ کے طالب ہو پس خراج تمھارے پروردگار کا بہتر ہے اور وہ بہترین رزق رسانندگان ہے کل عرض کرچکا کہ آسمان فاسد ہوجاتے آج اس امر کو بیان کرنا چاہتا ہون کہ زمین بھی فاسد ہوجاتی

ہر چند کہ وہ تمام تقریرین جو کل فساد سمٰوات کے متعلق عرض کرچکا ہون وہ سب فساد ارض مین جاری
ہین بجز اوس تقریر آخر کے کہ اوسکا منشا عدم بارش ہے اوسکی محل بر زمین مین وجہ فساد عدم نبات
قرار دیا گیا ہے لہذا اون تقریرات کو بخوف تکرار ترک کرکے اور تقریرون سے اس بیان مین
کام لیتا ہون) آسمانون کو موثر اور زمینون کو متاثر ماننے کے بعد اگر ہم فساد سمٰوات کو تسلیم کرین
جنکی کواکب کے تاثیرون سے نضج اثمار اور ہزارون اضافات عالم سفلی پر ہوا کرتے ہین تو زمین
جو متاثر صرف ہے اور اوسمین تاثیرات من جہۃ افاضۃ السماوات ہوتے ہین تو بیشک اوسکے فساد
مین شک نہین رہتا جیسے دماغی حصہ کے زوابط قطع ہوجانیکے بعد اونکے حصہ جسم پر فساد کی حالت
طاری ہوجاتی ہے یونہین تعلقات ملاء اعلی قطع ہوجانیکے بعد زمین کی حالت ہوجاتی اسوقت
جتنی ضروریات بنی آدم ہین اون سب کے متکفل زمین کے طبقات ہین ماکولات کا معدن یہی
ملابس کا مخزن یہی فراش وبساط بنی آدم یہی جو کچھ کائنات ہے وہ اسی مین ہے اگر اسکا اتباع اگر
حق کرتا تو یہ سب باطل ہوجاتا نہ معلوم کس کا ہونا چاہیے اور کس کا نہونا چاہیے اور اوس سے
جو کچھ ہرج ومرج ہوتا وہ معلوم ہوسکتا ہے ادنے سا نمونہ قحط مین فساد ارض کا نظر آجاتا ہے
اور وہ بھی ایک جنس کے اشیا کے معدوم ہوجانے سے فقط اوس ایک کے معدوم ہونیسے
تمام انواع کو ضرر پہونچ جاتا ہے اور وہ ضرر بین اور وہ عالم ایجادین اوداسی پھیلی ہوئی دکھائی
دیتی ہے کہ الامان وہ بھی تو اہوا انکا نتیجہ ہے اور حق کے چھوڑدینے کا ثمرہ ہے جو باری کم نہین
لیکن اپنی قابلیت آپ ہم کم کردیتے ہین اور وہ حصہ قوم مجدب کسی پہاڑ کے دامن مین ڈالدیا جاتا ہے
بنی اسرائیل نے ایک مرتبہ جناب موسٰے سے عرض کی تھی کہ ہمارے وقت پر پانی برسے جب ہم معین
کرین اوس سال یہی ہوا جب اونھون نے مانگا دیا گیا زراعت کمال درجہ سرسبز ہوئی
دیکھکر باغ باغ ہوگئے کہ اس مرتبہ نہایت انتفاع ہوگا لیکن وقت حصاد کسی بالی مین ایک
دانہ نہ تھا یہ اپنی رائے سے تھا وہ رائے کریم سے تھا یہی منہاج اگر حق طے کرتا اور مصالح کو نہ
صرف فرماتا تو بغیر مفاسد کسی دوسری چیز کا تباہی کاہیکو لگتا ربع مسکون کو پانی سے ادبھاگر

عمارت اولاد آدم اوسنے قرار دی ہے اسطرح کہ جو کچھ اونکو بالطبع مقصود تھا اوسیکا اوڑھنا
اوسی کا بچھونا کر دیا وہی مٹی جس سے بنے تھے اوسی مین حیوٰۃ کا دخل دیکے اوسی زمین کو گاہوارہ
قرار دیا جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِی اَشْتَا زمین کے مختلف حصون سے جیسے مختلف طبائع
کے انسان خلق کیئے حیوان خلق کیئے ویسے ہی مختلف طبائع کے اجناس پیدا کر دیئے جو اختلاف
طبائع سے مختلف ہوکر موافق ہو گئے پھر ایک اور نمونہ قدرت ساتھ ہی ساتھ دکھلایا کہ مزروعہ
زمینون کے ساتھ غیر مزروعہ بھی قرار دی کبھی آجتک عالم کے دشت و در مزروعہ نہین ہوئے
کبھی زمین اپنے عدم قابلیت کی جہت سے اور کبھی عمارت بنی آدم کی تمناہی ہونیکی جہت سے صدہا
چٹیل میدان اور کف دست صحرا باقی رہگئے وہ انسان کی روک ہے کہ جتنے کے تم مستحق ہوا وتنے
مین تم رہو باقی حیوانات کے لیئے ہینے مقرر کی ہے اس حکمت کاملہ سے عالم مرتب ہے کہ ہر خشک و
تر سے ہوالحق کی آواز گوش متقین و موقنین مین آرہی ہے مرض بھی اوسی سے حادث ہوتا ہے شفا بھی
اوسکی پھول پتیون مین ہے باوصف قطع متجاورات (آس پاس کی ٹکڑی) ہونیکی پھر بھی زمینون کا
سختی اور نرمی مین اختلاف اور رنگ و تاثیرات مین مخالفت او رجود و کرم مین علٰحدگی اون خمیرونکے
اختلاف کی خبر دیتا ہی جو سانچے انسانی اس سے بنائی گئے ہین پھر اصل سے فرع کو بڑھاکے اپنی قدرت
دکھلائی کہ زمین باوصف اصل ہونیکے عقل و شعور سے خالی اور انسان باوصف فرع ہونیکے
عقل کا مرکز قرار دیا اب یہ نظم کامل قرار دیکے اتنے کام دینے کے لیے سات آسمان اپنی مختلف
تاثیرون سے اور اپنے کواکب کے مختلف شعاعون سے زمین مین اثر کرنیوالے قرار دیئے کہ اونکی
جہت سے اور حکم خدا سے زمین اپنے تمام مصالح مطلوبہ کو اپنے وقت پر پیش کرتی ہے اور چونکہ آثار
سماوی کے افاضات ارض پر واقع ہوتے ہین اور ارض کی بھی اگرچہ طبقات ہین لیکن باعتبار تاثیرات
افلاک قبول کرینگے گویا وہ ایک ہی اپنی کثرت کے اظہار کے لیئے اس آیت مین اور نیز دوسری آیات مین ارض کو
واحد اور سما کو جمع قرار دیا ہے اور نیز اسلیے بھی کہ مخلوقات تعدد افلاک کو باعتبار صعود و ہبوط
کواکب دریافت کر سکتے ہین بخلاف طبقات ارض کے اور نیز اسلیے کہ اشرف کا تعدد زیادہ

تو ضیع علو شان حق مین موثر ہے بخلاف اون کہ اوسمین تو صرف اوسی طبقہ کے فنا ہونیکا حال
دینا کافی ہے جسپر وہ آباد ہین زمین کا ظاہری نظام متعلق طبقات سماوی ہے جو زمین مین تاثیرات
کرتے ہین اور زمین کے رہنے والونمین تاثیر حوالہ انسان ہے (خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ
جَمِيعًا) اور انسان کے اصلاح کے لیے خداوند عالم نے ایک دوسرا آسمان بنایا ہے کیونکہ
نسبت ارتفاع و انخفاض متناسب چیزونمین دیکھا جاتا ہے زمین کے شعور کے تاثیرات فلک
کے شعور کی تاثیرات سے وابستہ ہین اور انسان باشعور کے اصلاحات ایک سمائی باشعور
کے دامن سے وابستہ ہین جسے ہم نبی یا امام کہتے ہین آسمان کی تاثیر جو بذریعہ آسمان وابر و باد و
تاثیرات کواکب ہوتی ہے وہ تو طلوع زہر و اکمام و نباتات ہے اور وہ اپنا حاصل نذر انسان کرتی
ہے اور بونیوالا اوس کا لینے والا اور کاٹنے والا ہوتا ہے اور یہ زمین جسکو ہمنے انسانی زمین
فرض کیا ہے اسپر جب سمائے رسالت وامامت اپنی تاثیرات کا افاضہ فرماتا ہے تو اسکے ثمرات و
انبات کا خزینہ دار اور اس خرمن کا جمع کرنیوالا خدا ہوتا ہے بالی زمین کی اوتنا نفع دے
نہین سکتی جسقدر ایک تخم عمل بار لاتا ہے اور فائدہ دیتا ہے معاملہ ارضی اور معاملہ الٰہی کا تفرقہ
اب سمجھو زمین کو ایک دانہ دیکے سنبلہ لیا جسمین سات سو دانے ملے یہ تو بواسطہ ارض نفع تھا
اور زمین مین یہ جود اوسی جواد کا بخشا ہوا تھا دالا وہ تو اور چیزونکی خود جاذبہ اور کھینچنے والی
ہے اوسکو کہان یہ بات حاصل تھے کہ وہ اتنی منافع دے لیکن قطرہ بلند طلعت جو خزینہ عرش
سے نازل ہوا اوسنے شامل ہو کر شئے خسیس مین وہ قوت علو فراہم کر دی کہ زمین پست مین دانہ
شگافتہ سے جو کوپل نکلے وہ زمین کی طرف سے رخ موڑے ہوئے اور آسمان کی طرف توجہ کیے
ہوئے یہ تو زمین کی حالت تھی پھر کیا خیال ہے اوس عمل کے متعلق جسکا معاملہ خود خدا سے ہو زمین
نے تو سات سو دانے ایک دانہ کے عوض مین دیئے جو مجبور اور محتاج تھے خدا سے غنی ایک
کے جزا کسقدر دیتا ہے جو مستغنی و مختار ہے یہ ثمر پیدا ہوتا ہے جب کشت دل مین تخم محبت
خاصان خدا ہو دانہ تو دانہ کبھی بالی بھی ثمر لاتا ہے اور اوس کا لایا ہوا ثمر با وخزان سے

بہر طور محفوظ رہتا ہے یون تو پانی عموماً نباتات و زراعات مین مفید ہوتا ہے لیکن نہین کبھی خودہی تخم ہوتا ہے اور ثمر اسکی رحمت الٰہی اور مغفرت گناہ حاصل ہوتا ہے کبھی رونا خوف و خشیۂ الٰہی سے ہوتا ہے کہ اوسکے قطرے بحار غضب خدا کو بجھا دیتے ہین اور کبھی رونا ماتم فرزند رسول پر ہوتا ہے جو موجب غفران ذنوب عظام ہے اور احادیث کثیرہ اس مطلب پر شاہد ہین

فضل دمع پر احتجاج

عالم کے خشک و تر پر نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر برگ و بار بلکہ ہر ذرہ موجودات جو کچھ بھی ثابت اور نفس الامر مین موجود ہے وہ موافق ارادہ و اہواء نہین بلکہ جسطرح زمین اور آسمان کے امور حکم و مصالح پر جاری ہین اوسیطرح شئی کو خدا نے اوسی محل مین قرار دیا ہے جہان اوس کا محل ہے شریف کو محل شریف مین جگہ دی ہے اور وضیع کو محل پست مین جگہ دی ہے چونکہ ہم قطرے حیثیت سے بحث کرتے ہین اسلیے ہمین تغیر و تبدل جو علاوہ فطرت کے ہمارے ہاتھون سے ہوتا ہے اون سے بحث نہین ہمتو اونھین امور کو دیکھتے ہین جو فطری حیثیت سے واقع ہین لہذا اعلیٰ اوسیکو ہم کہتے ہین جو محل اعلیٰ رکھتا ہو من حیث الفطرۃ اور پست وہ ہے جو من حیث الفطرۃ پست ہو فلک باوصف رفعت جسقدر بلند ہوتے گئے ہین اوتنے ہی اونمین شرفی تفاوت ہے اور یونہین تمام جزونکے مدارج مین یونہین جسم مین جسقدر رفیع منزلت پر اعضا ہین اونکا محل وہی ہے جو اس ظاہری مین سے آنکھ سے بلند تر کوئی حاسہ نہین اور آنکھین چراغ عالم ظاہر ہین جیسے عقل چراغ عالم باطن ہے لہذا اس محل شریف مین جس کا مسکن ہوگا یا مجری ہوگا وہ بھی شریف ہوگا اس سے مطلقاً شرافت دمع ثابت ہوتی ہے قلب جو تمام اعضا سے شریف ترین عضو ہی اس قلعہ کو جناب باری نے جس امر کے لیے تجویز کیا ہے وہ اپنی توحید اور اپنے وجود کے اعتقاد کے لیے تجویز فرمایا ہے لہذا معلوم ہوا کہ قلب سے بڑھکر محل شریف کوئی نہین اسلیے کہ اوسکو خداوند عالم نے جس امر کے لیے تجویز کیا ہے اوس سے بہتر کوئی شئے نہین پس معلوم ہوا کہ مطلوب حکمت کی جہت سے تو یہی ہے جو بیان کیا گیا اب ہم دوسرے بات ہے کہ حسب استدعائے خواہشہائے نفسانی کوئی شخص جو بیکے

خدائی کا اعتقاد اوس مین داخل کرے تو یہ خلاف مطلوب اور غیر مطابق حکمت امر ہوگا اور حق ثابت سے بعید ہوجائے گا اور بوجہ سابق شریف بھی نہوگا کیونکہ یہ امر تجویز کردہ حکیم مطلق نہین بلکہ تجویز کردہ خواہشہائے نفسانی ہے اب دیکھنا چاہئے کہ بعد اس امر کے کہ اعتقاد وجود باری کے لیے یہ گھر تجویز ہوا اور اوسکی محبت اس مکان کی زینت ٹھہری اگر پھر وہی حکیم اسے کسی اور امر کے لیے بھی تجویز کرے تو یہ شئے ثانی نظیر شئے اول شرافت مین ہوگی اب وہ خطاب کہ جو جناب رسالتمآب سے جناب باری نے کیا ہے وہ یہ کہ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی یہ دوسری تجویز اوسی مکان کے لئے ہوئی ہے جس کے متعلق پہلے تجویز تھی کیونکہ مودت تمام اعضائے جسم مین کسی اور عضو سے متعلق ہی نہین ہو سکتی بلکہ وہ خاص دل سے متعلق ہوتی ہے لہذا معلوم ہوا کہ مودّت اہلبیت رسول اس حد بر شریف ہے کہ سوائے اوس عضو شریف کے جس سے اعتقاد وحدانیّت متعلق ہے اور کسی جزء سے متعلق ہی نہین ہوے پس چونکہ قلب سلطان الاعضا ہے لہذا اوسکا ساکن سلطان الاعمال ہونا چاہیے توحید و محبت رسول و محبت اہلبیت پہلے اسلام مین لانیکے لئے دوسرے ایمان مین داخل کرنیکے لئے اہم ہین اگر ان دو تجویز شدہ امرون مین ایک ہوا اور دوسرا نہو تو بصیرت قلب مین ایک قوت باصرہ کی کمی رہجائیگی اور اوسکی مثال پھر ایسی ہوگی جیسے تجویفین عینی مین ایک آنکھ ہو اور دوسری نہو یہ جزائے اہلبیت طاہرین ہے چونکہ اونھون نے ہر امر مین جناب باری کو مقدم رکھا لہذا خداوند عالم نے اپنا اتحاد اونکے ساتھ یون ظاہر کیا کہ اپنے محل محبت کو اونکی محبت کا مقام بھی تجویز فرمایا اب قلب اس حیثیت سے منبع برکات ہوا اس منبع مین دو جوش پیدا ہوتے ہین ایک خوف الٰہی سے یا محبت الٰہی سے اسکے جوش کی سوج چشم آنکھ تک پہونچتی ہے اور اوس سے آنسو نکلتے ہین تو دراصل منبع وحدت سے انکو سلسلہ ہوتا ہے لہذا یہ آنسو طاہر کردیتے ہین اور مقرب الی اللہ ہوتے ہین اور دوسرا جوش دوسرے ساکن کی جہت سے پیدا ہوتا ہے اوسکا آنسو جوہر محبت کی تحقیق کرتا ہے

دونون کی اصلین طاہر اور دونون کے منبع طاہر اور دونون کے محب طاہر پھر یہ کیونکر مطہر عن الذنوب نہون اور جب یہ خیال کرلیا کہ ذریت نبی بھی اور خدا انکو دوست رکھتا تھا اور اس حیثیت سے روئے تو یہ آنسو دونون منبعون کی نہر ہوگا اور جب تنہا ایک ایک کی فضیلت سے زبان بیان عاجز ہے تو جب ان دونون کا خلط ہو تو اونکا کیا بیان ہو سکتا ہے اسی لحاظ سے احادیث مین کمال حث و ترغیب بکا ء علے الحسین علیہ السلام پر وارد ہوئی ہے لہذا اور کوئی آنسو ان آنسوؤن کا شرافت مین مقابلہ نہین کرسکتا اب جبکہ یہ امر مسلم ہے کہ محبت آل رسول بحکم قرآن باری بصراحت واجب ہے تو اور جو مستحبات اس واجب کے خلاف اگر واقع ہونگے اور معارضہ کرینگے تو بقاعدۂ اصولی واجب الترک ہونگے واجب ہو یا مستحب ہو ہر وقت کے لئے واجب واجب نہین اور ہر وقت کیلئے مستحب مستحب نہین حنا کا لگانا اگرچہ مستحب ہے لیکن اگر اوسکی رطوبت سے بخار آجانے کا خوف ہو تو دیکھین کس مذہب کا عالم اسکو مستحب بتلاتا ہے مومن کے لئے چہرہ کا باسم الوجہ رہنا مستحب ہے دیکھین کون شخص تعزیت دینے کے وقت متبسم رہتا ہے مانا کہ سرمہ لگانا مستحب ہے مگر کیا اوسی زمانہ مین جس زمانہ مین مودت واجبہ مین یہ قدح کردی پیغمبرون کو اگر بفرض محال فرض کرلیا جائے کہ اس زمانہ مین خوشیان ہوئین تو ہمتو اونکی امت مین نہین ہین ہوا کرے اونکو خوشی ہوئی یا ملال ہمتو دیکھتے ہین کہ جس نبیؐ کی ہم امت مین ہین اوسکا گھر اس مہینہ مین لٹ گیا اور اوسکو ام سلمہ نے سر پر خاک ڈالے ہوئے دیکھا پھر ہمتو جسکی امت مین ہین اوسکے تابع ہین اور لوگ اگر کسی اور نبی کی امت مین ہین تو وہ اوس کا پاس کرین ینابیع المودۃ مطبوعۂ مصر مین صفحہ ۳۲۰ پر ترمذی سے یہ روایت نقل کی ہے وَاَخرَجَ التِّرمِذِیُّ عَن سَلمٰی اِمرَأَۃٍ مِنَ الاَنصَارِ قَالَت دَخَلتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ وَھِیَ تَبکِی فَقُلتُ مَا یُبکِیکِ قَالَت رَأَیتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِی المَنَامِ وَعَلٰی رَاسِہٖ وَلِحیَتِہِ التُّرَابُ فَقُلتُ مَا لَکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ

[illegible]

شَہِدتُ قَتلَ الحُسَینِ اٰنِفاً ترمذی نے سلمی سے روایت کی ہے سلمی کہتے ہین کہ مین اک روز ام سلمہ
کے پاس گئی مین نے دیکھا کہ وہ رو رہی ہین مین نے سبب گریہ دریافت کیا تو ام سلمہ نے جواب دیا
کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو اس حالت سے خواب مین دیکھا ہے کہ آپ کے سر مبارک اور ریش اطہر پر
خاک پڑی ہوئی ہے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم یہ آپکی کیا حالت ہے حضرت نے ارشاد
فرمایا کہ ابھی ابھی مین نے اپنے فرزند حسین کو قتل ہوتے دیکھا ہے اس سے میری یہ حالت ہے
کیا یوم سرورین کسی نبی صلعم کو یون ہی ہونا چاہیے تسریح لحیہ مستحب ہے وہ استحباب رسالتماب
نے کیا کیا وَکَذٰلِکَ رَاٰہُ ابنُ عَبَّاسٍ فِی المَنَامِ نِصفَ النَّہَارِ اَشعَثَ اَغبَرَ
بِیَدِہٖ قَارُورَۃٌ فِیہَا دَمٌ یَلتَقِطُہٗ فَسَئَلَہٗ فَقَالَ دَمُ الحُسَینِ وَاَصحَابِہٖ
اسیطح ابن عباس کہتے ہین کہ مین نے رسالتماب کو دو پہر کے وقت خواب مین دیکھا کہ حضرت
نہایت درجہ پریشان و غبار آلودہ ہین اور آپکے دست مبارک مین ایک شیشہ ہے جسمین
خون تازہ جوش مار رہا ہے ابن عباس کے پوچھنے پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ خون حسین کا
اور اونکے اصحاب کا ہے یہ تمام آثار و اخبار ہمارے غم کے لیے کافی ہین اور اگر ہم آسمان
زمین کی حالتون کو دیکھین جو باتفاق مورخین ثابت ہوئی ہین تو ہمین پتا لگجائے گا کہ یوم زینت
تھا روز عاشور یا یوم غم آفتاب کا زیور اوتار لیا گیا آسمان اور زمین سے نضارت لے
لی گئی اوسکو گہن لگا وہ خون برسانے لگا زمین سیاہ ہو گئی زینت کے ڈنکا کیا یہی سمان
ہوتا ہے کہنا چاہیے کہ ایسا دن غم کا کبھی زمانہ پر آیا ہی نہین رسالتماب جو آپکے جد تھے اور اصل
تھے اونکے لیے بھی یہ نہین ہوا غم کا دن تو تھا مگر مرنے پر رسالتماب کے خوشیان کرنیوالے
تو تھے خداوند عالم نے اونکی خوشی کے مقابلہ مین اپنی اعظم مخلوق پر غم ظاہر کر دیا گن گن کر
آپکی مصیبتون کو اگر روز ایک مصیبت پر گریہ و ماتم کیا جائے تو ایام زیست ختم ہو جائینگے مگر
مصائب ختم نہین ہونگی مبدا سفر کی مصیبتون پر روئین یا انجام کار پر روئین یا بعد شہادت
جو واقعات گذرے ہین اونپر روئین اتنی بڑی زمین اسقدر طویل و عریض اور فرزند رسول ؐ

تنگ ہو جائے نہ مدینہ مین رہ سکین نہ مکہ مین قیام فرما سکین خانہ خدا مین جہین پشہ کا ستانا بھی ممنوع ہے وہان حضرت کو اسقدر خوف دلایا گیا کہ ابن زبیر نے جب کہا ہے کہ آپ کہان جاتے ہین یہین توقف فرمایئے تو آپ نے ارشاد کیا ہے کہ کنارہ نہر فرات پر دفن ہونا مجھے اس امر سے پسند ہے کہ مین فضائے کعبہ مین دفن کیا جاؤن موت ہر جانب سے آپکو گھیرے ہوئے تھی اوس خطبہ مین ارشاد ہوتا ہے جو وقت سفر مکہ سے ارشاد فرمایا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَمَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَسَلَّمَ خُطَّ الْمَوْتُ عَلٰى وُلْدِ اٰدَمَ مَخَطَّ الْقِلَادَةِ عَلٰى جِيْدِ الْفَتَاةِ وَمَا اَوْلَهَنِيْ اِلٰى اَسْلَافِيْ اِشْتِيَاقَ يَعْقُوْبَ اِلٰى يُوْسُفَ وَخُيِّرَ لِيْ مَصْرَعٌ اَنَا لَاقِيْهِ كَاَنِّيْ بِاَوْصَالِيْ يَتَقَطَّعُهَا عَسَلَانُ الْفَلَوَاتِ بَيْنَ النَّوَاوِيْسِ وَكَرْبَلَا فَيَمْلَاَنَّ مِنِّيْ اَكْرَاشًا جُوْفًا وَاَجْرِبَةً سُغْبًا سب تعریفین خدا کے لیے ہین۔ اور وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ اور طاقت و قوت بجز خدا کے کسی کو نہین ہے اور خدا رحمت نازل کرے اپنے رسول پر اور سلامتی۔ اولاد آدم پر موت اوسی طرح ہی جیسے جوان عورت کی گردن مین قلادہ۔ اور کسقدر مین مشتاق ہون اپنے اسلاف کا جیسے یعقوبؑ یوسفؑ کے مشتاق تھے۔ اور منتخب کیا گیا ہے میرے لیے ایک قتلگاہ جس سے ملاقی ہونے والا ہون۔ گویا مین دیکھ رہا ہون کہ میرے جسم کے جوڑون کو جنگل کے بھیڑیے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہین درمیان نواویس اور کربلا کے اور بھرتے ہین مجھسے اپنے پیٹونکو اور بھوکے توشہ دانکو۔ یہ کلام کسقدر یاس سے بھرا ہوا کلام ہے اور کسقدر ثبات قدم اور شجاعت ظاہر ہو رہی ہے کہ اہل عربیت پر مخفی نہین اسلیے کہ موت کو قلادہ جید فتاۃ سے تشبیہ دی ہے اس تشبیہ مین جو نکات ہین انکے بیان کے لیے مجلس درکار ہے۔ ہمین غرض ہے اون جانبازون سے جنھون نے اپنی جان کو عزیز نہین کیا اسوقت مصیبت مین اور اپنے زن و فرزند کو چھوڑ کر اپنی جانین امام حسین پر نثار کین۔ مکہ سے چلنے کے وقت حضرت کا جبکہ قصد عراق تھا اور آپ کے ساتھ قبیلہ بجیلہ بھی آمادہ سفر

عراق ہوا اور زہیر بن القین بجلی اوس جماعت کا رئیس ورئیس تھا ان لوگون کو چونکہ خوف بنی امیہ تھا اسلیئے اونکو یہ امر اچھا نہ معلوم ہوتا تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے ساتھ وہ سفر کرین جہان منزل پر پہونچتے تھے اپنا خیمہ خیام امام حسین علیہ السلام سے الگ بپا کرتے تھے چاشت کھانیکے وقت ایک فرستادہ جناب سید الشہدا کا آیا اور اوسنے کہا کہ اے زہیر بن القین تمھین امام حسین علیہ السلام بلا رہے ہین یہ سب کے سب چونکہ خوف بنی امیہ سے نہایت خوف زدہ تھے اور نافرمانی جگر گوشہ رسولؐ کے آسان نہ سمجھتے تھے یہ پیام سنکر لقمہ ہاتھون سے سب نے رکھدیئے اور بدہوشی کے عالم مین سب سے متحیر ہو کر رہگئے کانّھُم علیٰ رؤسہم الطّیر یہ ایک عرب کا محاورہ ہے اسکا استعمال ایسے وقت مین کیا جاتا ہے جو نہایت تحیر وسکوت کا وقت ہو معنی اسکے یہ ہین کہ گویا اونکے سرون پر طائر بیٹھے تھے جنکے اوڑجانے کے خوف سے یہ حرکت نہ کر سکتے تھے اسوقت مین دیلم دختر عمرو کہ زہیر ابن القین کی بی بی تھی اوسنے کہا واہ زہیر سبحان اللہ فرزند رسول تمھاری طلب مین رسول بھیجے اور تم جانے مین تامل کرتے ہو اوٹھو اور جلدی کرو دیکھو کیا فرماتے ہین زہیر اوٹھے اور گئے پھر سنا وہان سے جو پلٹے تو ہنستے ہوئے آئے اور چہرہ مانند خورشید تابان تھا آتے ہی حکم دیا کہ ہمارے خیمونکو اوکھاڑو اور ہمارے مال واسباب کو لشکر امام حسینؑ مین پہونچاؤ اور اپنی زوجہ دیلم کو طلاق دیکے کہا کہ اپنے لوگون مین اب جاکے قیام پذیر ہو مجھے پسند نہین کہ تو قیدی اور اسیر ہو اور مینے تو ٹھان لی کہ اپنی جان امام حسین علیہ السلام پر فدا کرونگا دیلم کھڑی ہوی اور روئی اور شوہر کو وداع کیا اور کہا خَارَ اللّٰہُ لَکَ اَسْئَلُکَ اَنْ یَّذْکُرَنِیْ فِی الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ جَدِّ الْحُسَیْنِ کہا اے زہیر خدا نے تمھارے لیے خیر اختیار کیا مین تمسے سوال کرتی ہون کہ قیامت کے دن حسین کے نانا کے پاس مجھے بھی یاد کرنا اور بروایت اعثم کوفی بی بی نے کہا کہ تم اگر امام حسین کے ساتھ جان دو تو مین حرم کا ساتھ کیون نہ دون الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَھْوَآءَھُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ بَلْ اَتَیْنٰھُمْ بِذِکْرِھِمْ فَھُمْ عَنْ ذِکْرِھِمْ مُّعْرِضُوْنَ اَمْ تَسْئَلُھُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّکَ خَیْرٌ وَّھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ
اگر حق پیروی کرتا اونکی خواہشون کی تو ہر آئینہ فاسد ہوجاتے آسمان اور زمین اور وہ لوگ
جو اون آسمانون اور زمینون مین آباد ہین بلکہ ہمنے اونکو اونکا ذکر عنایت کیا ہے پس وہ اپنے
ہی ذکر سے اعراض کرتے ہین کیا تم سوال کرتے ہو اے رسول اونسے کسی خرچ کا پس عطا اور
ہبات تمھارے پروردگار کے تمھارے لیے بہتر ہین اور وہ بہترین رزق رسانندگان ہے
مین سابق مین بیان کیا کہ آسمان و زمین اتباع خواہشہائے نفسانی سے فاسد ہوجاتے تو ایک
سقف گردندہ ہے اور دوسرا فرش گسترده ہے جب دونون فاسد ہوجاینگے تو جو مخلوقات
اون دونون کے درمیان مین ساکن اور آباد ہین وہ آپ سے آپ فنا ہوجاینگے اور فاسد ہوجاینگی بلکہ فساد ارض
اسی کا نام ہے کہ اوسکی مخلوقات مین فساد پیدا ہوجائے منجملہ اون فسادات کے جو فساد ارض کہلاتے
ہین ایک قتل ہے جسکو ملائکہ نے اپنی عرض مین بیان کیا ہے کَمَا حَکیٰ تَعَالیٰ عَنْھُمْ قَالُوْٓا
اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ
جیسا کہ جناب باری عز اسمہ نے ملائکہ سے حکایت کی ہے کہ اونھون نے کہا کہ کیون معبود کیا تو
زمین پر ایسے شخص کو خلیفہ قرار دیگا کہ جو زمین پر فساد برپا کرے اور خلق خدا کی خونریزی کرے
حالانکہ ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہین اسمین منجملہ وجوہ فساد الارض ملائکہ نے سفک دما کو
بھی ذکر کیا ہے اور واقعی وہ فساد ہی ہے جیسا کہ ملائکہ نے ذکر کیا قَالَ فِی الْمَجْمَعِ وَمَنْ فِیْھِنَّ اَیْ
وَیَفْسُدُ مَنْ فِیْھِنَّ وَھُوَ اِشَارَةٌ اِلَی الْعُقَلَآءِ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الطَّبَرْسِیُّ
فَیَکُوْنُ عَامًّا وَوَجْهُ فَسَادِ الْعَالَمِ بِذٰلِکَ اَنَّهٗ یُوْجِبُ بُطْلَانَ الْاَدِلَّةِ وَامْتِنَاعَ الثِّقَةِ بِالْمَدْلُوْلِ
عَلَیْهِ وَاَنَّهٗ لَا یُوْثَقُ بِوَعْدٍ وَلَا وَعِیْدٍ وَلَا یُؤْمَنُ انْقِلَابُ عَدْلِ الْحَکِیْمِ اِسْعَمِ

تفسیر مجمع البیان مین ہے کہ آیتہ مین لفظ من فیہن سے یہ مراد ہے کہ اتباع حق للاہوا باعث فساد ہوگا اون ذوی العقول کے لیے جو صنف ملائکہ اور جن و انس سے آسمان و زمین مین ہین اور کلبی نے کہا ہے کہ من فیہن سے مراد وہ تمام مخلوقات ہین جو درمیان آسمان و زمین کے ہین بنابرین یہ لفظ عام ہوگی ذوی العقول و غیرہ ذوی العقول سے اور وجہ فساد عالم کی بسبب اتباع حق للاہوا کے یہ ہے کہ یہ موجب بطلان ادلہ ہے اور سبب عدم وثوق بالمدلول علیہ ہے اور باعث ہے اس امر کا کہ وعدہ و وعید پر وثوق نہ رہے اور نیز اسکا کہ حکیم کا مال سے عدول کر جانا مامون نہ رہے۔ انتہےٰ کلمہ مَن چونکہ موضوع ذوی العقول کے لیے ہے اور وہ فرد اظہر موجودات حادثہ ہے اور اونہین کے سمجھنے کی یہ بات ہے لہذا اونہین کا ذکر کیا گیا کہ اگر ایسا ہوتا کہ حق متبع اہوا ہوتا تو آسمان بھی حکمی تدبیرون سے نکلکر خواہشون کا مالع ہوکر فاسد ہوجاتا اور یونہی زمین بھی اور یونہین ان دونون طبقون کے ساکن بھی اور ممکن ہے کہ رمزیون قرار دیا جاے کہ حق اگر تابع خواہشہاے نفسانی ہو تو پھر یہ گروہ عقلا فاسد ہون کیونکہ عقل صحیح کو سقیم اور صالح کو فاسد سے اور حق کو باطل سے ممتاز کرتی ہے اگر تابعیت اہوا ہے تو عقلا کا غور و فکر سب باطل اور اونکی عقلین وغیرہ سب باطل اور یہ مجموعہ عالم بالکل فاسد ٹھہر جاتا ہے نہ علتین اپنی معلولات پر دال ہون نہ لوازم اپنے ملزومات کا ساتھ دین نہ تاثیرات سے موثر کا پتہ ہے حالانکہ بالبداہتہ یہ امر باطل ہے عقلا کا داب و آداب ہے کہ وہ باہم منازعات کو کسی امر پر جو معیار ہو معلق کرکے طے کرتے ہین اور ایک دوسرے پر اوسی کے موافق الزام دیتے ہین پس اونکے افعال و عادات خود اس امر پر شاہد ہین کہ کوئی چیز ثابت و مستقر ہے جسکی مطابقت و عدم مطابقت کا لحاظ کرتے ہین اور امر ثابت جو ہے وہی حق ہے بظاہر محل مافیہن کا ہے لیکن عدول من فیہن کی طرف یا تو وہ سابق کی جہت سے ہے یا اسلیے کہ جسقدر قریب تمثیل ہو اوسیقدر فہم مین معین ہوتی ہے اور کام عقلا ہی سے لینا ہے لہذا تمثیل اونہین کی طرف راجع کردی کہ پھر تم نزاع کس بنا پر کرتے ہو اسوقت تو تم خود ہی

فاسد ہو دوسری تقریر فساد کی یون ہو سکتی ہے جیسا کلبی نے بیان کیا ہے کہ پھر بھی عدہ
وعید و عدل و داد کا وثوق ہی نہ رہے اور کوئی آیت اور اوسکا مدلول درست ہی نہ رہے اور
اوسوقت مین فساد طاری ہوگا دینی الگ اور دنیوی الگ۔ ممکن ہے کہ اس تقریر کا ارجاع بھی
ہم تقریر سابق کی طرف کر دین کیونکہ کسی شی مستقر کے بغیر نزاعات در گونات نفسیہ لغو و بلا
فائدہ ہین اور یا اس نے رجوع عین کی طرف کی ہے کہ جب فسادہا کو بیان کیا تو جو جو اوسمین ہین وہ
بھی فاسد ہونگی اور جو جو زمین مین ہین وہ بھی فاسد ہونگے اب جنکو بوجہ عقل زمین و آسمان سے
امتیاز ہے اونکو الگ کر کے بیان فرمایا دیا آیت جہان اور باتون پر دال ہے وہان ابطال قیاس
پر بھی دال ہے کیونکہ حق اتباع ہوی نہین کرتا اور اول من قاس ابلیس تھا پہلے ہوائے مفسد
جو عالم مین پیدا ہوئی اوس کا مصدر شیطان رجیم تھا جس ہوی نے اوسمین تاثیر کی کہ اتنی دنونکی
عبادت فاسد ہوگئی اور خود بھی شقی اسقدر فاسد ہوا کہ اگر صحیح کو چھو جاتا ہے تو وہ بھی فاسد
ہو جاتا ہے ایک ہوی کا نتیجہ وہ تھا کہ مستحق لعنت ہو گیا اور مطرود درگاہ باری ہو گیا اور
اور انسان مین جسوقت اوس کا دخل ہوتا ہے تو اوسمین صدہا قسم کی باطل خواہشین پیدا
ہوتی ہین پھر جب اوسمین کے ایک مفسد تھے تو ہم مین کے ہزار کیون نہ مفسد ہونگے اس ایک
مفسد کے دفع کرنیکے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار مصلحون کی ضرورت ہوئی وہ ایسے مصلح
تھے کہ جنمین اس مفسد کو بالکل ہی دخل نہ تھا وہ آرائے باطلہ کے درمیان مین رہکر حق کے
تعلیم کرنیوالے اور لگی ہوئی آگ مین رہکر سالم رہنے والے اور ملائکہ سے خطاب باری
انی اعلم ما لا تعلمون کی غرض کے محقق کرنیوالے تھے عالم کے ثابت اور حق اشیا اونکے معین تھے
اور اشیائے باطلہ اونکے منافی و مخالف تھے جو چیزین خداوند عالم کے وجود کی آیتین ثابت
کرتی تھین وہی اونکی بھی آیتین قرار پائین یہ کمال اتحاد خالق و مخلوق مین تھا اور پھر چونکہ
اتباع حق للہ ہو انتھا بلکہ للحق تھا لہذا فساد سے محفوظ رہین نہ شبہہ ہو کہ مینے بیان سابق مین
بیان کیا تھا کہ حق زمین و آسمان تابعہ ہی نہین اس لحاظ سے کہ اس کلام مین بدون لحاظ فرع

داخیل تھا اور اس مین کلام بلحاظ اصل و فرع ہے لہذا ایمان تابعیت نکل سکتی ہے جیسے حق کا
اتباع آیات حق نے کیا اور پھر فساد سے محفوظ رہین جناب رسالتمآب کی اونگلی کے ایک اشارہ
سے بدر شق ہوگیا یہ فساد نتھا صلاح تھا کیونکہ جتنی قلوب مین عیب شک دفع ہونیکی قابل
تھا چاند منحرف ہوکر اونکو جلا دیکے کامل کرگیا یہ تابعیت للا ہوا نتھی نہین تو فاسد ہی ہوگیا
ہوتا بلکہ حق کی تبعیت تھی یہی چاند جو آیۃ اللیل کے نام سے کتاب آسمانی مین موسوم ہے وہی
آیۃ النہار سے بڑھکر رسالتمآب کے لیے ہوگیا خدا و رسول دونون کی آیت وہی ایک چاند تھا
گویا کہ چاند کے دو ٹکڑے اسبات کا اشارہ کرتے تھے کہ ہمین خدا کی بھی آیت ہین ہمین رسول کے
رسول ہونیکی بھی آیت ہین اور جو رسول کے لیے آیت تھی اوسین بھی آیت خدا موجود تھی کہ اگر خدا
نتھا تو کسنی کامل کو شق کردیا اور اگر رسول رسول نتھے تو انکے اشارہ سے کیون شق ہوا یہ وہ اتباع
تھا کہ جس سے صلاح سما اور اہل سما و صلاح ارض و اہل ارض سب ہوگئے یوہین علی ابن ابیطالب
کے لیے جو حق سے مثل رسالتمآب کے قمی کے روایت مین بیان کیے گئے یہ بسبب وفور شبہات واخفا
ہوا جو باوصف نظام شمسی کے تغیر سے ایک ذرہ برابر بھی عالم مین تغیر نہین واقع تھا اتنی بڑی آیت
جلیلہ اور منقبت علیہ تھی کہ کسی پر مخفی نرہے آنے جانے والے جو چھپ سکتے ہین وہ چھپکر آجا سکتے ہین
لیکن آفتاب تو خلعت ضیائے ذوالجلال سے مجبور ہوگیا کہ اوسکا آنا جانا تو مشرق مغرب والے
ممکن ہی نہین کہ نہ جان سکین پلٹنا تو اندھون کو بصیر کرتا ہوا پلٹا اسکی روایت کے سلسلہ شعاعون
سے بڑھکے منیر و روشن ہین أَخْرَجَ ابْنُ الْمَغَازِلِیِّ وَالْحَمُّوِینِیِّ وَمُوَفَّقُ ابْنُ أَحْمَدَ الْخَوَارِزْمِیُّ
وَغَیْرُهُمْ جَمِیعًا بِالْإِسْنَادِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ قَالَتْ أَوْحَى اللهُ إِلَى نَبِیِّهِ فَتَغَشَّاهُ
الْوَحْیُ فَسَتَرَهُ عَلِیٌّ بِثَوْبِهِ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ فَلَمَّا سُرِّیَ عَنْهُ قَالَ یَا عَلِیُّ صَلَّیْتَ
الْعَصْرَ قَالَ یَا رَسُولَ اللهِ شُغِلْتُ عَنْهَا بِکَ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ اللّٰهُمَّ ارْدُدِ
الشَّمْسَ إِلَى عَلِیٍّ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَرَجَعَتْ حَتَّى بَلَغَتْ حُجْرَتِی وَفِی کِتَابِ الْإِرْشَادِ
أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ وَأَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَیْسٍ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَأَبَا سَعِیدٍ الْخُدْرِیَّ وَغَیْرَهُمْ

مِنْ جَمَاعَةٍ الصَّحَابَةِ قَالُوا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ فَلَمَّا تَغَشَّاهُ الْوَحْیُ تَوَسَّدَ فَخِذَ عَلِیٍّ فَلَمْ یَرْفَعْ رَاْسَهٗ حَتّٰی غَابَتِ الشَّمْسُ وَصَلّٰی عَلِیٌّ صَلٰوةَ الْعَصْرِ بِالْاِیْمَاءِ فَلَمَّا اَفَاقَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَرْدِدِ الشَّمْسَ لِعَلِیٍّ فَرُدَّتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ حَتّٰی صَارَتْ فِی السَّمَاءِ وَقْتَ الْعَصْرِ فَصَلّٰی عَلِیٌّ الْعَصْرَ ثُمَّ غَرَبَتْ فَاَنْشَاَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ ؎ یَا قَوْمِ مَنْ مِثْلُ عَلِیٍّ وَقَدْ ٭ رُدَّتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ مِنْ غَائِبٍ ٭ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَصِهْرُهٗ ٭ وَالْاَخُ لَا یُعْدَلُ بِالصَّاحِبِ ابن مغازلی اور حموینی اور موفق ابن احمد خارزمی ان سب نے روایت کی ہے اسما بنت عمیس سے اسما کہتی ہین کہ خداوند عالم نے اپنے رسول پر وحی فرمائی پس حضرت پر اک غنودگی سی طاری ہوئی امیر المومنین نے زانو اون حضرت پر اوڑھا دیا تا اینکہ آفتاب غروب ہو گیا جب آپکو اوس غنودگی سے افاقہ ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یا علی تمنے نماز عصر پڑہی عرض کیا نہین یا رسول اللہ مین آپکی خدمت کیوجہ سے نماز نہین پڑہ سکا اُسوقت رسالتماب نے درگاہ جناب باری مین عرض کیا کہ خداوندا آفتاب کو علی ابن ابیطالب کیلئے پھیر دے تاکہ وہ نماز عصر اوسکے وقت مین ادا کرین اسما کہتی ہین کہ بمجرد آپکی دعا کے آفتاب نے رجوع کی حتے کہ اوسکی شعاع میری گود تک پہونچی - اور کتاب ارشاد مین یون منقول ہے کہ ام سلمہ اور اسما بنت عمیس اور جابر ابن عبد اللہ اور ابو سعید خدری اور دیگر اصحاب نے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ پر بسبب نزول وحی کے غشی طاری ہوئی تو آپ نے علی ابن ابیطالب کے زانو پر تکیہ کیا اور تا وقت غروب آفتاب آپ نے سر زانو سے نہین اوٹھایا امیر المومنین نے اوس حالت مین نماز عصر اشارہ سے ادا فرمائی جب آپکو افاقہ ہوا تو دعا فرمائی کہ خداوندا آفتاب کو علی کے لیے رد کر دے بمجرد آپکی دعا کے آفتاب نے رجعت کی اور علی ابن ابیطالب نے نماز پڑھی اور نماز تمام ہوتے ہی آفتاب غروب ہو گیا یہ واقعہ دیکھکر حسان ابن ثابت نے یہ اشعار انشا کیے جنکا محصل یہ ہے

اے میری قوم انصاف کرو بھلا علی کے مثل کون ہو سکتا ہے جسکے لیے آفتاب غروب
ہو کر پلٹ آیا اور علی تو رسول اللہ کے داماد بھی اور بھائی بھی ہین پھر بھائی کے مقابل مین
صحابی کہان ہو سکتا ہے یہ اتباع حق بالحق تھا کہ آفتاب منزل پر پہونچکر بلکہ اوس سے آگے
بڑہکے پھر پلٹا دو نمازین ایک وقت مین پڑھین ایک بیٹھکر پڑھی جسکو آفتاب دیکھتا ہوا غروب ہوا
وہ نماز علی علے وجہ الکمال دیکھنے کے قابل تھی جس کے لیے آفتاب جا کے پلٹا اوس وحی کا حال نہ معلوم
ہوا کہ کیا اوسوقت نازل ہوا تھا لیکن رسالتمآب کا افاقہ ہوتے ہی دعا کرنا گویا کہ خبر دیتا ہے
کہ دعا کرنے کا حکم پا چکے تھے رسالتمآب اور خدا اوسکے روا کرنے پر آمادہ تھا بیٹھے تھے امیر المومنین
تو آفتاب اُفق کے نیچے تھا اوٹھے تھے تو بلند ہو گیا ہر چند کہ حق مین شان تابعیت تھی مگر اوس دن
تو علی امام معلوم ہوتے تھے اور آفتاب ماموم تھا جسکا اتباع اس روایت سے اظہر من الشمس
ہے پھر اوس نماز کے قبول ہونے کا کیا ذکر کہ ایک کے ادا کے وقت مہر نبوت قریب زانو تھے
اور ایک کے ادا کے وقت دامن آفتاب سر پر تھا رُدَّتِ الشَّمْسُ لَہٗ ثُمَّ دَنَتْ مِنْ اُفُقٍ
وَلٰکِنْ صَبَرَہَا رَاکِدَۃً لَمْ تَغِبْ علی کے لیے آفتاب نے رجعت کی اور پھر غروب ہو گیا
اور اگر آپ اوسکو ٹہراتے تو قیامت تک غروب نہوتا کیون نہو رسول خدا نے دعا کی تھی اللھم
اَدِرِ الْحَقَّ حَیْثُ مَا دَارَ حق مین پیروی کی شان نہین مگر پھر یہ دعا کیسی ہے معلوم ہوا کہ حقائق
کے مرجع اور حق کے ملاذ یہی تھے یہان تو فطرت السموات و الارض نہین صادق آیا
بلکہ یہان تو جب آفتاب غروب ہو گیا تھا تو اَظْلَمَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ کا مصداق
ظاہر ہو رہا تھا اور جب آفتاب علی علیہ السلام کے لیے پلٹا تو تَنَوَّرَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ
بس یہ اوسی دم کی روشنی تھی جسکی چھوٹ آجتک مومنین کے دل پر پڑ رہی ہے پھر ایسے لوگون کا
جسکو زمین و آسمان ہر سوال پر اجابت کرتے تھے ہماری محبت کیا فائدہ دے سکتی ہے جبکہ ہمین
محبت کرکے لے لینگے دینگے نہین اور یہی فائدہ ہمین حاصل ہوگا جو کسی کو اتباع حق سے
فائدہ حاصل ہوگا ۔ شمس کند چون غروب ماہ نماید طلوع ۔ بعد نبی مرتضٰی ۔ غلاما ...

قال الرازی فی بیان فائدہ طلوع البدر، وَاَمَّا طُلُوْعُہٗ فَفِیْہِ نَفْعٌ لِمَنْ ضَلَّ عَنْہُ شَیْءٌ اَخْفَاہُ الظَّلَامُ وَاَظْہَرَہُ الْقَمَرُ وَمِنَ الْحِکَایَاتِ اَنَّ اَعْرَابِیًّا نَامَ عَنْ جَمَلِہٖ لَیْلًا فَفَقَدَہٗ فَلَمَّا طَلَعَ الْقَمَرُ وَجَدَہٗ فَنَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ وَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ صَوَّرَکَ وَنَوَّرَکَ وَعَلَی الْبُرُوْجِ دَوَّرَکَ فَاِذَا شَاءَ نَوَّرَ وَاِذَا شَاءَ کَوَّرَکَ فَلَا اَعْلَمُ مَزِیْدًا اَسْئَلُہٗ لَکَ وَلَئِنْ اَہْدَیْتَ اِلَیَّ سُرُوْرًا لَقَدْ اَہْدَی اللّٰہُ اِلَیْکَ نُوْرًا ثُمَّ اَنْشَأَ یَقُوْلُ ہ

شعر

مَاذَا اَقُوْلُ وَقَوْلِیْ فِیْکَ ذُوْ قِصَرٍ ۔۔۔ وَقَدْ کَفَیْتَنِیْ لِتَفْضِیْلٍ وَالْجَلَا

اِنْ قُلْتُ لَازِلْتَ مَرْفُوْعًا فَاَنْتَ کَذَا ۔۔۔ اَوْ قُلْتُ زَانَکَ رَبِّیْ فَہُوَ قَدْ فَعَلَا

فخر رازی نے منجملہ فوائد طلوع بدر کے ایک فائدہ ربیان کیا ہے کہ اگر کسی شخص کی کوئی چیز گم ہوجاے اور اوسے تاریکی نے چھپا لیا ہو تو اوسے ماہتاب اپنے نور سے ظاہر کردیتا ہے چنانچہ حکایت مشہور ہے کہ ایک اعرابی ایک شب اپنے ناقے سے اوتر کے سو گیا جب بیدار ہوا تو بسبب تاریکئ شب کے اوسکو نہ پایا یہانتک کہ مہتاب طالع ہوا اور اوسکے نور کی چھوٹ نے عالم کو منور کیا اور اوس چھٹکی ہوئی چاندنی مین اعرابی کو اپنا ناقہ نظر پڑا اسنے نہایت خوش ہو کر چاند کیطرف دیکھا اور کہا کہ اے ماہتاب بے شک خداہی نے تیری صورت بنائی اور اوسی نے تجکو روشن کیا اور اوسی نے تجکو بروج کی سیر کرائی اور وہی جب چاہتا ہے تجکو روشن کرتا ہے اور جب چاہتا ہے تاریک کرتا ہے مین کوئی خوبی اور کوئی جمال اس سے بہتر نہین پاتا ورنہ اوسکی تیرے لیے دعا کرتا اگر تونے مجکو سرور دیا تو خدا نے تجکو نور دیا ہے یہ کہکر وہ اعرابی مدح قمر مین اشعار پڑھنے لگا حاصل اونکا یہ ہے کہ اے ماہتاب مین تیری کیا تعریف کرون میرا بیان قاصر ہے تیری مدح وثنا کی اور تجکو کسی فضیلت اور کسی جمال کے بیان ہونے کی ضرورت بھی نہین ہے اگر مین یہ کہون کہ خدا کرے تو بلند رہے تو تو بلند بھی ہے اگر یہ کہون کہ خدایا بدر کو زینت

دے تو خدا تجکو مزین بھی کر چکا ہے وَلَقَدْ كَانَ فِي الْعَرَبِ مَنْ يَذُمُّ الْقَمَرَ وَيَقُولُ الْقَمَرُ يُقَرِّبُ الْأَجَلَ وَيَفْضَحُ السَّارِقَ اور عرب مین کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ماہتاب کی مذمت کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ماہتاب انسان کو موت سے قریب کر دیتا ہے اور سارق کو رسوا کرتا ہے اس چاند مین یہ دونون صفتین بھی تھین اگرچہ مذمت کرنیوالے اوسکی مذمت کرین مگر دراصل وہ مدح کی صفتین ہین یہ چاند مقرب اجل بے شک تھا اسلیئے کہ عرب کے تمام مشہور لڑائیان اور کفار کا قتل علی ہی کے ہاتھون ہوا اور فضیحت سارق بھی اسی چاند کی جہت سے ہوئی کیونکہ امیر المومنین علیہ السلام کو جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ و آلہٖ نے باب مدینۂ علم کہا تھا تو آپسے آپ باب سے نہ داخل ہونے والا فضیحت ہوتا تھا کہ من غیر الباب داخل ہونا صفات سارق مین سے ہی بہرطور علی ابن ابیطالب قمر اور رسالتماب شمس تھے اور وہ دونون وہ مصلح تھے کہ فساد ہوئی کو نفس بشری سے کھونیوالے اور مملکت باقی کے رہنے کی قابلیت عطا کرنیوالے تھے اور قاعدے کی بات ہی کہ مفسد اگر دشمن ہوتا ہے تو مصلح ہی کا دشمن ہوتا ہے ہرچند کہ اصلاح اسی مرض کی دافع ہی اسی وجہ سے تمام خواہشین مصلح کی دشمن ہوتی ہین اور ہر فاسد مین ہزارون جہتین عداوت کی نکلتی ہین اور لاکھون مین کرورون جہتین نکلتی ہین اسلیئے تبعین ہوے اور خواہش پرست لوگ خاصان خدا کے بجد دشمن ہوتے ہین دیکھ لیجیے ہمارے آپکے دشمن کم ہین کیونکہ اونکی موافق خواہش ہم بھی ہین جو وجہ اتحاد قائم کرنیوالے ہین اور اونکے دشمنون کا کچھ شمار نہین نائب رسالتماب امام خلق سردار جوانان بہشت جناب امام حسین علیہ السلام کا ایک تعش نہیں اور عالم مین بہتر دوست اور اتنے دشمن کہ جنکی تعداد معین کرنے مین دشواری ہے تمام دنیا دار دین کے مٹانے کی کد مین تھے مگر جناب سید الشہدا نے ہرگز اضطراب سے کام نہین لیا بلکہ اتنی بڑی ثابت قدمی سے جان رسول کے جان دی ہے کہ تمام چیزون نے اپنی حالت ثبات بدل دی مگر حضرت کا قدم دائرۂ تزلزل مین نہین آیا

نَفْسٌ اَبِيٌّ لَا يُبَايِعُ فَاسِقًا . طَبْعٌ قَوِيٌّ لَمْ يَخَفْ اَنْ يُقْتَلَا + ثُمَّ مَضٰى وَ بَيْتًا وَ

وَ الْجِبَالُ تُدَكْدِكَتْ + وَالْاَرْضُ رُجَّتْ وَالشَّمْسُ مَا نُ تَحِقًّا لَا +
نفس آپکا وہ نفس تھا کہ یزید فاسق کی بیعت نہ کرنا تھی نہ کی اور مطلقًا اپنے قتل ہو جانے کا
خوف نہ کیا یہانتک کہ قتل ہو گئے لیکن جس امر کا قصد کر لیا تھا اوسے کر گذرے گو آپکی
شہادت سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے زمین شق ہو گئی زمانہ تہہ و بالا ہو گیا مگر آپکا قدم
دائرہ استقلال سے نہ ہٹنا تھا نہ ہٹا ہر چند آثار مصیبت دم بدم بڑہتے جاتے تھے مگر
جناب کے ارکان تحمل کو جنبش نہ تھی اور مخالفت باطل پر ہر حالت آپکی شاہد حق اور قائل
لو اتبع الحق اھواءھم الخ تھی ایک وہ واقعہ تھا جسکو مینے سابق مین عرض کیا تھا کہ جناب نے
خود اپنی خواب نما حالت مین زبان فارس سے نعی النفس سنی اور دوسری مرتبہ بہن نے حضرت
کی خبر مرگ اعزا و اقربا سنی یہ اوسوقت جب مقام خزیمہ مین امام حسین علیہ السّلام نے
ایک شب و روز قیام فرمایا ہے وَفِي الْمَنَاقِبِ وَلَمَّا نَزَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
الْخُزَيْمَةَ اَقَامَ بِهَا يَوْمًا وَلَيْلَةً فَلَمَّا اَصْبَحَ اَقْبَلَتْ اِلَيْهِ اُخْتُهُ زَيْنَبُ فَقَالَتْ يَا اَخِي
اَلَا اُخْبِرُكَ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ الْبَارِحَةَ فَقَالَ وَمَا ذَاكِ فَقَالَتْ خَرَجْتُ فِي بَعْضِ
اللَّيْلِ لِقَضَاءِ حَاجَةٍ فَسَمِعْتُ هَاتِفًا يَهْتِفُ وَهُوَ يَقُولُ صاحب مناقب تحریر
فرماتے ہین کہ جب امام حسین ع منزل خزیمہ پر پہونچے تو آپ نے وہان ایک شب و روز قیام
فرمایا جب صبح ہوئی تو آپ کی خواہر جناب زینب خاتون آپکے پاس آئین اور عرض کیا
کہ بھیا مین نے شب گذشتہ جو کچھ سنا ہے اوسکو بیان کرنا چاہتی ہون حضرت نے ارشاد
فرمایا کہ اے بہن وہ کیا واقعہ ہے جناب زینب خاتون نے عرض کیا کہ بھیا مین شب کو بقصد
خیمہ سے باہر نکلی تو مین نے سنا ایک ہاتف کو کہ وہ یہ اشعار پڑھ رہا ہے اَلَا يَا عَيْنُ
فَاحْتَفِلِي بِجُهْدٍ + وَمَنْ يَبْكِي عَلَى الشُّهَدَاءِ بَعْدِي + عَلَى قَوْمٍ
تَسُوقُهُمُ الْمَنَايَا + بِمِقْدَارٍ اِلَى اِنْجَازِ وَعْدِ + اے آنکھ
اچھی طرح روئے کیونکہ میرے بعد ان آوارہ وطن شہیدونکو کوئی کا ہیکو روئیگا اے آنکھ

روئے اون مسافرون پر جنکو مومنین وعدہ پورہ کرنے کے لیے وعدہ گاہ کیطرف کھینچے لیے
جاتی ہین اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جس منزل پر حضرت تشریف لیجاتے تھے آخری
زیارت سے حضرت کی اور تذکرہ شہادت سے جیلوۃ ہی مین اوس جناب کی راہ مین جابجا
ماتم برپا تھا کہنے والا دمن یبکی علی الشہداء بعدی کیون کہتا ہے کیا امام حسین علیہ السلام
کے ساتھ اہلحرم رونیوالے نتھے مگر جناب زینب اوسوقت قبل از وقوع واقعہ کیونکر
اے جان سکتی تھین اہلحرم ساتھ تو تھے مگر گویا کہنے والا اس امر کو کہہ رہا تھا کہ روئے
اے آنکھ کیونکہ شہیدون پر میرے بعد کوئی کا ہیکو روئے گا گویا یہ کلام اس محل پر ہے کہ کوئی
کا ہیکو رونے پائے گا جیسا کہ بعد قتل امام حسین علیہ السلام آپ کے اہلحرم رونے نپائے
یون تو دل بعد وفات سرور عالم مسرور ہی کب ہوا ہوگا دل رو رہا تھا آنکھین رو
رہی تھین اعضا رو رہے تھے حالت رو رہی تھی مگر کوئی ایسا نہ تھا جو لاشون پر صف ماتم بچھی نہ
جانے کہ کوئی رونے پایا تھا مگر اشقیائے کوفہ و شام نے جیسے وہ جناب حالت حیوۃ میں
وحید و فرید اور تنہا تھے ویسے ہی اوس جناب کو بعد مرگ تنہا چھوڑ کر اہلبیت طاہرین کو
اسیر کر کے لیچلے اس بیان کا جواب امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن کو تفصیلی نہین دیا
بلکہ ارشاد فرمایا یَا اُخْتَاہُ کُلُّ الَّذِیْ قُضِیَ فَھُوَ کَائِنٌ اے بہن جو کچھ مقدر
ہوچکا ہے وہ ضرور ہونیوالا ہے یہ مجمل جواب تھا جس سے آپنے اپنی بہن کا دل نہین توڑا
اور پھر بھی یہ مجمل جواب اوس تفصیل پر منطبق تھا جو جناب خاتون یوما فیوما اور آناً فآناً بوجہ
ظلم اعدا سے ملاحظہ فرماتی تھین امام حسین علیہ السلام کو جناب زینب اور اونکی تسلی کا بہت
خیال تھا اور بڑا پاس تھا جیسا کہ جناب زینب علیہا السلام نے اپنے بھائی سے کبھو نہ
مین کنارہ کشی نہین کی حضرت جانتے تھے کہ یہ دل شکستہ نہون لیکن جب آثار سے یقین قتل
جناب سید الشہدا اسیب کو ہوگیا تو حضرت نے یقین واقعہ ہوجانیکے بعد اپنی بہن کو آپ
اپنے واقعہ قتل مین سمجھایا ہے یہ غالباً اس خیال سے کیا ہوگا کہ حضرت جانتے تھے کہ

میرے بعد انکا پوچھنے والا کوئی نہوگا حضرت زینب کلمات امام حسین علیہ السلام جو خبر مرگ
تھے شب عاشور سنکر اسقدر روئین اور اسقدر اپنے مونہ پر طمانچے مارے کہ بیہوش ہوگئین
فَقَامَ اِلَیھَا الحُسَینُ فَصَبَّ عَلٰی وَجھِھَا المَآءَ وَقَالَ اِیھًا یَا اُختَاہُ اِتَّقِی اللہَ وَتَعَزِّی
بِعَزَآءِ اللہِ وَاعلَمِی اَنَّ اَھلَ الاَرضِ یَمُوتُونَ وَاَھلَ السَّمَآءِ لَایَبقُونَ وَاَنَّ کُلَّ شَیءٍ ھَالِکٌ
اِلَّا وَجھَہٗ اللہِ تَعَالٰی الَّذِی خَلَقَ الخَلقَ بِقُدرَتِہٖ وَیَبعَثُ الخَلقَ وَیَعُودُونَ اِلَیہِ وَھُوَ فَردٌ وَاحِدٌ
یہ حالت دیکھکر امام حسین ع اپنی بہن کے قریب تشریف لائے اور اپنی خواہر کے منہ پر پانی
چھڑکا اور ارشاد فرمایا کہ اے بہن خاموش رہو اور خدا کا خوف کرو اور صبر کرو اور آگاہ
ہو کہ تمام زمین کے رہنے والے ایک دن مرجائینگے اور اہل آسمان سے بھی کوئی باقی
نہ رہیگا - اور ہر شئی فنا ہوجائیگی بجز ذات جناب اقدس الہی کے کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے
مخلوقات کو پیدا کیا اور پھر قیامت کے دن اونکو دوبارہ زندہ کریگا اور اوسی کی جانب
سب کی بازگشت ہے اور وہ وحدہ لاشریک ہے بہن کو اپنی کلمات مجد وثنا بروقت
آخر گواہ فرماتے ہین اور تعلیم فرماتے ہین کہ ایسے وقت مین بھی اوسکی ثنا وتمجید نہ بھولنا چاہیے
جَدِّی خَیرٌ مِّنِّی وَاَبِی خَیرٌ مِّنِّی وَاَخِی خَیرٌ مِّنِّی وَلِی وَلِکُلِّ مُسلِمٍ بِرَسُولِ اللہِ اُسوَۃٌ
فَعَزَّاھَا بِھٰذَا وَنَحوِہٖ ارشاد فرماتے ہین کہ اے بہن باوجودیکہ میرے نانا رسولخدا
اور میرے بابا علی مرتضیٰ اور میرے بھائی حسن مجتبیٰ مجھے افضل وبہتر تھے اور میرے اور
ہر صاحب اسلام کے رسول اللہ سردار اور پیشوا تھے مگر موت نے کسی کو نہ چھوڑا ایسے ہی
کلمات سے امام حسین علیہ السلام نے بہن کو تسکین دی اور بعد اسکے فرمایا یَا اُختَاہُ اِنِّی
اَقسَمتُ عَلَیکِ فَابرِّی قَسَمِی لَا تَشُقِّی عَلَیَّ جَیبًا وَلَا تَخمِشِی عَلَیَّ وَجھًا وَلَا تَدعِی عَلَیَّ
بِالوَیلِ وَالثُّبُورِ اِذَا اَنَا ھَلَکتُ (دیکھو بہن) مین تمہین قسم دیے جاتا ہون اور تم
میری قسم کا خیال رکھنا - میرے بعد میرے ماتم مین نہ گریبان چاک کرنا نہ مونہ پر طمانچے مارنا
نہ واویلاہ وواثبوراہ کہکے مجھپر نوحہ کرنا - یہ پوری تصریح تھی اپنے قتل کی انصاف کا مقام ہے

کہ جس بہن کو اوسکا بھائی اپنے مرجانے کی خبر اس تصریح کے ساتھ دے اوسکے قلب کا کیا
حال ہوگا۔ پھر کیا ایسا ہوا یا نہین اگر ہوا تو وہ کونسی ایسی مصیبت تھی جسنے امام کے لیے اس
وصیت کا کرنا ضروری اور لازم کردیا تھا۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ششم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَلَوِ اتَّبَعَ الۡحَقُّ اَھۡوَآءَھُمۡ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِیۡھِنَّ بَلۡ اَتَیۡنٰھُمۡ
بِذِکۡرِھِمۡ فَھُمۡ عَنۡ ذِکۡرِھِمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ اَمۡ تَسۡئَلُھُمۡ خَرۡجًا فَخَرَاجُ رَبِّکَ خَیۡرٌ وَّھُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ
اگر اتباع کرتا حق اونکی خواہشون کی تو ہر آئینہ فاسد ہوجاتے زمین اور آسمان اور وہ
لوگ کہ جو اون مین آباد ہین بلکہ ہمنے عطا کیا اونکو اونکا ذکر بس وہ اپنی ہی ذکر سے
اعراض کرنیوالے ہین کیا سوال کرتے ہو تم اونسے اے رسول کسی مد خرچ کا بس وہ اخراج
خراج جو تمھارے پروردگار کی تمھارے لیے ہے وہ بہتر ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا
ہے قال ابو السعود فی تفسیرہ بل اتیناھم بذکرھم انتقال من تشنیعھم بکراھۃ الحق
الذی بہ یقوم العالم الی تشنیعھم بالاعراض عما جبل علیہ کل نفس من الرغبۃ فیما فیہ خیرھا
والمراد بالذکر القرآن الذی ھو فخرھم وشرفھم حسبما ینطق بہ قولہ تعالیٰ انہ لذکر لک و
لقومک ای بل اتیناھم بفخرھم وشرفھم الذی کان یجب علیھم ان یقبلوا علیہ کمال اقبال
ابو السعود (مفسر قرآن) نے اپنی تفسیر مین قول جناب باری عزاسمہ بل اتیناھم بذکرھم
کے متعلق لکھا ہے کہ اولاً جناب باری عزاسمہ نے اون لوگون کی اس بات پر تشنیع فرمائی ہے
کہ اونھون نے اوس حق سے کراہت کی جس پر عالم کا قیام وثبات تھا پھر فرمایا بل اتیناھم
بذکرھم اور یہ انتقال اور رجوع ہے اونکی تشنیع اور مذمت کیجانب اس امر کے متعلق کہ وہ
حق سے تو کراہت کرتے ہی تھے اسلیے کہ وہ اونکی خواہشون کے مطابق نہ تھا اب وہ اپنے
ذکر سے بھی اعراض کرنے لگے حالانکہ اوسکی طرف ہر نفس کو فطری طور پر اسلیے میلان ہے

کہ جس امر مین نفس کے لیے صلاح و خیر ہو اُسکی طرف نفس کی فطرتاً رغبت ہوتی ہے - اور مراد ذکر سے قرآن ہے کہ جو فی الحقیقت اونکا فخر اور شرف ہے جیسا کہ جناب باری ارشاد فرماتا ہے اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ (اے رسول یہ قرآن تمھارے اور تمھاری قوم کے لیے ذکر ہے) بنا برایں بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ کے معنے یہ ہوئے کہ ہمنے اونکو اونکا ایسا فخر و شرف عطا کیا کہ جسکی طرف اونکو پوری توجہ کرنا لازم تھی وَقَالَ فِي مَجْمَعِ الْبَيَانِ بِذِكْرِهِمْ اَيْ بِمَا فِيهِ شَرَفُهُمْ وَفَخْرُهُمْ لِاَنَّ الرَّسُوْلَ مِنْهُمْ وَالْقُرْاٰنُ نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ

صاحب تفسیر مجمع البیان تحریر فرماتے ہین کہ مراد اتینا ہم بذکرہم سے یہ ہے کہ ہمنے اونکو وہ چیز عطا کی جسمین اونکا شرف و فخر تھا اسلیے کہ رسول اونھین مین سے قرار دیا اور قرآن اونھین کی زبان مین نازل ہوا وَقَالَ فِي الصَّافِي وَالْمُرَادُ مِنَ الذِّكْرِ الْكِتَابُ الَّذِي هُوَ ذِكْرُهُمْ اَيْ وَعْظُهُمْ اَوْ صِيتُهُمْ وَفَخْرُهُمْ اَوِ الذِّكْرُ الَّذِي تَمَنَّوْهُ بِقَوْلِهِمْ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ تفسیر صافی مین ہے کہ مراد ذکر سے وہ کتاب ہے کہ جو اونکے لیے ذکر یعنے وعظ اور باعث فخر ہے یا وہ ذکر مراد ہے جسکی تمنا اون لوگون نے یون کی تھی کہ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ الخ اگر ہمارے پاس بھی ذکر اولین ہوتا تو ہم بھی خدا کے خاص بندہ مین قرار پاتے وَقَالَ فِي مَفَاتِيحِ الْغَيْبِ اَمَّا قَوْلُهٗ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَقِيْلَ اِنَّهُ الْقُرْاٰنُ وَالْاَدِلَّةُ وَقِيْلَ بَلْ شَرَفُهُمْ وَفَخْرُهُمْ بِالرَّسُوْلِ وَكِلَا الْقَوْلَيْنِ مُتَقَارِبٌ لِاَنَّ فِي مَجِيْءِ الرَّسُوْلِ بَيَانُ الْاَدِلَّةِ وَفِي مَجِيْءِ الْاَدِلَّةِ بَيَانُ الرَّسُوْلِ فَاَحَدُهُمَا مَقْرُوْنٌ بِالْاٰخَرِ وَقِيْلَ الذِّكْرُ هُوَ الْوَعْظُ وَالتَّحْذِيْرُ وَقِيْلَ هُوَ الَّذِي كَانُوْا يَتَمَنَّوْنَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ وَقُرِئَ بِذِكْرَاهُمْ انتہی اور کتاب مفاتیح الغیب مین بذکرہم کے متعلق چار قول نقل کیے گئے ہین ایک یہ کہ مراد بذکرہم سے قرآن اور ادلّہ ہین دوسرے یہ کہ مراد ذکر سے اونکا وہ شرف و فخر ہے جو اونکو رسول کیوجہ سے حاصل ہوا تھا اور یہ دونون قول

متقارب المعنی اور لازم و ملزوم ہین اسلیئے کہ بعثت رسولؐ مین بیان اوسکا ضرور ہے اور اسیطرح نزول اوسکا مین بیان رسولؐ ہے غرض یہ کہ ہر ایک ان دونون مین سے دوسرے کے ساتھ ساتھ ہے جدائی ناممکن ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ مراد بذکر ہم سے وعظ و تحذیر ہے چوتھا قول یہ ہے کہ مراد ذکر سے وہی ذکر ہے جسکی تمنا اونھون نے ان لفظون مین کی تھی کہ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ اگر ہمارے پاس بھی سابقین کا ذکر ہوتا تو ہم بھی خدا کے عباد مخلصین سے ہوتے۔ (اور بعض قُرّا نے الف مقصورہ کے ساتھ بِذِكْرِهِمْ بھی پڑھا ہے یہ تمام اقوال مفسرین متعلق ذکر مذکور فی کتاب اللہ تھے لیکن جہان سے یہ ممکن ہے کہ ہر ہر واحد مراد ہو انفراداً ویسے ہی یہ ممکن ہے کہ ان سب کا ارادہ علیٰ سبیل الاجتماع کیا جائے اب تو ایک ذکر سے سو طرح کے ذکر پیدا ہونگے جن معنون سے ارادہ ذکر کا کیا جائے وہی معنے ایسے ہین کہ جنکا ترک کرنا اور اوس سے اعراض کرنا قابل و لائق تشنیع ہے اب ترجمہ اس کلمہ کا یون ہوگا کہ کراہت ملحق تو تھی ہی کیونکہ وہ اونکی خواہشون سے دور تھا ایسی بات جسمین خواہش بھی متعلق ہوتی ہے یعنی اپنا آوازہ اور اپنی بہتری اور اپنا فخر اور اپنا ذکر جو قرآن مجید تھا ہمنے اوسے اونھین دیا یہ امر اس قابل تھا کہ اسکے لینے پر خواہشون کا اجتماع ہو جاتا کیونکہ اپنی نام آوری کون نہین چاہتا تعلیم و عظ کوئی کتاب باری سی سیکھی شئی واحد عنوان کی بدلنے سے کبھی مرغوب ہو جاتی ہے کبھی غیر مرغوب بیان متکلم کی ذلاقت کی آزمائش ہے کہ وہ کہانتک اثر اپنے کلام مین بھر سکتا ہے ایک ہی شئی اختلاف تشبیہات سے انسان کو ایک مرتبہ اچھے اور دوسری مرتبہ بری معلوم ہوتی ہے لذات دنیا کو خیال کرو اور اونکے محاسن پر غور کرو اور اونکے اون الفاظ کو دیکھو جسمین اونکے مبتلا اونکی تعریفین کرتے ہین وہ ایسی تعریفین ہوتی ہین جنکو سنکر قلب کو ایک قہری جذب اونکی طرف کو ہوتا ہے اور بعد اوسکے ایک دوسرا نہج تقریر کا دیکھو جو کوئی تارک لذات فریضۂ زہد ادا کرتا ہے پھر معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیونکر دلکو بری معلوم ہوتی ہین ان لذات سبعہ یعنے ماکول و

مشروب و منکوح و مرکوب و مشموم و مسموع و ملبوس کے حسن کو دیکھو اور انکی
اون جذبات کو خیال کرو جو انسانی نفس کو اپنی طرف کھینچتے ہین اور پھر اس رسالتماب
کی تقریر کو سنو تو واضح ہو جائے گا کہ کیونکر اوس حسن کو (جو خواہشہائے نفسانی کو تسلیم
واقعی جامہٴ قبح مین دکھایا ہے رُوِیَ عَنْهُ اَنَّهُ رَاٰی جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَدْ تَنَفَّسَ
الصُّعَدَاءَ فَقَالَ یَا جَابِرُ عَلَامَ تَنَفُّسُكَ اَعَلَی الدُّنْیَا فَقَالَ جَابِرٌ نَعَمْ فَقَالَ یَا
جَابِرُ مَلَاذُ الدُّنْیَا سَبْعَةٌ اَلْمَاکُوْلُ وَالْمَشْرُوْبُ وَالْمَلْبُوْسُ وَالْمَنْکُوْحُ وَالْمَرْکُوْبُ
وَالْمَشْمُوْمُ وَالْمَسْمُوْعُ فَاَلَذُّ الْمَاکُوْلَاتِ الْعَسَلُ وَهُوَ مِنْ فَضْلِ الذُّبَابِ
وَاَجَلُّ الْمَشْرُوْبِ الْمَاءُ وَکَفٰی بِاِبَاحَتِهٖ وَسِبَاحَتِهٖ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ وَاَعْلَی
الْمَلْبُوْسَاتِ الدِّیْبَاجُ وَهُوَ مِنْ لُعَابِ دُوْدَةٍ وَاَعْلَی الْمَنْکُوْحَاتِ النِّسَاءُ وَهِیَ
مَبَالٌ فِیْ مَبَالٍ وَاِنَّمَا یُرَادُ اَحْسَنُ مَا فِی الْمَرْاَةِ لِاَقْبَحِ مَا فِیْهَا وَاَعْلَی الْمَرْکُوْبَاتِ الْخَیْلُ وَ
هُنَّ قَوَاتِلُ وَاَجَلُّ الْمَشْمُوْمَاتِ الْمِسْكُ وَهُوَ دَمٌ مِنْ سُرَّةِ دَابَّةٍ وَاَجَلُّ الْمَسْمُوْعَاتِ الْغِنَاءُ وَالتَّرَنُّمُ
وَهُوَ اِثْمٌ فَمَا هٰذِهٖ صِفَتُهٗ کَیْفَ یَتَنَافَسُ عَلَیْهِ قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا خَطَرَتِ الدُّنْیَا بَعْدُ عَلٰی قَلْبِیْ

رسالتماب سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت نے جابر ابن عبد اللہ کو دیکھا کہ وہ آہِ سرد
بھر رہے ہین ارشاد فرمایا (کیون جابر) کس بات پر آہ سرد کھینچی کیا دنیا پر یہ آہ سرد ہے
عرض کیا جابر نے کہ مولا ہان یہ آہ سرد دنیا ہی پر تھی ارشاد فرمایا کہ دیکھو جابر ملاذ دنیا (دنیا
چیزین جنپر دنیا کا دارومدار ہے) سات چیزین ہین ماکول (کھانے کی چیزین) مشروب
پینے کی چیزین) ملبوس (پہننے کی چیزین) منکوح (جس سے نکاح کیا جائے) مرکوب
سواریان) مشموم (سونگھنے کی چیزین) مسموع (سننے کی چیزین) ماکولات مین سب سے زیادہ
لذیذ شہد ہے اور وہ مکھی کا فضلہ ہے۔ پینے مین سب سے زیادہ قابل قدر پانی ہے اوسکے
متعلق اسیقدر کافی ہے کہ وہ زمین پر بہتا پھرتا ہے۔ ملبوسات مین سب سے اعلے دیباج
(ریشم) ہے اور وہ کیڑون کا لعاب ہے منکوحات مین سب سے بہتر عورتین ہین اور وہ مبال

فی المهال ہین یعنے چند قطرات گندیدہ کا محل اور ظرف ہین مقصود اس جملہ سے یہ ہے کہ
اعضائے نسا مین جسکو نظر ظاہری سب سے زیادہ حسین تجویز کرتی ہے وہی سب سے زائد قبیح
بری چیز ہے۔ اور سواریون مین سب سے بہتر گھوڑے ہین اور وہ سرکش ہین اور دوستیون مین سب سے
زائد خوشبودار مشک ہے اور وہ ایک چوپائے کی ناف کا خون ہے اور مسموعات مین سب سے
زائد طرب انگیز غنا ہے اور وہ گناہ ہے بعد اسکے ارشاد فرماتے ہین کہ کیون جابر جس شے کے
یہ صفات ہون اوسکے لیئے آہ سرد بھرتے ہو۔ جابر کہتے ہین کہ خدا کی قسم اوسدن سے آج تک
میرے قلب مین دنیا کا خیال بھی نہین آیا تعبیرات مذکورہ نے آپکو بتلا دیا ہوگا کہ کیونکر شے کے
حسین صورت کو قبیح کردیتی ہین اور دوسری مدح کی عبارتونکو دیکھیے تو وہ اپنی طرف انسانکو
کھینچتی ہین لیکن ذو جہتین جو اشیا مین ہوتی ہین وہ عقل کے نزدیک جو احق بالاعتبار ہوتی
ہے اوسیکا اعتبار کرتے ہین اسی لحاظ سے عُقَلا جنکا نام ہے وہ ان ملاذ نفسانی کو اس نظر سے
دیکھتی ہین اور جو مرتبہ عقل کے وصول سے پست ہین وہ انکو اور نظر سے دیکھتے ہین یہ تحقیقی
جہت ہے جسکی طرف رسالتمآب اشارہ فرما رہے ہین اور وہ مجازی جہتین ہین جسکی سے
دنیا اس شمع کشتہ کی پروانہ ہورہی ہے یہ عبارتین اجل ہین اس امر سے کہ انمین شائبہ کذب
ہو بلکہ درحقیقت یہ کشف حقیقت سے ہے اسیطرح تشبیہون مین ایکسی ترغیب دوسرے
سے نفرت پیدا ہوتی ہے چہرہ سیاہ کو مشک سے تشبیہ دیدی اچھا معلوم ہونے لگا بازہ
یا تابہ آہن سے تشبیہ دیدی برا معلوم ہونے لگا لیکن بہت مشکل ہے کہ وہ شے کہ جس سے
کسیکو خباثت طبع یا نافہمی کی جہت سے نفرت ہو وہ اوس جامہ مین ظاہر کیجائے جو موافق
طبع ہو اور پھر منکر کو اوس سے الزام دین اور ترغیب قبول دلائین اس صنعت کو
جناب باری نے اسمین صرف فرمایا ہے اور دکھایا ہے اس امر کو کہ ہرچند حق وہی
مین تباین ہے لیکن حق کو ایسے عنوان حق مین ظاہر کیا ہے کہ موافق طبع انسانی ہوگیا
ہے وہ یہ کہ بتے اونکو ایسی شے عطا کی جسکی خواہش سب کو ہوتی ہے یعنے آوازہ وصیت

کو انکو رسول ختمی مآب سا نبی اور کتاب خدا سے معجز کتاب عنایت کی وہ اونھین مین سے تھے
اور کتاب اونھین کی زبان مین تھی یہ دونون چیزین ایسی تھین کہ جن دونون نے عرب
کو پستی ذلت سے نکالکر اوج عزت پر پہونچا دیا اس کا پاس عرب کو زائد ہونا چاہیے تھا
اور وہ دونون گرانبہا چیزین ایسی ہموزن اور ہم پلہ تھین کہ ایک ہی نام سے دونون کو دونون
تفسیر ونکی موافق ادا کر دیا گو الگ الگ بھی جناب باری نے ان دونون قرآن و رسول کا
ذکر بلفظ ذکر کیا قرآن مجید کے لیے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ
اور اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ البتہ ہمہی نے نازل کیا ذکر اور ہمہی اوسکی حفاظت کرنیوالے
ہین اور رسول کے لیے یہی نام ارشاد ہوا ہے قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا
عَلَيْكُمْ اٰيٰتِهٖ خدا نے نازل کیا ذکر کو کہ جو رسول ہے اور یہی رسول تمپر آیات قرآنی
کی تلاوت کریگا دونون کا ہمرتبہ ہونا واضح ہوا کیونکہ ایک ہی نام سے دونون کو یاد کیا
اور پھر یہ تعاکس دونون طرف تھا قرآن قلب رسالتمآبؐ مین تھا اور رسالتمآبؐ ذکر کے
نام سے قرآن مین تھے نہ قرآن اونسے خالی تھا نہ وہ قرآن سے خالی تھے اور اہل ذکر
جو رسالتمآبؐ کی ذریت مراد ہین اونکے صلب مین تھے اور اسکی تن مین تھے اور یہی ذکر
قلب مطہر جناب امیر المومنین میں اوترا ہوا تھا وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ
ینابیع المودة ص ۷۷ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ سَائِرًا مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذْ
مَرَرْنَا بِوَادٍ نَمْلُهٗ كَالسَّيْلِ فَقُلْتُ اللّٰهُ اَكْبَرُ جَلَّ مُحْصِيْهِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تَقُلْ ذٰلِكَ
وَلٰكِنْ قُلْ جَلَّ بَارِئُهٗ فَوَالَّذِيْ صَوَّرَنِيْ وَصَوَّرَكَ اِنِّيْ اُحْصِيْ عَدَدَهُمْ وَاَعْلَمُ الذَّكَرَ
مِنْهُمْ وَالْاُنْثٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ینابیع المودة صفحہ ۷۷ مین حضرت ابو ذر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز مین امیر المومنینؑ کے ہمراہ جا رہا تھا کہ ناگاہ ہمارا گذر
ایک وادی سے ہوا کہ اوسمین چیونٹیان مثل سیل کے بھری ہوئی تھین اونکی کثرت دیکھکر
مین نے کہا کہ اللہ اکبر جلیل و بزرگ ہے وہ جو انکا احصا اور شمار کر سکتا ہے یہ سنکر امیر المومنین

نے کہا کہ اے ابو ذر یہ نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ جلیل و بزرگ ہے پیدا کرنیوالا اونکا ای ابو ذر خدا کی قسم مین باذن خدا انکے عدد کو جانتا ہون اور یہ بھی جانتا ہون کہ ان مین نر کتنے ہین اور مادہ کتنی ہین اور جب کتاب خدا نازل ہوتی تھی رسولؐ پر اور اونکے قلب مین تھی اور اونکا ذکر کتاب مین تھا اور علی ابن ابیطالبؑ کے قلب مطہر مین کتاب بتعلیم رسالتمآبؐ اوتری تھی اور اونکا ذکر بھی کتاب مین تھا تو جو کچھ کتاب مین نظر آتا تھا وہ قلب رسول اللہ مین تھا اور جو کچھ قلب رسالتمآبؐ مین نظر آتا تھا وہ قلب علی ابن ابیطالبؑ مین نظر آتا تھا لہذا یہ نسبتین تینون محدود ہو کر رسالتمآبؐ کی اوس حدیث کی تفسیر کرینگین کہ نہین پہچانا مجھے مگر خدا اور علی نے اور نہین پہچانا خدا کو مگر علی نے اور مینے اور نہین پہچانا علی کو مگر مینے اور خدا نے اور جناب رسالتمآبؐ نے صفات اپنے نفس کے اپنے نفس کو بتلائے فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہے

أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا عَلِيُّ احْفَظِ التَّوْحِيدَ فَإِنَّهُ رَأْسُ مَالِي وَالْزَمِ الْعَمَلَ فَإِنَّهُ حِرْفَتِي وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ فَإِنَّهَا قُرَّةُ عَيْنِي وَاذْكُرِ الرَّبَّ فَإِنَّهُ بَصِيرَةُ فُؤَادِي وَاسْتَعْمِلِ الْعِلْمَ فَإِنَّهُ مِيرَاثِي

رسول اللہ نے علی ابن ابیطالبؑ سے وصیت کی کہ یا علی توحید کی حفاظت کرنا کیونکہ وہ میرا راس المال ہے اور عمل کو نہ چھوڑنا اسلیے کہ وہ میرا حرفہ ہے اور صلوۃ کو قائم رکھنا کیونکہ وہ میری آنکھیں چشم ہے اور ذکر خدا سے غافل نہ ہونا اسلیے کہ وہ میرے قلب کی بینائی ہے اور علم کو صرف کرتے رہنا کیونکہ علم میری میراث ہے اپنی طرف ان باتونکا منسوب کرنا اور امیر المومنینؑ کو اون سب کے متعلق وصیت کرنا اور یہ کہنا کہ احفظ التوحید فانہ راس مالی کے یہ معنی نہین کہ تم خدا کو ہمیشہ بوحدت یاد کرنا کیونکہ یہ تو راس الموحدین تھے اور پھر راس مالی کہنے کا کیا منشا اس بنا پر ہو سکتا ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ اسلام سے ہوشیار رہنا کیونکہ یہ میرا راس المال ہے اور اپنا حرفہ بتانا اوسی شخص کو زیبا ہے جو وہ حرفہ کر بھی سکتا ہو لہذا یہ بھی بتصریح معلوم ہو گیا کہ اس حرفہ کو رسالتمآبؐ کی طرف انجام دینے والے علی ابن ابیطالبؑ ہین آخر کا فقرہ

مرکز فضیلت حجت ہے کہ اِستَعمِلِ العِلمَ فَاِنَّہٗ مِیرَاثِیْ کوئی شے ایسی بھی ہوتی ہے کہ ناجائز طریقہ سے لیجاتی ہے تو وہ شرعاً قابل استعمال نہین ہوتی کیونکہ اوسکے شرائط مفقود ہوتے ہین مثلاً فاسق کے قول سے جو راویان عدول مین نہو کوئی حکم شریعت ثابت نہین ہوسکتا جو لوگ کذب وافترا کا عیب اپنے مین رکھتے ہین اونکا قول مفید علم نہین ہوسکتا علم کے جواز استعمال کی شرط جبھی پائی جائیگی جب باشرائط اخذ کیجائے جیسے تمام متعلمین امّت کو آپنے ہدایت فرمائی اور شرط جواز اخذ علم بتائے کہ اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا مَن اَرَادَ المَدِینَۃَ فَلْیَاتِ البَابَ مین شہر علم ہون اور علی اوسکا دروازہ جو شہر مین داخل ہونا چاہے اوسکو چاہیے کہ دروازہ سے آئے اور علی ابن ابیطالب تو خود باب ہین اونکے لیے کوئی شرط نہین وہان تو یہ فرما رہے ہین کہ یا علی تم علم کا استعمال کرو کیونکہ یہ تو تمھین مینے میراث دی اسکے جائز الاستعمال ہونے مین کلام نہین بیٹون کے ہوتے ہوئے جنکا نام حسنؑ وحسینؑ ہے اور بآیہ مباہلہ ابناء رسول ہین داماد کو میراث نہین پہونچتی لیکن علی کو پہونچگئی اسلیے کہ جب تک نفس باقی ہے تب تک بیٹون تک میراث آ نہین سکتی لہذا علی ابن ابیطالب اس امر مین مقدم ہوگئے بعد اوسکے میراث علم وحکمت حسنینؑ تک پہونچی اور یہ کتاب اور یہ رسولؐ اور یہ رسول کی ذریت وہی تھے جنکو خداوند عالم نے عرب کے لیے ذکر قرار دیا تھا اور جن معنون سے چاہو ذکر انکو قرار دیجے چاہو ذکر خدا قرار دیجے بایمعنی کہ انکے افعال واقوال وعادات سے خدا یاد آتا تھا چاہے ذکر العرب قرار دیجے بایمعنی کہ وہ انکی قوم کے اعلیٰ یادگار جس سے مافوق ناممکن ہے جنکی جہت سے آواز عرب تا شرق وغرب پہونچا وہ یہی تھی چاہے اس ذریت وقرآن کو تذکرہ رسول قرار دیجے کہ انکی یادگار ہے بس خدا نے جنکو باقی رکھا معلوم ہوا کہ وہ ذکر ہین اور جنکو معدوم کردیا معلوم ہوا کہ اونکا ذکر ہونا مقصود نہین اور اسمین شک نہین کہ رسالتمآب کا ذکر ذریت رسالتمآب وقرآن سے بڑھکر کوئی نہین یہی متاع نفیس تھے جسے اُمّت کو سپرد کرگئے

لیکن دو فریق تھے امین وخائن ایک نے حفاظت کی اور دوسرون نے ضائع وبرباد
کر دیا امینون کا ذکر خیر رہا اور خائنون کے گلے مین طوق لعنت رہا اور تمام عرب کو اس
امر کا اعتراف رہا ہے کہ فضل عرب جناب رسالتمآب کے سبب سے ہوا ایک تمثیل ایسی عرض
کرون جس مین یہ تمام سب شقوق اک دم سے مجتمع ہون علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین بیان
فضیلت علم صفحہ ٢١٣ مین لکھتے ہین اَعرَابِیٌّ قَصَدَ الحُسَینَ بنَ عَلِیٍّ عَلَیہِمَا السَّلَامُ
فَسَلَّمَ عَلَیہِ وَسَالَہٗ حَاجَۃً وَقَالَ سَمِعتُ جَدَّکَ یَقُولُ اِذَا سَاَلتُم حَاجَۃً
فَاسئَلُوھَا مِن اَحَدِ اَربَعَۃٍ اِمَّا عَرَبِیٍّ شَرِیفٍ اَو مَولًی کَرِیمٍ اَو حَامِلِ القُراٰنِ
اَو صَاحِبِ وَجہٍ صَبِیحٍ فَاَمَّا العَرَبُ فَشَرُفَت بِجَدِّکَ وَاَمَّا الکَرَمُ فَدَابُکُم وَ
سِیرَتُکُم وَاَمَّا القُراٰنُ فَفِی بُیُوتِکُم نَزَلَ وَاَمَّا الوَجہُ الصَّبِیحُ فَاِنِّی سَمِعتُ
رَسُولَ اللّٰہِ یَقُولُ اِذَا اَرَدتُم اَن تَنظُرُوا اِلَیَّ فَانظُرُوا اِلَی الحَسَنِ وَ
الحُسَینِ فَقَالَ الحُسَینُ مَا حَاجَتُکَ فَکَتَبَھَا عَلَی الاَرضِ فَقَالَ الحُسَینُ سَمِعتُ
اَبِی عَلِیًّا یَقُولُ قِیمَۃُ کُلِّ امرِءٍ مَا یُحسِنُہٗ وَسَمِعتُ جَدِّی یَقُولُ المَعرُوفُ بِقَدرِ المَعرِفَۃِ
فَاَسئَلُکَ عَن ثَلٰثِ مَسَائِلَ اِن اَحسَنتَ فِی جَوَابِ وَاحِدَۃٍ فَلَکَ ثُلُثُ مَا عِندِی وَاِن
اَجَبتَ عَنِ اثنَتَینِ فَلَکَ ثُلُثَا مَا عِندِی وَاِن اَجَبتَ عَنِ الثَّلٰثِ فَلَکَ کُلُّ مَا عِندِی وَ
قَد حُمِلَ اِلَیَّ صُرَّۃٌ مَختُومَۃٌ مِنَ العِرَاقِ فَقَالَ سَل وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَقَالَ اَیُّ الاَعمَالِ
اَفضَلُ قَالَ الاَعرَابِیُّ الاِیمَانُ بِاللّٰہِ قَالَ فَمَا نَجَاۃُ العَبدِ مِنَ الھَلَکَۃِ قَالَ الثِّقَۃُ بِاللّٰہِ قَالَ فَمَا یُزَیِّنُ
المَرءَ قَالَ عِلمٌ مَعَہٗ حِلمٌ قَالَ فَاِن اَخطَاہُ ذٰلِکَ قَالَ فَمَالٌ مَعَہٗ کَرَمٌ قَالَ فَاِن اَخطَاہُ
ذٰلِکَ قَالَ فَفَقرٌ مَعَہٗ صَبرٌ قَالَ فَاِن اَخطَاہُ ذٰلِکَ قَالَ فَصَاعِقَۃٌ تَنزِلُ مِنَ
السَّمَآءِ فَتُحرِقُہٗ فَضَحِکَ الحُسَینُ وَرَمٰی بِالصُّرَّۃِ اِلَیہِ ایک اعرابی خدمت امام حسین مین
حاضر ہوا اور سلام عرض کرکے اپنی حاجت بیان کی اور عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ
مین نے آپکے جد بزرگوار کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر اپنی حاجت کا سوال کرو

تو چار شخصوں کے سوا کسی سے نہ کرو یا کسی شریف عرب سے یا مولائے کریم سے یا حامل قرآن سے یا کسی خوبصورت سے - یا ابن رسول اللہ آپکی شرافت کے تعلق تو یہی کافی کہ عرب کو آپہی کے نانا کی بدولت شرافت حاصل ہوئی ہے رہگیا کرم تو آپکی عادت و سیرت ہے اور حامل قرآن ہونا آپسے بڑھکے کسمین ثابت ہوسکتا ہے حالانکہ قرآن آپہی کے گھر مین نازل ہوا ہے اور آپکے حسن و صباحت وجہ کے متعلق مینے خود رسول اللہ کو سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اگر میرے مشتاق ہو تو حسنین کے جمال جہان آرا پر نظر کرو یہ سنکر امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا کہ کیا حاجت رکھتا ہے اوس اعرابی نے اپنی حاجت زمین پر لکھدی آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے بھی اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے قِیمَةُ کُلِّ امْرِءٍ مَا یُحْسِنُهُ ہر شخص کی قدر و منزلت موافق اوسکی کردار کے ہے اور اپنے نانا سے سنا ہے کہ اَلْمَعْرُوفُ بِقَدْرِ الْمَعْرِفَةِ احسان و نیکی بقدر معرفت کرنا چاہیے لہذا مین تجھے تین سوال کرتا ہون اگر تو نے اونمین سے ایک سوال کا درست جواب دیا تو جو کچھ میرے پاس ہے اوسمین سے ایک ثلث تجکو دیدونگا اور دو مسئلونکا جواب دیگا تو دو ثلث دونگا اور سب مسئلونکا جواب دیگا تو سب دیدونگا دیکھ یہ تھیلی مہر کی ہوئی عراق سے آئی ہے اعرابی نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ وہ کیا سوال ہین امام حسینؑ نے فرمایا کہ بتا سب سے بہتر کون سا عمل ہے اوسنے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ ایمان لانا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بتا انسان کو ہلاکت سے کیونکر نجات مل سکتی ہے اعرابی نے عرض کیا کہ خدا پر بھروسہ کرنے سے حضرت نے پوچھا کہ کون سی چیز انسان کو زینت دیتی ہے اعرابی نے عرض کیا کہ وہ علم جسکے ساتھ حلم ہو حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ نہو تو کیا چیز انسان کو زینت دے سکتی ہے اعرابی نے کہا کہ پھر ایسا مال ہو جسکے ساتھ کرم بھی ہو حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ بھی نہو اعرابی نے کہا کہ پھر فقر کے ساتھ صبر ہو اوسنے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ بھی نہو اعرابی نے عرض کی کہ اگر یہ بھی نہین ہے تو چاہیے کہ آسمان سے صاعقہ گرے اور اوسکو جلا دے یہ سنکر حضرت ہنسے اور وہ تھیلی اوسکی طرف پھینکدی کس قدر مشہور روایت

معروف تھی یہ بات کہ عرب کی تشریف جناب احدیت نے حسب منطوق آیۂ کریمہ جناب
رسالتمآبؐ سے کی ہے اور اسکو سائل تک پہچانتے تھے پھر جامعیت ذرّیت طیبہ ملاحظہ
کیجئے کہ چارون جہتین مسئول منہ کی ایک وقت مین ایک فرد مین جمع پائین جنکا جو د
چار جہتون سے سائلون کو اونکے ابواب کی طرف کھینچتا تھا پھر جناب رسالتمآبؐ کا مسئول
منہ کے صفات کے معین کرنے مین جو جہتین ہین اونھین خیال فرمایئے عرب کا کریم و شریف لامحالہ
شرافت کی حفاظت کریگا مولائے کریم لامحالہ اپنی کرامت محفوظ رکھیگا حامل قرآن یقینی
احکام قرآن کو جاری کریگا جب اوسکو علم سے شریف شئے عطا کرینمین عذر نہین تو مال کی
خسیس چیز کو کیون لوگون پر بند کرنیلگا صاحب وجہ صبیح آخر مین اوسنے ذکر کیا اور غالبًا
اس صفت کو آخر مین ذکر بھی فرمایا ہوگا اور اوسکے مسئول منہ ہونیکی صلاحیت غالبًا اسلیے
ہوگئی کہ چہرۂ بخیل عمومًا اس خیال سے کہ کوئی کچھ مانگے نہین عمومًا عبوس رہتا ہے اور اسکی وجہ
صباحت مین سخت نقص پیدا ہوتا ہے اسلیئے صباحت چہرہ اوسکے جود کی نشانی ہوگی اور اوسنے
انطباق سے بالا ر حضرت مین دکھلایا شرافت کو تو کہا کہ مین آپکے متعلق یہ جانتا ہون کہ
اگر عرب مین شرافت ہے تو آپ ہی سے ملی ہے پھر مین آپکا وصف کیا بیان کرسکتا ہون
رہگیا کرم یہ تمھارے خاندان کا طریقہ و آداب ہے یہ کوئی جدید صفت نہین بلکہ قدیم ہے
رہگیا حامل قرآن ہونا یہ تو تمھارے گھر کا خاصّہ ہے کیونکہ وہ آپ ہی کے گھر مین اوترا ہے
صباحت اس سے زیادہ اور کیا متصور ہوگی کہ رسول اللہؐ کے قائم مقام صورت و سیرت مین
آپ ہی ہین چارون جہتون سے اپنے سوال کرنیکی وجہ کی تائید کی حضرت نے بھی جب ملتمس
سوال اپنے سوالون کے تشفیق فرمائی کرم وجود کی صفت کے مقابلہ مین کوئی سوال آپنے
قرار نہین دیا حامل قرآن ہونے کو تو بتلا ہی دیا کہ آپنے اوسکو واپس نہین کیا رسالتمآب اور
علی ابن ابیطالبؑ کی قائم مقامی اونکے اقوال پر عمل کرنیسے ظاہر کردیا شرافت تامّہ یہ دکھلائی
کہ اوسکے جوابات کی قیمت کرکے دی تاکہ اوسکو عطائے صرف سے شرمندگی ہو کیون نہو

امام وقت بھی رسول اللہ کی تصویر بھی حسن بھی حسین بھی امام بھی سبین بھی قرآن صامت کے حامل بھی قرآن ناطق بھی
ان سب صفتون کے ساتھ سفینہ مین انکے القاب اور ضم ہوئے غریب الوطن بھی شہید بھی مت فخر بھی امت کے
مقتول بھی بحر علم بھی دریائے فرات کے پیاسے بھی خود تو بڑی ہنسی خوشی سے جان دی مگر تمام دنیا کو اپنے ماتم مین
رولوا دیا مرنے پر بھی یہ جود کہ جب ہم روئے بناہی دامن بھر لیا حق پسند و نکے قدر دان ایسے کہ جو ساتھ تھے
اونہیں زندگی کی حالت مین بھی رو لیے اور انکو بعد موت بھی روئے اور خود جو انتقال فرمایا تو جو رونیوالے
تھے اونکو اشقیائے کوفہ و شام نے اسیر کر لیا ہائے افسوس کربلا کی مصیبتون کا تو کیا ذکر راہ کی
مصیبتونکا اندازہ نہین ہو سکتا ایک نامہ اثنائے راہ مین اشراف کوفہ کو لکھا تھا اوسے
قیس ابن مسہر صیداوی کے ہاتھون کوفہ کی طرف بھیجا قیس نے رسالت امام مین اپنی جان
نثار کر دی ولما بلغ الحسین قتل قیس استعبر باکیا ثم قال اللهم اجعل لنا ولشیعتنا عندک
منزلا کریما واجمع بیننا وبینهم فی مستقر من رحمتک انک علی کل شیء قدیر قال فوثب الی
الحسین رجل من شیعته یقال له هلال ابن نافع البجلی فقال یا ابن رسول الله انت تعلم
ان جدک رسول الله لم یقدر ان یشرب الناس محبته ولا ان یرجعوا الی امره ما احب وقد کان
منهم منافقون یعدونه بالنصر ویضمرون له الغدر یلقونه باحلی من العسل ویخلفونه بامر
من الحنظل حتی قبضه الله الیه الحدیث ثم وثب الیه بریر ابن خضیر الهمدانی فقال والله یا ابن رسول
الله لقد من الله بک علینا ان نقاتل بین یدیک تقطع فیک اعضاؤنا ثم یکون جدک
شفیعنا یوم القیمة بین ایدینا لا افلح قوم ضیعوا ابن بنت نبیهم الخ قال فجمع الحسین
ولده واخوته واهل بیته ثم نظر الیهم فبکی ساعة ثم قال اللهم انا عترة نبیک محمد
قد اخرجنا وطردنا وازعجنا عن حرم جدنا وتعدت بنو امیة علینا اللهم فخذ لنا بحقنا
وانصرنا علی القوم الظالمین ثم قال فرحل من موضعه حتی نزل فی یوم الاربعاء او یوم
الخمیس بکربلاء وذلک فی الثانی من المحرم ... ثم قال هذه کربلاء فقالوا نعم یا ابن رسول الله
فقال هذا موضع کرب وبلاء ههنا مناخ رکابنا ومحط رحالنا ومقتل رجالنا ومسفک دمائنا

جب امام حسین ع کو قیس کے قتل ہو جانے کی خبر پہونچی تو آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے
اور درگاہ خدا میں عرض کیا کہ خداوندا میرے اور تیرے شیعون کے لیے اپنے نزدیک
منزل کریم قرار دے اور ہمکو اور ہمارے شیعون کو اپنی رحمت سے ایک محل میں جمع فرما
خدایا تو ہر شئے پر قادر ہے راوی حدیث ناقل ہے کہ اسی اثنا میں ہلال ابن نافع بجلی کہ جو
ایک شیعہ تھے آپکے شیعون میں سے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ فرزند رسول آپ
جانتے ہین کہ آپ کے نانا رسولخدا اس امر پر قادر نہ تھے کہ اپنی محبت لوگون کے دلون مین
ڈال دین اور نہ اسبات کی قدرت تھی کہ آنحضرت لوگونکو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا لین
کیونکہ حضرت کے زمانہ مین بھی بہت سے منافقین موجود تھے جنکی حالت یہ تھی کہ ظاہر مین تو
حضرت کے ناصر و مددگار بنے ہوئے تھے اور دل عداوت سے لبریز تھا۔ سامنے تو حضرت
سے اسطرح ملتے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ شہد سے بھی زائد شیرین ہین اور حضرت کے
پس پشت حنظل سے زائد تلخ ثابت ہوتے تھے اسی حالت مین آپکے جد بزرگوار کو خدا نے
اپنے جوار رحمت مین طلب کر لیا۔ اسکے بعد بریر ابن خضیر ہمدانی حاضر خدمت ہوئے
عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ ہم پر خدا کا احسان ہے کہ ہم آپ کے ساتھ ہین اور
آپکے ساتھ جہاد کرین گے یہانتک کہ ہمارے اعضا ٹکرے ٹکرے ہو جائین اور روز قیامت
آپکے نانا رسول خدا ہمارے شفیع ہون۔ ہرگز ہرگز وہ قوم رستگار نہو گی جسنے اپنے
نبی کے نواسے کی حرمت کو ضائع و برباد کیا۔ راوی ناقل ہے کہ اوسوقت امام حسین ع نے
اپنی اولاد کو اور اپنے بھائیون کو اور تمام اہلبیت کو جمع کیا اور ایک حسرت کی نظر
اُنسب کو دیکھا اور ایک ساعت تک روتے رہے جب رونے سے افاقہ ہوا تو درگاہ باری مین
عرض کیا کہ خداوندا ہم تیرے نبی کی عترت ہین اور اپنے نانا کے حرم سے نکال دیئے گئے
اور اپنے مقام سے ہٹا دیئے گئے اور بنی امیہ ہماری جگہ پر بٹھالے گئے (الٰہ العالمین)
ہمارا حق ان ظالمون سے ہمکو دلوا دے اور ہمکو ان ظالمون پر نصرت دے۔ یہ فرماکر

حضرت نے وہاں سے کوچ فرمایا اور دوسری محرم کو کہ وہ چہارشنبہ یا پنجشنبہ کا دن تھا
زمین کربلا پر وارد ہوئے جب اوس سرزمین پر پہونچ گئے تو لوگوں سے دریافت کیا
کہ کیا یہی کربلا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں یا ابن رسول اللہ اسی کا نام کربلا ہے۔
یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ یہی زمین ہمارے لیے کرب و بلا کا مقام ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں
ہمارا سفر ختم ہوگیا یہیں ہماری سواریاں اوتریں گے اسی زمین پر ہمارے مرد مارے
جائینگے اور یہیں ہمارے خون بہائے جائینگے الا لعنة اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ہفتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَوِ اتَّبَعَ الۡحَقُّ اَهۡوَآءَهُمۡ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِیۡهِنَّ بَلۡ اَتَیۡنٰهُمۡ
بِذِکۡرِهِمۡ فَهُمۡ عَنۡ ذِکۡرِهِمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ خَرۡجًا فَخَرَاجُ رَبِّکَ خَیۡرٌ وَّهُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ
اگر پیروی کرتا حق اونکی خواہشوں کی تو ہر آئینہ فاسد ہوجاتے آسمان اور زمین اور
وہ لوگ جو اونمیں آباد ہیں بلکہ ہمنے اونکو اونکا ذکر عنایت کیا پس وہ اپنے ہی ذکر سے
اعراض کرنے والے ہیں کیا اے رسول تم اونسے کسی خرچ کا سوال کرتے ہو پس خراج
اور امداد تمھارے رب کی بہتر ہے اور وہ بہترین رزق رسانندگان ہے مجمع البیان
فَهُمۡ عَنۡ ذِکۡرِهِمۡ اَیۡ شَرَفِهِمۡ مُعۡرِضُوۡنَ وَبِالذُّلِّ رَاضُوۡنَ وَقِیۡلَ الذِّکۡرُ الۡبَیَانُ لِلۡحَقِّ
تفسیر ابی السعود فَهُمۡ بِمَا فَعَلُوۡهُ مِنَ النُّکُوۡصِ عَنۡ ذِکۡرِهِمۡ اَیۡ فَخۡرِهِمۡ وَشَرَفِهِمۡ خَاصَّةً
مُعۡرِضُوۡنَ لَا عَنۡ غَیۡرِ ذٰلِکَ مِمَّا یُوۡجِبُ الۡاِقۡبَالَ عَلَیۡهِ وَالۡاِعۡتِنَاءَ بِهٖ وَفِیۡ وَضۡعِ الظَّاهِرِ
مَوۡضِعَ الضَّمِیۡرِ مَزِیۡدُ تَشۡنِیۡعٍ لَهُمۡ وَتَقۡرِیۡعٍ وَالۡفَاءُ لِتَرۡتِیۡبِ مَا بَعۡدَهَا مِنۡ اِعۡرَاضِهِمۡ
عَنۡ ذِکۡرِهِمۡ لَا لِتَرۡتِیۡبِ الۡاِعۡرَاضِ عَلَی الۡاِیۡتَاءِ مُطۡلَقًا فَاِنَّ الۡمُتَتَبِّعَ لِکَوۡنِهٖ اِعۡرَاضُهُمۡ
اِعۡرَاضًا عَنۡ ذِکۡرِهِمۡ هُوَ اِیۡتَاءُ ذِکۡرِهِمۡ لَا الۡاِیۡتَاءُ مُطۡلَقًا وَفِیۡ اِسۡنَادِ الۡاِتۡیَانِ بِالذِّکۡرِ

اِلٰی نُوْنِ الْعَظْمَۃِ بَعْدَ اِسْنَادِہٖ اِلٰی ضَمِیْرِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ تَنْوِیْہٌ لِشَانِ النَّبِیِّ وَ تَنْبِیْہٌ عَلٰی کَوْنِہٖ بِمَثَابَۃٍ عَظِیْمَۃٍ مِنْہُ عَزَّ وَجَلَّ وَ فِیْ اِیْرَادِ الْقُرْاٰنِ الْکَرِیْمِ عِنْدَ نِسْبَتِہٖ اِلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِعُنْوَانِ الْحَقِیَّۃِ وَعِنْدَ نِسْبَتِہٖ اِلَیْہِ تَعَالٰی بِعُنْوَانِ الذِّکْرِ مِنَ النُّکْتَۃِ السِّرِّیَّۃِ وَالْحِکْمَۃِ الْعَبْقَرِیَّۃِ مَا لَا یَخْفٰی فَاِنَّ التَّصْرِیْحَ بِحَقِیَّۃِ الْمُسْتَلْزِمَۃِ لِحَقِیَّۃِ مَنْ جَاءَ بِہٖ هُوَ الَّذِیْ یَقْتَضِیْہِ مَقَامُ حِکَایَۃِ مَا قَالَہُ الْمُبْطِلُوْنَ فِیْ شَانِہٖ وَاَمَّا التَّشْرِیْفُ فَاِنَّمَا یَلِیْقُ بِہٖ تَعَالٰی لَا بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَحَدُ الْمُشَرِّفِیْنَ وَقِیْلَ الْمُرَادُ بِالذِّکْرِ مَا تَمَنَّوْا بِقَوْلِہِمْ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِکْرًا مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقِیْلَ وَعْظُهُمْ وَ اَیَّدَ ذٰلِکَ اَنَّہٗ قُرِئَ بِذِکْرٰىهُمْ وَالتَّشْنِیْعُ عَلَی الْاَوَّلِیْنَ اَشَدُّ فَاِنَّ الْاِعْرَاضَ عَنْ وَعْظِهِمْ لَیْسَ فِیْ مَثَابَۃِ اِعْرَاضِهِمْ عَنْ شَرَفِهِمْ اَوْ عَنْ ذِکْرِهِمُ الَّذِیْ یَتَمَنَّوْنَہٗ فِی الشَّنَاعَۃِ وَ الْقَبَاحَۃِ انتہی

جملہ فَہُمْ عَنْ ذِکْرِہِمْ مین جو لفظ ذکر ہے اوسکی تفسیر صاحب مجمع البیان نے شرف سے کی ہے یعنے وہ لوگ اپنے شرف سے اعراض کرنیوالے اور اپنی ذلت پر راضی ہین اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ذکر کے معنے بیان حق کے ہین ابو السعود نے اپنی تفسیر مین اس جملہ کی یون توضیح کی ہے کہ یہ عرب جو ایمان نہین لائے اور امر ہدایت کی جانب التفات نہین کیا یہ اونکی بے اعتنائیان اپنے ہی فخر و شرف سے ہین جو اس قابل تھا کہ اوس کی طرف توجہ کیجاے اور اوس سے بیپروائی نہ کیجائے اور چونکہ اتنا ہم بذکرہم مین لفظ ذکر آچکی تھی اور پھر بھی کلام الہی مین لفظ ذکر آئی حالانکہ ضمیر لانے کا محل تھا یہ صرف اسلیے کہ تشنیع زیادہ ہوجائے اور وہ اچھی طرح پہچان لین کہ جس سے ہمنے اعراض کیا وہ کیا چیز ہے - اور حرف فا جو کلمہ فَہُمْ عَنْ ذِکْرِہِمْ پر داخل ہے وہ بیان کرتا ہے کہ شرف و مجد کے عطا کرنے پر اونکی بے پروائیان اپنے شرف سے ظاہر ہوتی ہین کیونکہ شرف سے اعراض کرنا جس پر مترتب ہوگا وہ عطائے شرف ہوگا نہ اور انعامات جو اسکے علاوہ ہین اور توجہ اور اعتنا کرنیکے قابل ہین - پہلے جناب باری نے

له یرید قوله تعالی ام یقولون به جنة بل جاءهم بالحق واکثرهم للحق کارهون ۱۲

بَلْ جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ رسول کے وصف مین ارشاد فرمایا تھا یعنے ہمارا رسول اونکے پاس حق
لیکر آیا اور پھر اپنی طرف منسوب کرکے فرمایا کہ یہ ہمنے اونھین شرف عنایت کیا تھا جو رسول
لایا وہ خدا نے دیا تھا اس سے جناب رسالتماب صلی اللہ کی کسقدر عظمت ظاہر ہوئی کہ اس
عطائے جلیل کا اپنی معرفت لانے والا کسقدر خدا کے نزدیک باعظمت و وقار ہوگا۔ یہی قرآن
جب رسول کی طرف اوسکے لانیکے نسبت دی تو اسکو حق فرمایا اور جب اپنے عطا کی طرف اسکو
منسوب فرمایا تو اسے ذکر کہا تاکہ رسول کی حقیقت ثابت ہو کیونکہ جو حق کو لائیگا وہ ضرور حق پر
ہوگا رہگئی تشریف اور عزت وہی جو ذکر کے عطا کرنے پر مترتب ہے وہ فعل جناب باری ہے
اور ذکر رسالتماب بھی اوسی تشریف مین داخل ہوا اور خود بوجہ اکمل اوسمین مندرج مین اور کہا گیا ہے
کہ مراد ذکر سے وہ ہے جسکی اونھون نے تمنا کی تھی اور اوسکی تمنا کی حکایت خدا نے یون کی ہے
لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْاَوَّلِيْنَ (کاش ہمارے پاس پہلون کے تذکرے ہوتے) اور کہا
گیا ہے کہ ذکر سے مراد وعظ ہے اور اس احتمال کی موید وہ قرائت بھی ہے کیونکہ ذکر کی جگہ ذکر بھی
پڑھا گیا ہے اور تشنیع ان لوگون پر جنھون نے وعظ سے اعراض کیا بنسبت اون لوگون کے
جنھون نے اپنے فخر و شرف سے اعراض کیا کم ہے کیونکہ وعظ سے اعراض کرنا نفوس شریرہ کا
قاعدہ ہے مگر فخر سے کسی قسم کا نفس اعراض نہین کرتا۔ منتہائے بدنصیبی ہے کہ کوئی اپنے امر نافع
سے غافل ہو اور وہ دیکھہ بھال کر اعراض کر رہا ہو نون متکلم مع الغیر جو عظمت پر دال ہے وہ جلالت
نعمت پر دال ہے خصوصا وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ بِالسَّبْعِ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيْمِ پر نظر ڈالنے
(اے رسول تمکو ہمنے سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا کیا)
سے عظمت دونون کی معلوم ہوتی ہے مگر تفرقہ اتنا ہے کہ وہ نعمت کا تمہ رسالتماب کو ملی
جس کے شرف کی تقسیم سے تمام مسلمین کو خلعت شرف ملگیا اب جب وہ اس ذکر سے اعراض
کرنیوالے اور اسکی طرف سے مونھ پھیرنے والے ہین تو اس ذکر کا میل نقطہ اوج کی طرف
ہوگا اور اعراض کرنیوالون کا میل نقطہ حضیض کی طرف ہوگا لہذا قیامت تک یہ ترفع
ہوتا رہیگا اور وہ منخفض ہوتی رہین گے اور اس مین اور اوس رفیع مین زمین آسمان

کا فرق ہوجائے ذکر کے طرف توجہ کرنیوالی ورا وسکا ساتھ دینے والے بواسطہ ارتفاع ذکر
خود بھی مرتفع ہوتے رہینگے عمل صالح جسکی صلاح کو کتاب ورسول نے بیان کیا ہے اوسکا
ارتفاع تو الیہ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ وسکیطرف کلمہ طیب صعود کرتا ہے
اور عمل صالح اوسکو اور بلند کردیتا ہے یرفعہ سے سمجھ مین آتا ہے لیکن معنی ذکر کے ارتفاع ذکر کا
کیا کہنا خود ارشاد ہوتا ہے فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ تم ہمین یاد کرو ہم بھی تمکو یاد کرین گے آوازہ ہمارا
اگر آسمان تک پہونچتا تب بھی کیا کم ارتفاع تھا لیکن اب تو حد ارتفاع باقی نہین کیونکہ خالق
آسمان تک یہ آوازہ رسا ہوگیا کیونکہ قَدْ ذَکَرْنَا اللّٰہَ فَذَکَرَنَا فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْ مَلَائِنَا
ادھر ہمنے خدا کا ذکر بیان کیا اور ادھر ہمارا ذکر فوراً املاء اعلےٰ مین کہ جو ہماری جمعیت سے بہتر ہے
ہونے لگا جیسا کہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اوسکے قول سے حکایت کی ہے اِذَا ذَکَرَنِیْ
عَبْدِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْ مَلَائِہٖ اگر کسی مجمع مین ہمارا بندہ ہمارا ذکر کرتا ہے
تو ہم بھی اپنے بندہ کا ذکر ایسے گروہ مین کرتے ہین جو اوس بندہ کے گروہ سے بہتر ہے جو جو
صفات قرآن سرایت کرنیکے قابل ہین اون نفوس مین جو اوسکے اعتصام پر ہاتھ بڑھائی
ہوئی ہین وہ سرایت کرتے ہین اور اوسکے اعراض کرنیوالے اون صفات سے محروم
ہین خدا نے اپنے قرآن کو منجملہ اور اوصاف کے ایک وصف برکت سے یاد فرمایا ہے
وَھٰذَا ذِکْرٌ مُّبَارَکٌ قِیْلَ وَسَمَّی اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ اَشْیَاءَ فَسَمَّی الْمَوْضِعَ الَّذِیْ کَلَّمَ فِیْہِ مُوْسٰی عَلَیْہِ
السَّلَامُ مُبَارَکًا فِی الْبُقْعَۃِ الْمُبَارَکَۃِ مِنَ الشَّجَرَۃِ وَسَمّٰی شَجَرَۃَ الزَّیْتُوْنِ مُبَارَکَۃً یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ
مُّبَارَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لِکَثْرَۃِ مَنَافِعِھَا وَسَمّٰی عِیْسٰی مُبَارَکًا وَجَعَلَنِیْ مُبَارَکًا وَسَمَّی الْمَطَرَ مُبَارَکًا وَنَزَّلْنَا
مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَکًا لِمَا فِیْہِ مِنَ الْمَنَافِعِ وَسَمّٰی لَیْلَۃَ الْقَدْرِ مُبَارَکَۃً اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ
فَالْقُرْاٰنُ ذِکْرٌ مُّبَارَکٌ اَنْزَلَہٗ مَلَکٌ مُّبَارَکٌ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ عَلٰی نَبِیٍّ مُّبَارَکٍ لِاُمَّۃٍ مُّبَارَکَۃٍ
جناب باری عز اسمہ نے چند چیزونکو لفظ مبارک سے نامزد فرمایا
ہے منجملہ اونکے ایک وہ مقام ہے جہان جناب موسے کلیم اللہ جناب باری عز اسمہ کے

مناجات کیا کرتے تھے چنانچہ فرمایا ہے فِی الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ دوسرے
شجرہ زیتون کو اسلیے کہ اسکی منفعتین بہت تھین لفظ مبارک سے تعبیر کیا جیسا کہ ارشاد
ہوتا ہے یُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ تیسرے جناب عیسیٰ کو بہ لفظ مبارک یاد فرمایا
ہے چنانچہ خود اونکی زبان سے کہلوادیا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا۔ چوتھے باران کے متعلق لفظ
مبارک یون ارشاد ہوتی ہے وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا (اسکا مبارک
ہونا اسوجہ سے ہی کہ اسمین بھی فوائد کثیرہ ہین) پانچوین شب قدر کو مبارک فرمایا ہے
إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ گویہ تمام چیزین مبارک ضرور تھین مگر قرآن خود بھی
مبارک اور اوسکا نازل کرنے والا بھی مبارک اور جس شب مین وہ نازل ہوا وہ شب
بھی مبارک اور جس نبی پر نازل ہوا وہ نبی بھی مبارک اور جس امت کے لیے نازل ہوا
وہ امت بھی مبارک پھر ایسے مبارک کا کیا ذکر کہ جو ہر رخ سے اور ہر جہت سے مبارک ہو
وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا تم سب حبل اللہ سے متمسک رہو اور متفرق نہو خدا کی
حبل سے تمسک کرنا آسان نہین جس جہت سے یہ حبل آئی ہی اوس جہت مین کوئی اور حبل نہین بجز حبل من الناس کے
کہ اوس سے مراد وہی قائم مقامان رسالتمآب ہین یہ دونون ایک جہت مین ہین اور تمام رسیان دوسری جہت مین ہین انسے
تمسک کرنا یہ اس امر کا مقتضی ہے کہ انھین کی طرف توجہ ہو اور اگر ادھر سے اعراض ہے
تو پھر اور جہتون کی جانب توجہ ہوگی اور تمسک کرنا حبل خدا سے پھر ناممکن ہوگا آج وہ
دن ہے کہ ہمین خود اپنے افعال مین اس امر کا موقع ہے کہ ہم اپنے افعال کو مطابق
حق کرین اور مخالف کو چھوڑ دین قیامت کا دن ہوگا کہ خود خداوند عالم افعال ناس کو
مطابق حق کریگا جو اوس مین مطابق حق ہونگے وہ مرکز حق کی طرف راجع ہونگے
یعنے جنت کی طرف اور جو باطل کے مطابق ہونگے اونکا مرجع باطل کی طرف ہوگا دنیا مین
حق سے اعراض کیا تو خدا نے جبراً اونکو حق کی طرف نہین پھیرا کیونکہ اختیار دے رکھا
اب روز قیامت وہ دن ہوگا کہ جہنم سے اگر وہ اعراض کرینگے تو قہراً اوس مین ڈال

جائینگے فیصلہ کا دن ہوگا اور دین و بیدینی کے تمیز دینے کا دن ہوگا لیجزی الذین
اساؤا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنی تاکہ بدلا دے خدا عذاب
کے ساتھ اون لوگون کو جن لوگون نے اس دار دنیا مین برائیان کی ہین اور جزائے
خیر دے نیک عمل کرنے والون کو۔ قال تعالیٰ ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصالحات
کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار کیا ہمنے ایمان والون
اور عمل خیر کرنیوالون کو اون لوگون کے مانند قرار دیا ہے جو زمین پر فساد کرتے
ہون۔ کیا ہم نے متقین اور پرہیزگارون کو بدکارونکے مثل قرار دیا ہے ہرگز نہین
ایسے دنکا آنا محسن و مسئی و مطیع و عاصی و موافق و مخالف مین فرق کے لیے ضروری
ہے اور کوئی شک نہین کہ ملک الملوک عالم اس دن کو اپنے فیصلہ کا دن قرار دیگا
عرض علی اللہ اور اوسکی ہیبت ویوم یجعل الولدان شیبا وہ دن کہ جسکے ہول سے
لڑکے بڈھے ہو جائینگے سے آشکار ہے اس کا اعتقاد لابدی ہے اور اسمین کوئی شک نہین
نقل و عقل دونون ہمزبان ہین معاد اصول مین سے ہے چاہے اقرار کرو یا انکار قبرسے
اوٹھنا ضرور صحرائے حشر مین آنا ضرور ہوگا۔ روی عنہ علیہ السلام انہ قال یا عجبا
کل العجب من الشاک فی اللہ وھو یری خلقہ وعجبا ممن یعرف النشاۃ الاولی ثم ینکر النشاۃ
الاخرۃ وعجبا ممن ینکر البعث والنشور وھو فی کل یوم ولیلۃ یموت ویحیی (یعنی النوم
والیقظۃ) وعجبا ممن یومن بالجنۃ وما فیھا من النعیم ثم یسعی الی دار الغرور وعجبا
من المتکبر الفخور وھو یعلم ان اولہ نطفۃ مذرۃ وآخرہ جیفۃ قذرۃ
چنانچہ ایک حدیث مین معصوم فرماتے ہین کہ کسقدر تعجب ہے اور بہت تعجب ہے
اوس شخص سے کہ جو ذات جناب باری اور اوسکی قدرت کاملہ اور حکمت باہرہ مین
شک کرے باوجودیکہ اوسکے صنائع و بدائع دیکھہ رہا ہو اور اوسکی خلق کا نظارہ
کر رہا ہو اور اوس پہلے آدمی سے بھی تعجب ہے کہ جو دنیا کو جانتا اور پہچانتا ہو اور

پھر دار آخرت سے انکار کرے اور اوس شخص سے بھی سخت تعجب ہے جو بعث و نشور کا انکار کرے باوجودیکہ ہر روز مر کر زندہ ہوتا ہے یعنے سوتا بھی ہے جو مثل موت ہے اور بیدار بھی ہوتا ہے جو بمنزلہ بعث و نشور ہے اور اوس سے بھی تعجب ہے جو جنت اور نعمات جنت پر ایمان لا چکا ہو اور اوسکی تصدیق کر چکا ہو پھر بھی وہ دنیا کی تحصیل مین جو فریب مین ڈالنی والی ہے سعی اور کوشش کرے اور مجکو اوس سے بھی تعجب ہے کہ جو اس دنیا مین تکبر و فخر سے بسر کرے باوجودیکہ جانتا ہے کہ وہ آغاز مین ایک قطرہ گندیدہ ہے اور انجام ایک میت نجس ہے حشر تو حشر اوسکی شدت کا ذکر تو کیا ہو سکتا ہے قیامت کے ہول کے لیے یہ حدیث رسالتمآب کافی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الصُّوْرِ قَدِ الْتَقَمَهٗ وَاَصْغٰی سَمْعَهٗ وَحَنٰی جَبْهَتَهٗ یَنْتَظِرُ حَتّٰی یُؤْمَرَ بِالنَّفْخِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ کیسا نچین کا مقام ہے حالانکہ صور پھونکنے والا صور اپنے منھ سے لگائے ہوئے اور کان دھرے ہوئے اور سر جھکائے ہوئے حکم خدا کا منتظر ہے کہ خداوند قہار کا حکم ہو تو ہی صور پھونک دون یہ سنکر اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آپ ہمکو کیا ارشاد فرماتے ہین اور کس چیز کا حکم دیتے ہین ارشاد فرمایا کہ کہو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (خدا ہی ہمکو کافی ہے اور وہ کیا اچھا متکفل ہے) ہنسی ہمین کیونکر آسکتی ہے حالانکہ وہ آفت خیز عالم ہماری پیش نظر ہے جسکو جناب باری نے اپنی کتاب بلاغت خطاب مین یون ذکر فرمایا ہے وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ وَوُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ وَسِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰی اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ هٰذَا

قالوا بلی ولکن حقت کلمۃ العذاب علی الکافرین قیل ادخلوا ابواب جہنم
خالدین فیہا فبئس مثوی المتکبرین وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ
زمرا حتی اذا جاؤہا وفتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا سلام
علیکم طبتم فادخلوہا خالدین وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا
وعدہ واورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین

جب صور پھونکا جائیگا تو تمام اہل سماوات وارض ہلاک ہوجائینگے مگر وہ شخص
کہ جسکو خدا باقی رکھنا چاہے پھر دوبارہ نفخ صور ہوگا اوسوقت وہ تمام مرنے والے
کھڑے ہوجائینگے اور نظارہ قدرت باری کر رہے ہونگے۔ اور چمک اوٹھیگی
زمین نور سے اپنے پروردگار کے اور تمام انبیا واوصیا بلائے جائینگے عرصہ محشر مین
اور اونکے درمیان مین حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائیگا اور خالق کے ہاتھون وہ مظلوم نہ
بنینگے کسقدر معانی خیز ہے یہ جملہ اس بات کو دکھلا رہا ہے کہ افراد انبیا اور شہدا
دار دنیا مین خلق کے ہاتھون مظلوم بن چکے ہین لہذا قیامت کا دن اونکے لیے ظلم کا
نہین ہے بلکہ انکے لیے عدل وانصاف کا دن ہے آج نہ کوئی مخلوق ہی ایسا ہے جو
انپر ظلم کرسکے اور نہ خالق ظلم سے پیش آئیگا اوسکے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ہر نفس کو
موافق اوسکی کردار کے جزا دیجائیگی اور جو کچھ اون لوگون نے دار دنیا مین کیا ہے
خدا اوسکو سب سے زیادہ جانتا ہے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ قیامت کے دن کفار کے
گروہ گروہ جہنم کیطرف کھینچے جائینگے یہانتک کہ جب وہ جہنم تک پہنچ جائینگے اوسوقت
جہنم کے دروازے اونکے لئے کھولدیے جائینگے اور جہنم کے نگہبان اونسے کہینگے کہ
کیا تمھارے پاس مرسلین بغرض ہدایت نہین آئے کیا اون رسولون نے تمپر آیات خدا کی تلاوت
نہین کی کیا اون رسولون نے تمکو قیامت کے دن کی ملاقات سے نہین ڈرایا اہل جہنم جواب دینگے یہ سب صحیح ہوا
مرسلین ہم تک آئے اور ہم پر خدا کی آیات کی تلاوت بھی کی اور ہمکو قیامت کے دن سے

ڈرایا بھی لیکن کیا کرین کہ عذاب کا کلمہ کافرین کے واسطے ثابت و لازم ہو چکا تھا اوس وقت
ونسے کہا جائیگا کہ پھر اچھا ابواب جہنم مین داخل ہو اور یہین ہمیشہ قیام کرنا بہت خراب ہے
منکرین کے رہنے کی جگہ - اور متقین کے گروہ جنت کی طرف بلائے جائینگے اور جب وہ
جنت تک پہنچین گے تو دروازہ جنت کے کھولدیے جائینگے اور نگہبان اور حجاب جنت
اونپر سلام کرینگے اور کہینگے کہ پاک ہو تم بسم اللہ داخل جنت ہو اور ہمیشہ جنت مین رہنا
اسوقت اہل جنت کہینگے کہ شکر ہے اوس معبود کا کہ جسنے ہمارے ساتھ اپنے وعدے کو
سچا کردیا اور جنت کی زمین کا ہمکو وارث بنا دیا کہ جہان رہا چاہین جنت مین رہین کیا اچھی
جزا ہے کام کرنیوالون کی - یہ حالت خود اصدق الصادقین بیان فرماتا ہے اور
جو کچھ اس کلام بلاغت نظام مین بیان فرمایا ہے وہ نتائج اعمال ہین ہزار برس کے
طول کا جو دن ہو اوسکی واقعات کیونکر ایک ساعت مین بیان کیے جاسکتے ہین سید
الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام اوسدنکے خوف کو ایک مقام پر یاد فرماکے
یون ارشاد فرماتے ہین وَقَدْ تَقَدَّمَ مِنِّي مَا قَدْ عَلِمْتَ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّي فَيَا سَوْاَتَاهُ مِمَّا
اَحْصَاهُ عَلَيَّ كِتَابُكَ فَلَوْلَا الْمَوَاقِفُ الَّتِيْ اُؤَمِّلُ مِنْ عَفْوِكَ الَّذِيْ شَمِلَ كُلَّ شَيْءٍ لَاَلْقَيْتُ
بِيَدِيْ وَلَوْ اَنَّ اَحَدًا اِسْتَطَاعَ الْهَرَبَ مِنْ رَبِّهٖ لَكُنْتُ اَنَا اَحَقُّ بِالْهَرَبِ مِنْكَ وَاَنْتَ لَا تَخْفٰى عَلَيْكَ
خَافِيَةٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ اِلَّا اَتَيْتَ بِهَا وَكَفٰى بِكَ جَازِيًا وَكَفٰى بِكَ حَسِيْبًا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ
طَالِبِيْ اِنْ اَنَا هَرَبْتُ وَمُدْرِكِيْ اِنْ اَنَا فَرَرْتُ فَهَا اَنَا ذَا بَيْنَ يَدَيْكَ خَاضِعٌ ذَلِيْلٌ رَاغِمٌ
اِنْ تُعَذِّبْنِيْ فَاِنِّيْ لِذٰلِكَ اَهْلٌ وَهُوَ يَا رَبِّ مِنْكَ عَدْلٌ وَاِنْ تَعْفُ عَنِّيْ فَقَدِيْمًا شَمَلَنِيْ
عَفْوُكَ وَاَلْبَسْتَنِيْ عَافِيَتَكَ فَاَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِالْمَخْزُوْنِ مِنْ اَسْمَائِكَ وَبِمَا وَارَتْهُ الْحُجُبُ
مِنْ بَهَائِكَ اِلَّا رَحِمْتَ هٰذِهِ النَّفْسَ الْجَزُوْعَةَ وَهٰذِهِ الرِّمَّةَ الْهَلُوْعَةَ الَّتِيْ لَا تَسْتَطِيْعُ حَرَّ
شَمْسِكَ فَكَيْفَ تَسْتَطِيْعُ حَرَّ نَارِكَ وَالَّتِيْ لَا تَسْتَطِيْعُ صَوْتَ رَعْدِكَ فَكَيْفَ تَسْتَطِيْعُ صَوْتَ غَضَبِكَ
فَارْحَمْنِي اللّٰهُمَّ فَاِنِّيْ امْرُءٌ حَقِيْرٌ وَخَطَرِيْ يَسِيْرٌ وَلَيْسَ عَذَابِيْ مِمَّا يَزِيْدُ فِيْ مُلْكِكَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

لَوْاَنَّ عَذَابِیْ مِمَّا یَزِیْدُ فِیْ مُلْکِکَ لَسَئَلْتُکَ الصَّبْرَ عَلَیْہِ وَاَحْبَبْتُ اَنْ یَکُوْنَ ذٰلِکَ لَکَ وَلٰکِنْ سُلْطَانُکَ اللّٰھُمَّ اَعْظَمُ وَمُلْکُکَ اَدْوَمُ مِنْ اَنْ تَزِیْدَ فِیْہِ طَاعَۃُ الْمُطِیْعِیْنَ اَوْ تَنْقُصَ مِنْہُ مَعْصِیَۃُ الْمُذْنِبِیْنَ فَارْحَمْنِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

ای میرے معبود مجھسے بہت سی چیزین ایسی مقدم ہو چکی ہین جسکو تو خوب سمجھتا ہے اور وہ بھی جسکو تو مجھسے بہتر جانتا ہے افسوس کسقدر میری رسوائی ہے ان باتون سے جنکا احصا اور شمار مجھپر تیری کتاب کر چکی ہے اگر وہ مواقف کہ جہان مین امیدوار ہو کر اس عفو کا رہتا ہون کہ جو ہر شئے کو چھائے ہوئی ہے نہوتی تو البتہ مین اپنے کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کر دیتا اور اگر عالم مین کوئی متنفس اپنے خدا سے فرار کرنے پر قادر ہوتا تو بیشک مین زیادہ لائق و سزاوار تھا تجھسے فرار کرنے پر اے معبود تجھسے تو وہ چیزین جو زمین و آسمان مین چھپی ہوئی ہین وہ بھی مخفی نہین بلکہ تو ان تمام مخفی چیزون کو ظاہر کر سکتا ہے اور کافی ہے تو انکی جزا دینے پر اور تو ہی انکے حساب کے لیے کافی ہے خداوندا اگر مین تجھسے بھاگ جاؤن تو ضرور تو مجھکو ڈھونڈ لیگا اور اگر مین تجھسے فرار کرون تو البتہ تو مجھکو پا لیگا اے میرے معبود مین تیرے سامنے فروتنی کر رہا ہون اور بہ ذلیل و خوار بنکر ناک رگڑ رہا ہون اگر تو مجھے عذاب کرے تو مین بیشک اس کا اہل ہون اور یہ تیرا عین عدل ہے اور اگر تو مجھکو بخشدے اور میرے گناہون سے درگزر فرمائے تو یہ کوئی نئی بات نہین بلکہ ہمیشہ سے تیری عفو میرے شامل حال ہے اور تو نے تو اپنی سلامتی و عافیت کا مجھکو لباس پنھا دیا ہے ای معبود مین تجھے واسطہ دیکر تیرے ان اسمار کا جو تیرے علم مین مخفی ہین اور ان اسمار کا جسکو تیرے جمال کے پردون نے چھپا لیا ہے سوال کرتا ہون کہ تو میرے خوف زدہ نفس پر رحم فرما اور ان بوسیدہ ہڈیون پر جو اپنی حالت پر تیرے خوف سے رو رہی ہین وہ ہڈیان جو تیرے آفتاب کی حرارت کی برداشت نکر سکین پھر وہ کیونکر تیرے جہنم کی آگ کی برداشت کر سکتی ہین اور وہ نفس جو تیرے

رعد کی آواز نہ سن سکے اور اوسکو سنکر تھرانے لگے بھلا وہ تیرے غضب کی
آواز کیونکر سن سکتا ہے - اے معبود مجھپر رحم فرما کیونکہ مین تو ایک شخص حقیر و
ذلیل ہون اور میری قدر و منزلت بہت تھوڑی ہے اور مجھپر عذاب کرنا
کچھ ایسا نہین جو تیری بادشاہی کو ایک ذرہ بھر بھی بڑھادے اور اگر مجھپر
عذاب کریسے تیری بادشاہی مین کچھ بھی زیادتی ہوتی تو ضرور مین سوال کرتا
کہ مجکو اس عذاب پر صبر کرامت فرما اور بیشک دوست رکھتا اسکو کہ یہ زیادتی
تیرے سبب ہو لیکن اے معبود تیری بادشاہی تو خود ہی اعظم و ادوم ہے
نہ فرمانبردارونکی اطاعت اس ملکو بڑھاتی ہے اور نہ گنہگارون کی معصیت اس
مملکت کو گھٹاتی ہے ای ارحم الراحمین مجھپر رحم فرما باوصف معصوم ہونیکے یہ حالت
ہو رہی ہے کہ دیکھنے کا کیا ذکر ہے سنی نہین جاتے اسی فکر مین مانند سنبلہ ضعیف
ہو گئے تھے اور ہر وقت مانند ابر بہار رویا کرتے تھے اور باپ کے قبر کی مٹی سجدہ کے
لیے تھی کبھی اس لیے رونا تھا اور کبھی اسلیے روتے تھے کہ آنکھونکے سامنے اٹھارہ
بنی فاطمہ ایسے اوٹھ گئے جنکا مثل و نظیر صفحۂ ارض پر نتھا فرماتے تھے کہ یعقوب نبی کے
بارہ فرزند تھے جنمین سے صرف ایک غائب تھا اور وہ بھی یعقوب کو معلوم تھا
کہ زندہ ہین اور پھر بھی وہ اسقدر روئے اور بیہرے آگئے تو اتنے بیمثال لوگ اوٹھ
گئے پھر مین کیونکر اونکو یاد کرکے نہ روؤن وہ دن وہ ہوگا کہ انسان کی خطاؤن پر
اوسکے اعضا گواہی دینگے جیسا کہ جناب باری خود اپنے کلام مین ارشاد فرماتا ہے
یَوْمَ تُکَلِّمُنَا اَیْدِیْھِمْ وَتَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ اور امیر المومنین ع
اسکی تبیین یون ایک شبہہ کے جواب مین فرماتے ہین وَیَسْتَنْطِقُ الْاَیْدِیْ وَالْاَرْجُلَ وَ
الْجُلُوْدَ فَتَشْھَدُ بِکُلِّ مَعْصِیَۃٍ کَانَتْ مِنْھُمْ ثُمَّ یُرْفَعُ عَنْ اَلْسِنَتِھِمُ الْخَتْمُ فَیَقُوْلُوْنَ لِجُلُوْدِھِمْ
لِمَ شَھِدْتُّمْ عَلَیْنَا قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰہُ ثُمَّ یَعَضُّ بَعْضُھُمْ مِنْ بَعْضٍ لِھَوْلِ مَا یُشَاھِدُوْنَہٗ مِنْ صُنْعِہٖ

الْاَمْرُ وَعَظِیْمُ الْبَلَاءِ فَذٰلِکَ قَوْلُہٗ عَزَّ وَجَلَّ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ
یعنی جناب باری عزّ اسمہ قیامت کے دن انسان کی زبان
پر اُن کے اعضا و جوارح کو گویا کریگا پس وہ سب اون
معصیتون پر گواہی دینگے جو انسان سے دار دنیا مین واقع ہوئی ہین اور ان
کی زبانون سے مہر سکوت ہٹا لیگا اُسوقت انسان اپنے اعضا سے خطاب کریگا
کہ کیون تمنے ہماری معصیت کی گواہی دی وہ اعضائے انسانی جواب دینگے
کہ ہم کیا کرین خداوند عالم نے ہمکو گویا کردیا شہادت دینے پر تمھاری معصیتونکی
ارشاد فرماتے ہین کہ قیامت کا وہ آفت خیز منظر اور اس روز کے شدائد و آفات
کا سمان دیکھ دیکھ کر اہل محشر کی یہ حالت ہوگی کہ ایک دوسرے سے بھاگتا پھرتا
ہوگا اور اسکو جناب باری اسطرح فرماتا ہے کہ قیامت کا دن ایسا سخت اور آفت
خیز ہوگا کہ بھائی بھائی سے اور بیٹا اپنی مان سے اور شوہر اپنی زوجہ سے اور باپ
اپنی اولاد سے بھاگتا پھریگا اور ایک دوسرے کے پاس نہ ٹھیریگا مین کہتا ہون
کہ یہ وقت بڑے غضب کا ہوگا اگر استنطاق ایدی وارجل ہوگا تو حضور مومنین و
صلحا و نبیین کے وقت رسالتمآب کے سامنے ایک مجلس ماتم برپا ہوجائیگی کیونکہ جہان
اور سیئات کی گواہی ہاتھ اور پاؤن دینگے وہان ہاتھ یہ بھی ضرور کہہ اوٹھینگے
کہ خاتم النبیین کے فرزند پر ہم اوٹھائے گئے تھے اور پاؤن بیان کرینگے کہ ہمنے قتل
معصوم مین سعی کی تھی العظمۃ للّٰہ اوسوقت کا ہنگامہ اور غضب الٰہی اور طبائع حق
پسند کی برہمی سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ (ظلم کرنے والے
عنقریب جان لینگے کہ کون انمین سے تباہ و برباد ہوگا) کو بیان کریگی ادھر تو یہ عالم
اور اودھر حسب فرمودہ رسولخدا فاطمہ علیہا السلام کا آنا فَقَالَ وُدِّیْ اِنْ یَّکُوْنَ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ دِیْوَانُ فَاطِمَۃَ عَلَیْہَا السَّلَامُ مَعَ مَنْ ظَلَمَہَا فِیْ نَفْسِہَا وَاَوْلَادِہَا

ن ذٰلِکَ الْیَوْمِ اَنَّ اَصْعَبَ ھَوْلٍ یَکُوْنُ عَلٰی اَھْلِ الْمَحْشَرِ لِاَنَّ اللّٰہَ یَغْضِبُ لِغَضَبِہَا حَتّٰی یَخْشٰی عَلَی الْخَلْقِ کُلِّھِمْ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ

قیامت کے دن سب سے پہلا دفتر جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کا ہمراہ اون لوگون کے جنھون نے آپ پر اور آپکی اولاد پر دار دنیا مین ظلم کیے ہین لایا جائیگا اور اہل محشر پر نہایت درجہ خوف طاری ہوگا اسلیے کہ جناب باری سیدہ عالم کے غضب سے غضبناک ہوگا یعنے جسپر سیدہ عالم غضبناک ہونگی اوسپر جناب باری بھی غضبناک ہوگا یہانتک کہ تمام عالم پر جناب باری کا خوف چھاجائیگا اس سواری کا احتشام خود باب نے آپکے یعنے جناب رسولخدا نے بیان کیا روی الصدوق باسنادہ الی النبی صلّی اللّٰہ علیہ واٰلہ قال اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ تُقْبِلُ اِبْنَتِیْ فَاطِمَۃُ عَلٰی نَاقَۃٍ مِنْ نُوْقِ الْجَنَّۃِ مُدَبَّجَۃُ الْجَنْبَیْنِ خِطَامُھَا مِنْ لُؤْلُؤٍ رَطْبٍ قَوَائِمُھَا مِنَ الزُّمُرُّدِ الْاَخْضَرِ ذَنَبُھَا مِنَ الْمِسْکِ الْاَذْفَرِ عَیْنَاھَا یَاقُوْتَتَانِ حَمْرَاوَانِ عَلَیْھَا قُبَّۃٌ مِنْ نُوْرٍ یُرٰی ظَاھِرُھَا مِنْ بَاطِنِھَا وَبَاطِنُھَا مِنْ ظَاھِرِھَا دَاخِلُھَا عَفْوُ اللّٰہِ وَخَارِجُھَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلٰی رَاْسِھَا تَاجٌ مِنْ نُوْرٍ لِلتَّاجِ سَبْعُوْنَ رُکْنًا کُلُّ رُکْنٍ مُرَصَّعٌ بِالدُّرِّ وَالْیَاقُوْتِ یُضِیْئُ کَمَا یُضِیْئُ الْکَوْکَبُ الدُّرِّیُّ فِیْ اُفُقِ السَّمَآءِ عَنْ یَمِیْنِھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ وَعَنْ یَسَارِھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ وَجِبْرَئِیْلُ اٰخِذٌ بِخِطَامِ النَّاقَۃِ یُنَادِیْ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ غُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ حَتّٰی تَجُوْزَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ فَلَا یَبْقٰی یَوْمَئِذٍ نَبِیٌّ وَلَا رَسُوْلٌ وَلَا صِدِّیْقٌ وَلَا شَھِیْدٌ اِلَّا غَضُّوْا اَبْصَارَھُمْ حَتّٰی تَجُوْزَ فَاطِمَۃُ عَلَیْھَا السَّلَامُ فَتَسِیْرُ حَتّٰی تُحَاذِیْ عَرْشَ رَبِّھَا جَلَّ جَلَالُہٗ فَتَزُجُّ بِنَفْسِھَا عَنْ نَاقَتِھَا وَتَقُوْلُ اِلٰھِیْ وَسَیِّدِیْ اُحْکُمْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ مَنْ ظَلَمَنِیْ اَللّٰھُمَّ احْکُمْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ مَنْ قَتَلَ وَلَدِیْ الخ

صدوق علیہ الرحمہ نے باسنادہ رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری بیٹی فاطمہ زہرا ایک جنت کے ناقہ پر سوار ہوگی اور اوس ناقہ کی پیشانی آراستہ ہوگی اور مہار اوس ناقہ کی گوہر آبدار کی ہوگی ہاتھ پاؤن اوس

ناقہ کے زمرد سبز کے ہونگے اور دُم اوس ناقہ کی مہکتی ہوئی مشک کی ہوگی اور
آنکھین اوسکی یاقوت سرخ کی ہونگی اوس ناقہ پر ایک عماری نور رکھی ہوگی جسکے
نور کی تیزی اس حد پر ہوگی کہ اوسکا ظاہر باطن سے ہویدا اور باطن ظاہر سے
آشکار ہوگا اندر اوسکے عفو خدا بہری ہوگی اور باہر سے اوسکے رحمت خدا لگی
ہوگی اور میری بیٹی کے سر پر ایک نورانی تاج رکھا ہوگا اوس تاج کے ستر رکن
ہونگے اور ہر رکن مرصع ہوگا گوہر و یاقوت سے اور وہ تاج اسطرح چمکتا ہوگا جیسے
افق سما مین ستارہ درخشندہ ضو دیرہا ہو۔ ستر ہزار ملک داہنی جانب اور ستر ہزار
ملک بائین جانب اوس ناقے کے ہونگے اور جبرئیل امین مہار ناقہ ہاتھ مین لیے ہوے
اہل محشر کو بلند آواز سے پکارتے ہونگے کہ ای اہل محشر اپنی آنکھین بند کر لو تا کہ دختر
جناب محمد مصطفےٰ میدان حشر سے گذر جائین اوسوقت اہل محشر سے کوئی متنفس باقی
نہ رہیگا نبی ہو یا رسول صدیق ہو یا شہید مگر یہ کہ وہ اپنی آنکھین بند کر لیگا اوسوقت
تک کہ جناب سیدہ میدان حشر کو طے کرتی ہوئی مقابل عرش الہی پہونچین گے اوس
عالم مین سیدہ عالم اپنے کو ناقہ سے گرا دینگے اور درگاہ باری مین عرض کرینگی
کہ ای میرے معبود اور ای میرے سید و آقا میرے اور اون لوگون کے درمیان
حکم فرما جنھون نے مجھپر ظلم کیے ہین اور اے میرے خالق انصاف کر میرے اور اون
ظالمون کے درمیان جنھون نے میرے فرزند کو شہید کیا۔ وہ لوگ بھی وہان ہونگے
جنھون نے بازار کوفہ مین انکی بیٹیون کو شتران بے کجاوہ پر دیکھا تھا آج وہ ماں کے سواری کا
احتشام دیکھ کے ندا کرنے والے ہذہ سبایا من آل محمد کے منتظر عذاب الہی ہونگے
یہ تو سیدہ کی شان اور مجلس غم حشر کی ہوگی اور علی ابن ابیطالب کی ایک دوسری شان
ہوگی موافق حدیث نبوی فَاِنَّکَ غَدًا عَلَی الْحَوْضِ خَلِیْفَتِیْ وَاَنْتَ
اَوَّلُ مَنْ یَرِدُ عَلَیَّ الْحَوْضَ وَاَنْتَ تَذُوْدُ الْمُنَافِقِیْنَ عَنْ حَوْضِیْ

اے علی بیشک تم قیامت کے دن حوض کوثر پر میرے خلیفہ اور جانشین ہوگے
اور اے علی تم سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آؤ گے یا علی تمھین تو حوض
کوثر سے منافقین کو دور کروگے رسالتمآب کا وہ حوض جو کوثر کے نام سے مشہور ہے
جسپر ساغر مثل نجوم ہونگے اوسکے کنارے پر علی ابن ابیطالبؑ رسالتمآب کی طرف سے
کھڑے ہونگے اور جنت کے داخل ہونیوالونکا اکرام یہ تھا کہ خدا اپنے مہمانون کی
خاطر آپ کرتا لیکن چونکہ وہ مقدس واجل ہے اعضاء و جوارح سے اسلیے ید اللہ
ساغر دینگے اور کوئی نبی اور کوئی وصی ایسا نہین معلوم ہوتا جو بغیر وسیلۂ دست علی
ساغر کوثر سے سیراب ہو عصائے موسیٰ حسب فرمودہ رسالتمآبؐ دست مبارک
علی ابن ابیطالبؑ مین ہوگا کوثر کے کنارے ساقیٔ کوثر کی عجب شان ہوگی جیسے
ابر باراندہ کہ اہل رحمت کے لئے رحمت تھی اور اہل نقمت کے لیے برق بھی یونہین
حضرت بھی ہونگے کہ مستحقین کو سیراب کرتے ہونگے اور غیر مستحقین کو اوس حوض سے
ہٹاتے ہونگے عجب نہین کہ سامان غم نمایان ہوجائین کیونکہ علی کو غیر مستحقین کے
ہٹانے کے وقت وہ امام یاد آجائیگا جسکو دنیا مین نہر فرات کے کنارے سے ہٹا کر
پیاس کی ایذا مین تین دن مبتلا کیا سہ روز تشنگان ہنوز بعیوق میرسید آواز العطش زبیابان
کربلا۔ قَالَ الْمُفِيدُ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ وَوَرَدَ كِتَابُ ابْنِ زِيَادٍ لَعَنَهُ اللهُ فِي الْاَثَرِ اِلَى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ
لَعَنَهُ اللهُ اَنْ حُلْ بَيْنَ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهِ وَبَيْنَ الْمَاءِ اَنْ لَا يَذُوقُوا مِنْهُ قَطْرَةً كَمَا
صُنِعَ بِعُثْمَانَ لعنه فَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللهُ فِي الْوَقْتِ عَمْرَو بْنَ الْحَجَّاجِ فِي خَمْسِ
مِائَةِ فَارِسٍ فَنَزَلُوا عَلَى الشَّرِيعَةِ وَحَالُوا بَيْنَ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهِ وَبَيْنَ الْمَاءِ وَ
مَنَعُوهُمْ اَنْ يَسْقُوا مِنْهُ قَطْرَةً وَذٰلِكَ قَبْلَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ بِثَلٰثَةِ اَيَّامٍ
جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہین کہ جسوقت ابن زیاد شقی کا نامہ عمر سعد کو ہوا
جسکا مضمون یہ تھا کہ ای عمر اسطرح سے حسینؑ اور اونکے اصحاب اور پانی کے درمیان حائل

ہوجاے ایک قطرہ پانی کا حسین اور اونکے اصحاب نے نہ پی سکین جسطرح سے کہ عثمان پانی سے روکا گیا تھا نامہ دیکھتے ہی
ابن حنظلی نے عمر ابن حجاج کو معہ پانچ سو سوارون کے فرات کی گھاٹی پر معین کردیا پس وہ تمام اشقیا کنارہ فرات
و تند ہی حسین اور آپکے اصحاب اور پانی کے درمیان حائل ہوئے اور روک دیا اون اشقیانے حسین اور آپکے اصحاب کو کہ
ایک قطرہ بھی پانی کا نہ پی سکین اور یہ حسین کی شہادت کے تین دن قبل کا واقعہ ہے پانیکا بند کرنا وہ ظلم شدید تھا
کہ جسکی وجہ سے تکلیف امام حسین کو نفسی جو ہوگی اوسکا ذکر نہین لیکن دو حیثیتین حضرت کو نہایت تکلیف دہ
ہونگی ایک تو باوصف جود و ترحم اطفال کا سوال ثانیاً باوصف سردار ہونیکے اپنے اصحاب کی تکلیف کا دیکھنا
حضرت نے جو پانی کو ترک فرمایا تو پھر آب دنیا سے لوث نہین فرمایا ختم ماہ محرم وہ ہے کہ خامس آل عبا نے حیوٰۃ ہی
مین آب سے قطع تعلق فرمایا اور مرنیکے بعد بھی خود بھی آب سے بعید رہے اور اصحاب کو بھی محتاج آب نہ رکھا اسلیئے کہ شہید
کو غسل میت کی ضرورت نہین اسکا صدمہ جسقدر آئمہ معصومین کو تھا اوسکی کوئی انتہا نہین سید الساجدین
کے سامنے جب پانی آتا تھا اور آپ اوسے ملاحظہ کرتے تھے تو فرماتے تھے قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ جَائِعاً قُتِلَ ابْنُ
رَسُوْلِ اللّٰهِ عَطْشَاناً اور ان کلمات کو بار بار فرماتے تھے اور روتے تھے یہانتک کہ پانی مین حضرت کے آنسو ملجاتے
تھے اور ان اشعار سے تمثل فرماتے تھے مَنْ مُخْبِرُ الْمُلْبِسِیْنَا بِانْتِزَاحِهِمْ + ثَوْباً مِنَ الْحُزْنِ لَا یَبْلٰی وَیُبْلِیْنَا
کون شخص ہے جو ہمکو خبر دے اون لوگون کے حالات سے جنھون نے سفر غربت اختیار کرکے ہمکو حزن کا ایسا لباس پنھادیا کہ
جو خود بوسیدہ نہین ہوتا مگر ہمکو کہنہ کیے دیتا ہے اِنَّ الزَّمَانَ الَّذِیْ قَدْ کَانَ یُضْحِکُنَا + بِقُرْبِهِمْ صَارَ بِالتَّفْرِیْقِ یُبْکِیْنَا
ابھی کل کی بات ہے کہ زمانہ اون لوگون کی نزدیکی اور یکجائی سے ہمکو ہنسا رہا تھا مگر آج یہی زمانہ اون لوگونکی جدائی پر ہمکو
رولا رہا ہے حَالَتْ لِفَقْدِهِمْ اَیَّامُنَا فَغَدَتْ + سُوْداً وَکَانَتْ بِهِمْ بِیْضاً لَیَالِیْنَا ہائے افسوس
اون لوگون کے اوٹھ جانے سے ہماری زندگی کے دن بدل گئے یہانتک یہ نوبت پہونچی کہ ہمارے دن تاریک ہوگئے
حالانکہ انھین والے جب ہم مین موجود تھے تو ہماری راتین تک روشن تھین دنون کا کیا ذکر ہے اور اسی پیاسے رہنے کی فریاد
شب یازدہم بھی سنی گئی میدان مین آواز آرہی تھی وَا اِبْنَاہُ وَا مَقْتُوْلَاہُ وَا ذَبِیْحَاہُ وَا حُسَیْنَاہُ
وَا غَرِیْبَاہُ یَا بُنَیَّ قَتَلُوْکَ وَمَا عَرَفُوْکَ وَمِنْ شُرْبِ الْمَاءِ مَنَعُوْکَ ہائے ہائے اے فرزند اے ظلم و
جفا کے مقتول اے راہ خدا کے شہید اے حسین اے میرے غریب مسافر تجھکو اس جفاکار امت نے شہید کر ڈالا اور تیری قدر و
منزلت نہ پہچانی اور تجھکو پانی سے روک دیا اور مرتے دم تک ایک قطرہ نہ دیا الا لعنۃ اللہ

مجلس ہشتم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاۤءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ اور اگر پیروی اور اتباع کرتا حق اُنکی خواہشون کی تو ہر آئینہ فاسد ہوجاتے آسمان اور زمین اور وہ لوگ جو اُن مین آباد ہین بلکہ وہ ایسے ہین کہ ہم نے اُنکو مایۂ افتخار جو تھے وہ عنایت فرمائے یعنی قرآن اُنھین کے لیے اُنھین کی زبان مین نازل کیا رسول کو اُنھین مین سے مبعوث کیا پس وہ اپنے ہی مایۂ افتخار سے اعراض ورو گردانی کرتے ہین کیا اے رسول تم اُن سے امداد خرچ چاہتے ہو پس خراج اور وہ امداد جو تمھارے خدا کی ہے وہ بہتر ہے اور وہ بہترین رزق رسانندگان ہے جو نعمتین جناب باری نے اپنی غایت مرحمت وعنایت سے اپنے بندون کو پہونچائی ہین وہ سب بلا عوض و استغنائی حیثیت سے ہین اور بالکل جو محتاج تھے اُن سے کسی عوض کی کیا امید ہوسکتی ہے اور پھر اگر اُنکے پاس بفرض محال کوئی عوض فرض کیا جائے تو غنی بالذات کو کب اُسکے لینے کی احتیاج ہے بہر طور ہم لینے کے لیے پیدا ہوے ہین اور وہ دینے کے لیے شایان ہے ادھر کی احتیاج اور اُدھر کا استغنا نسبت عبدیت ومعبودیت کو کھولدیتی ہین وہ مالک ہے اور ہم مملوک ہین عبد کا خطاب جو مخلوقیت کی حیثیت سے ہم کو ملا ہے خود بتا رہا ہے کہ نان ونفقہ اور جن جن چیزون کی ہمین احتیاج ہے وہ سب آقا پر ہین ہان فریضۂ اطاعت عبد کے گلے مین ہے اُسکو سب چیزون سے کنارہ کش ہوکر اپنی خدمت پر آمادہ رہنا چاہیے پھر جو ما یحتاج ہوگا وہ آپ عنایت فرمائیگا سید سجاد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے غذائے بدنیہ کا تذکرہ آیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جسنے اُسکی ضمانت کی ہے وہ جانے ہمارے فرض کو ہم سے تعلق ہے

اُسکے فرض کو اُس سے تعلق ہی بہت سے کج عقل اس بات مین اُلجھ پڑتے ہین کہ ہم باریتعالی
پر کسی چیز کو فرض ہونے سے کیون تعبیر کرتے ہین کیا وہ ہماری طرح ہی جو اُس پر کوئی شے
واجب ہوتی ہی اور یہ کج فہمی اس مین اس لیے ہی کہ ہمارے واجب مین اور اُس پر واجب
ہونے مین اتنا فرق ہی کہ ہم اپنے وجب کے ترک پر ایک خدا اور ایک حاکم رکھتے ہین جسکو
عذاب کرنے کا محل ہی اور وہ اپنے فریضہ کے ترک پر کوئی مافوق نہین رکھتا لیکن یہ تو ہماری
لغوبیت ہی نہ کہ جب تک کہ عذاب کا خیال نہین کیا تب تک فریضہ کے بجالانے کا قصد کیا
یہ امر ہم مین کب ہی کہ جو ہماری ماہیت کا اقتضا ہی اُسے ہم خود سے پورا کرین ہان وہ نہج
جو عبدیت کی خدا کو ہم سے مطلوب ہین اُنکی تعلیم بواسطہ رسل فرمادی مگر اجتولازمہ عبدیت
اسی امر کا مقتضی تھا کہ ہم اپنے فریضہ کو پورا کرتے لیکن خواہشون کے ہاتھ مین گرفتار ہو کے
اپنے فریضہ کو بھول گئے وہان عالم ذر مین عبدیت کا اقرار کرکے آج بھولے بیٹھے ہین
کہ اُسکا لازمہ کیا ہی اور کچھ کہہ کے پلٹ جانا یہ تو کوئی بات ہی نہین کل اقرار کیا دلیلون کو
دیکھا سمجھے آج ذرا سی بات مین مرتد ہوگئے کل کسی سے وعدہ کیا تھا آج یا بھول گئے یا یاد بھی
ہی مگر پورا نہین کرتے وہان معبود کا لازمہ معبودیت ہی اگر وہ خود بھی نہ کہتا جب بھی اُس ذات
مین جو من جمیع الوجوہ کامل ہی ہم یہ نقصان نہ گوارا کرتے کہ وہ اپنے لازمہ سے جدا ہوگیا
پھر اب جب وعدہ کیا خدا نے کسی امر کا خواہ وہ ایصال رزق ہو یا عطاے جنت ہو یا کوئی
اور دوسرا وعدہ ہو تو اب اُسپر ایفا بمعنی ضرور واجب ہو کہ عقل اسکے خلاف اُس سے
محال جانتی ہی اور اسی کو اپنے نام سے متصل کرکے اور وہ بھی اسم ذات کا ذکر کرکے فرمایا
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ہرگز خدا خلف وعدہ نہین کرتا پھر کیونکر اُسکو ایک وعدہ کرکے
بدلنا جائز ہوگا اور جیسا دوسرا فرقہ تجویز کرتا ہی اگر وہ ہو تو وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَھْوَآءَھُمْ کا
مصداق ہو جائیگا اور وہی فساد محذور منہ لازم آئیگا لہذا فریضہ عقلی معبودیت کا مقتضا
نام ہو وہ اہل دنیا اور مخلوقین کی طرح کسی نعمت پر طالب عوض نہین بندہ [illegible]

نہ وہ جو بعد بین دین افعال عباد اور افعال خدا مین غور کرو عباد مین لاکھ خیر خواہان قوم
ہوان مگر کبھی ایسی چیز کی تعلیم مین جو مفید امور دنیا ہو کسی مدرسہ کا مدرس ضرور اپنی تنخواہ
چاہیگا گو اس مین خود بھی نقص تعلیم موجود ہو اور بغیر اسکے ناممکن ہوگا لیکن جناب باری نے
خلائق کی تعلیم کے لیے وہ اعلی درجہ کے معلم اپنے انتخاب سے بھیجے جنکی تائید روح القدس
بحکم جناب باری کر رہے تھے اور انکو ہرگز اپنی تعلیم پر خلق سے چشم طمع نہ تھی وہ مفیض و
جواد کے معین کیے ہوے ایسے رسل تھے جو اخلاقی دینی تمدنی دنیاوی وہ اصول جو منافی
دین نہین بتلا گئے اور کسی سے ایک حبہ کسی سے نہین چاہا بلکہ یہان تک کہ رسل تو رسل
تمام لوگون پر کسی امر دینی کی تعلیم پر اجرت لینی حرام کردی اس لیے کہ خداوند عالم نے
جب کوئی حکم اپنا بغرض اشاعت و عموم تکلیف کسی امر دینی کو نازل کردیا تو وہ بندون کو
دیچکا اگر کوئی اُسے پا گیا اور دوسرون سے اُسکی تعلیم مین کچھ طالب ہی تو اُسنے جواد کے
بخشے ہوے مال کو غصب کیا اور رد کا لہذا مستوجب عذاب ہوگا اسی لیے خزینہ داران
علم و حکمت الٰہی اُسکے دینے مین کبھی بخل نہین کرتے تھے اور اُسکی تعلیم مین کبھی کوئی عوض
نہین چاہا بلکہ بتلانے مین اور اُن گرانبہا جواہر کے دینے مین اسقدر انہماک تھا کہ رکنے
کو طبیعت ہی نہین چاہتی تھی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَخَذَ بِیَدِی الْاِمَامُ عَلِیٌّ لَیْلَۃٍ مُقْمِرَۃٍ فَخَرَجَ
بِی اِلَی الْبَقِیْعِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَقَالَ اِقْرَأْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ فَقَرَأْتُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَتَکَلَّمَ
لِی فِی اَسْرَارِ الْبَاءِ اِلٰی بُزُوْغِ الْفَجْرِ ابن عباس کہتے ہین کہ ایک مرتبہ چاندنی رات مین امیر
المومنین میرا ہاتھ پکڑے ہوے مجھکو بقیع کی طرف لے گئے ارشاد فرمایا اے عبد اللہ
(ابن عباس) اسوقت کچھ پڑھو ابن عباس کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت کے ارشاد سے
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی تلاوت کی آپ مجھ سے تمام رات باے بسم اللہ کے اسرار
بیان فرماتے رہے یہان تک کہ صبح طالع ہوگئی شبہاے وصل مین حبیب سے تکلم کرنے کے
لیے یونہی عشاق کی نیند بھی نہ آتی ہوگی جیسے حرف با کے کشف اسرار پر اور اس خزانہ عامرہ

کے لٹانے کے لیے علی بن ابی طالبؑ کی نیند اُڑ گئی یہان تک کہ تفسیر باب بسم اللہ کو فریضۂ
صبح سے ملحق کر دیا ابر رحمت باری تھے برس پڑنے سے کام تھا جس طرح وہ جہان برستا ہی
حصۂ نشیب بہ نسبت فراز زیادہ ہوتا ہی ویسا ہی منکسر مزاجان اسلام کے قلوب مین حصۂ
وافر علم جگہ پا کے رہتا تھا اور متکبرین قوم مانند فراز تھے کہ اُنپر اُنکے علوم کی بوچھار پڑتی تھی
اور ڈھل جاتی تھی اب غور فرمایئے کہ کیلۂ مقمرہ مین اپنی نیند کھو دی اور اپنے بدر علم
سے سینۂ ابن عباس کو روشن کر دیا نہ عوض کی ہوس نہ اجر کی خواہش اس سے تو ولولۂ اہل
علوم و خزینہ داران علم برائے تقسیم دولت علم واضح ہوتا ہی لیکن یہ امر کہ خداوند عالم نے
اگر خود وہ غنی بالذات تھا تو عباد تو محتاج ہین انکو کچھ لیکے تعلیم دینے کی اجازت دی ہوتی
تو وہ اس مصلحت سے کہ حق کو اُسے عام رکھنا مطلوب ہی اور اس دولت مین تسویہ فقراو
اغنیا کرنا منظور رہی اور بہت سی چیزین اگرچہ وہ گرانبہا ہون اغنیا کو بھی اُنکا بعوض لینا کھلتا
ہی چہ جائیکہ فقرا اور خدا اُنکو یہ دولت ابدی و مایۂ سرمدی ہر ایک کو عنایت فرماتا ہی لہذا یہ جود
جب ہی کامل ہوگا اور یہ حجت جب ہی تمام ہوگی جب بلا عوض دی جائے اسی لیے اُنکی کراہت
حق کا ذکر فرما کے اور اُنکے اعراض عن ذکرہم کو ارشاد فرما کے اپنے رسول سے خطاب کرتا
ہی جس مین پھر لوگون کو زجر فرماتا ہی پوچھتا ہی کہ کیا اے رسول تم اُن سے کچھ اسکا عوض مانگتے
ہو جو اُسکے لینے مین وہ عذر کرتے ہین یعنی بہر طور نفع تام تم اُنکو پہونچانا چاہتے ہو اور پھر
بلا عوض پھر اُنکو کونسا امر داعی ہی کہ وہ اُسکے لینے مین اور اُس سے مستفید ہونے سے
انکار کرتے ہین قَالَ فِي الصَّافِي اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا اَجْرًا عَلٰى اَدَاءِ الرِّسَالَةِ قَالَ
لِلرَّازِي فِي كَبِيْرِهٖ ثُمَّ بَيَّنَ سُبْحَانَهٗ اَنَّهٗ لَا يَطْمَعُ فِيْهِمْ حَتّٰى يَكُوْنَ ذٰلِكَ سَبَبًا لِلنَّفْرَةِ
فَقَالَ اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا قَالَ اَبُوْ عَمْرِو بْنُ الْعَلَاءِ اَلْخَرْجُ مَا تَبَرَّعْتَ بِهٖ وَالْخَرَاجُ مَا
لَزِمَكَ اَدَاؤُهٗ صاحب تفسیر صافی اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا کے متعلق بیان فرماتے ہین کہ مراد
خرجًا سے اجر ہی لہذا اس بنا پر اس کلام کے معنی یہ ہونگے کہ کیون رسول کیا تم اُن

لوگون سے اداے رسالت پر اجر چاہتے ہو۔ اور علامہ فخر رازی تفسیر کبیر مین تحریر کرتے ہین کہ جناب باری عز اسمہ اس بات کو ظاہر فرماتا ہی کہ رسول اُن لوگون سے کسی چیز کی طمع نہین کرتا تاکہ یہ طمع سبب نفرت ہو بلکہ بغیر کسی خواہش کے اپنے خدا کی رسالت ادا کررہا ہی چنانچہ اسی مطلب کے ظاہر کرنے کو اَم تَسْئَلُھُم خَرجًا ارشاد فرمایا ابو عمرو بن علاء لفظ خرج وخراج کے متعلق بیان کرتا ہی کہ خرج وہ ہی جسکا ادا کرنا تجھ پر لازم نہ ہو بلکہ جسکو تو تبرعًا ادا کرے اور خراج وہ مال ہی جسکا ادا کرنا تجھپر لازم وضروری ہو۔ وہ کوئی تبرعی شی جسکو وہ اپنی طرف سے دیتے جناب رسالت مآب اُسے نہین چاہتے اور ایسے ہادیان طریقت مین جو بندے خدا کے تھے یہ عیب احتیاج الی الخلق تھا ہی نہین چونکہ اپنے تئین ایک حی کا بندہ سمجھتے تھے لہذا وہ رابطۂ احتیاج اُنکا اُسی کی طرف منتہی ہوتا تھا پس جس طرح خداوند عالم اپنے بندون پر افاضہ فرمانے سے اُن سے کچھ نہین چاہتا یون ہی اُم سکے رسل افاضات مین اُن سے کچھ نہین چاہتے تھے یہ اُنکی حقیت پر منجملہ ادلۂ قاہرہ کے ایک دلیل واضح تھی لہذا رسل وائمہ سے بہتر سلاطین اور احتشام وشوکت مین بہرداہ اس سے زائد نقصان دینے کو نہین مل سکتے ان سلاطین کے اموال تجارت سے بڑھے اور بڑھتے بڑھتے دنیا کے رطب ویابس زیر نگین آگئے کوئی اور متمول اُنکا مقابلہ ہی نہین کرسکتا عرب کے تاجر جو رسالت مآب کے پہلے شام اور مکہ اور مدینہ کے درمیان مین تجارت مین آمد ورفت ڈالے ہوے تھے مدتون اُنکا معاملہ ممالک مختلفہ کے تاجرون سے رہا یہانتک کہ نصف سے زائد زائد عمر گذر گئی کوئی اُن مین بردہ فروش تھا کوئی صیرفی تھا کوئی بزاز تھا مراسح تجارت ہوے مگر کہانتک ربح ہوتا پھر بھی رعیت کے رعیت رہے یہانتک کہ دولت اسلام ملی مگر دولت بہیہ کی نظر سے نہین دیکھی گئی کیونکہ وہ کوئی ثروت ظاہری نہ تھی کہ جسکی قدر اُنکو معلوم ہوتی اور نہ ابتدا سے اسکے عادی تھے کہ قدر زیادہ جانتے پھر بھی اُنکی روح دو طرف تعلق رکھتی تھی خدا کی طرف اور نیز معاملہ دارون کی طرف دھرتنا حست

پورے طور سے دہتی معاملہ کرتے تھے مگر وثوق جو برسون کا نہ تھا تو تجارت اسلام رائج
ہوئی مگر درہم عمل مین غش قلبی کی جہت سے بٹہ لگتا رہا تا دم مرگ سلطنت تک اُن
نفعون سے نہ پہونچایا اور رسالتمآب جب سے ہوش آیا اور علی بن ابی طالب جب سے
تربیت پیغمبر مین گئے معاملہ پہلا جو کیا تو خدا کے ساتھ جیسا جیسا سن بڑہتا گیا اور معاملہ قدیم
ہوتا گیا ویسا ویسا تعارف معاملہ دار سے زائد ہوتا گیا یہان تک کہ رسالتمآب کا وثوق
تو کہان بیان ہو سکتا ہی علی بن ابی طالبؑ کا وثوق اتنا بڑہا کہ عمل کا سودا چھوڑ کر جان
بیچنے کی نوبت آگئی اور پہر مول کیا اُسکی رضا جیسا کہ خدا نے گواہی دی اور مِنَ النَّاسِ
مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (انسانون مین سے بعض ایسے بھی ہین جو اپنی
جان راہ خدا مین بیچکر خدا کی خوشنودیان خرید لیتے ہین) آیت نازل فرمائی شروع
جوانی مین یہ وثوق ہوا اور بڑہتا گیا یہانتک کہ اس ابتدا کے دیکھتے ہوئے انتہا کی
خبر اور تحدید ہم نہین کر سکتے آخر کو اتنا نفع ہوا اور اس قدر یہ تجارت بار لائی کہ جتنے دنون
اور جتنے برسون مین رسالتمآب اُس نفع عظیم تک یعنی تخت رسالت پر بٹھا دیے گئے
اُتنے ہی دنون مین قریب قریب علی مرتضیٰؑ تخت امامت کے مالک ہو گئے اور وہ ربح
ایسا ذلیل نہ تھا کہ کسی بنک مین جگہ دیا جاتا تا کہ اگر وہ ٹاٹ اُلٹ دے تو فیصلہ ہی ہو جائے
بلکہ وہ امانت خدا کے پاس رکھوائی گئی وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ
هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا یہ تو اُنکے قبل رسالت اور اُنکے قبل امامت کے ربح کا ثمر تھا جسنے
دنیا مین سلاطین کر دیا تھا اور جو اُنکے عمل کی بعد رسالت اور اُنکے عمل کی بعد امامت جزا ہی
وہ دنیاے فانی مین نہین دیجا سکتی وہ مملکت باقی کی تاجداری ہی جسکو حدیث وسیلہ مین
فرمایا ہی کہ پہلے زینہ پر مین اور دوسرے پر علی بن ابی طالب ہونگے چونکہ یہ سلطنت دنیاوی
نہ تھی اور اسکا ثمر اخروی تھا تو ان سلاطین کو بیت المال اور لوازم ملوک کی ضرورت
نہ تھی اسلیے ان سلاطین کی پوشاک غیر سلاطین دنیا تھی اور اُنکی خوراک غیر خوراک

سلاطین دنیا تھی اور اُنکے افعال غیر افعال سلاطین دنیا تھے اسی لیے وہ پیٹ پر پتھر باندھے
ہوے نظر آتے تھے یہ کنوئین سے پانی کھینچتے ہوے نظر آتے تھے اب دیکھنا چاہیے
اس امر کو کہ وہ سلطنت کیا تھی جسکا دعوی ہم نے کیا ہی وہ سلطنت وہ تھی جسکا خزانہ خود
اُنکے پاس تھا اور وہ خزانہ علم و حکمت تھا جسپر تمام سیاست مدن کا دارو مدار تھا ایک ایک
خط وہ جو علی بن ابی طالب نے اپنے عاملون کو لکھا ہی سلطنت کرنے والے اگر لاکھ غور
کرین بلکہ جمہوری اور تمام آرا کے مجموعہ کا نتیجہ کیون نہ ہو لیکن وہ کلیات جو نظام ملک کے
آئین ہو جائین ناممکن ہی کہ جو اس انداز پر اُن خطوط کے جواب ہو سکین دیکھنے والے اور قوانین
ملکی سے واقف آج بھی اُن خطوط کو دیکھ کر بحلف بیان کر سکتے ہین کہ واقعی کوئی سلطنت
اس سے بہتر قواعد پر مبنی نہین ہی پس معلوم ہوا کہ جناب علیؑ بن ابی طالب ہی قابل سلطنت و
خلافت تھے کیونکہ جس مین ملک کے حسب حکم سنبھالنے کی صلاحیت و لیاقت تھی اُسکا انحصار
آپ ہی کی ذات بابرکات مین تھا پس سلطنت وہ جو فرع علم ہی اور جو اس واسطے سے خدا
تک پہونچا سکتا ہی اپنی رعایا کو وہ علیؑ بن ابی طالب تھے غیر عالم اپنا فرض تو ادا نہین کر سکتا
چہ جائیکہ دوسرون کو اپنے فرائض پر مطلع کرے اِنَّ اللّٰهَ عَلَّمَ سَبْعَةً نَفَرٍ سَبْعَةَ اَشْیَاءَ (۱) عَلَّمَ آدَمَ
الْاَسْمَاءَ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا (۲) عَلَّمَ الْخِضْرَ الْفِرَاسَةَ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا
(۳) وَعَلَّمَ يُوسُفَ عِلْمَ التَّعْبِيرِ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْاَحَادِيثِ
(۴) عَلَّمَ دَاوُدَ صَنْعَةَ الدُّرُوعِ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ (۵) عَلَّمَ سُلَيْمَانَ مَنْطِقَ
الطَّيْرِ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ (۶) عَلَّمَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِلْمَ التَّوْرٰىةِ
وَالْاِنْجِيلِ (۷) عَلَّمَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الشَّرْعَ وَالتَّوْحِيدَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ جناب باری عز اسمہ نے سات بزرگوارون کو سات چیزین تعلیم فرمائین جناب آدمؑ کو
تعلیم اسما کی چنانچہ ارشاد ہوتا ہی وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا جناب خضرؑ کو فراست کی تعلیم
کی جیسا کہ فرماتا ہی وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا حضرت یوسفؑ کو علم تعبیر مرحمت فرمایا چنانچہ

جناب یوسف کی زبانی یون ارشاد ہوا کہ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ جناب داؤد کو زرہین بنانا سکھائین جیساکہ ارشاد ہوتا ہی وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ جناب سلیمانؑ کو جانورون کی زبانون کا علم عطا فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ جناب عیسی کو علم توراۃ وانجیل عطا ہوا اور جناب محمد مصطفے کو شریعت و توحید کا علم مرحمت ہوا چنانچہ آیت بتلا رہی ہی وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ بلکہ یہ تعلم سے تعلیم تک سلسلہ پہونچا وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ رسول نے امت کو کتاب خدا اور حکمت کی تعلیم کی وہ تمام میراث علم علی ابن ابی طالبؑ تک بالاجماع پہونچی لہذا رسالتمآبؐ کی نبوت جو اس بات کی سبب ہی تو منتہی او سکا تعلیم علم کی طرف ہی پھر کوئی وجہ نہین کہ امیر المومنینؑ سردار خلق نہ قرار دیے جائین کیونکہ دلیل مشترک ہی رازی فی تفسیرہ الکبیر قال علیہ السلام العلماء مفاتیح الجنۃ وخلفاء الانبیاء علما جنت کی کنجیان اور انبیاء کے خلیفہ و جانشین ہین - سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ مَا الْعِلْمُ فَقَالَ دَلِیْلُ الْعَمَلِ قِیْلَ فَمَا الْعَقْلُ قَالَ قَائِدُ الْخَیْرِ قِیْلَ فَمَا الْهَوٰی قَالَ مَرْكَبُ الْمَعَاصِیْ قِیْلَ فَمَا الْمَالُ قَالَ رِدَاءُ الْمُتَكَبِّرِیْنَ قِیْلَ فَمَا الدُّنْیَا قَالَ سُوْقُ الْاٰخِرَةِ کسی نے رسول اللہ سے سوال کیا کہ کیون حضرت علم کیا چیز ہی ارشاد فرمایا جو نیک عمل کی ہدایت و رہنمائی کری اوسنے عرض کیا اچھا ارشاد ہو کہ عقل کیا چیز ہی فرمایا جو نیکی کو حاصل کرے عرض کیا ہوی کی تعریف کیا ہی فرمایا گناہون کا مرکب راوی نے عرض کیا کہ مال کیا چیز ہی فرمایا متکبرین کی چادر پوچھا دنیا کیا شئی ہے فرمایا کہ آخرت کا بازار لہذا جناب سید الشہدا روحی و ارواح العالمین لہ الفدا نے اسی مرتبہ عظیمہ سلطنتہ اخرویہ پر پہونچکر وہ معاملہ کیا کہ تاج سلطنت عامہ کو محفوظ رکھا اور غنیم کو شکست دی کیونکہ ایک صورت مین نفس باقی رہتا اور مخالفت علم ہوتی اور دوسری صورت مین وہ تاج گرانمایۂ علم جو سر پر رکھے ہوے تھے محفوظ رہتا اور جان جاتی جس ملک کے سلطان تھے اوسکی خوب حفاظت فرمائی اور غنیم

شکست کھا گیا اگرچہ حضرت کی جان باقی نہ رہی اور آپ کے انتقال فرمانے کے بعد وہی
تاج سر مبارک سید الساجدین کے لیے چھوڑا وہ فرزند دلبند آپ کا اگرچہ فوج اشقیا مین
اسیر تھا مگر تاجدار علم و عالم تھا دراصل سلطنت اُنکی وہی تھی جسپر خدا نے اُنکو منصوب
کیا تھا وہ بہرطور منصوب ہی رہے اور ملاعین اگرچہ تخت پر بیٹھے بھی مگر معزول رہے
والا باعتبار دنیا و اموال دنیا تو کوئی سامان ظاہری نہ تھا کچھ لوگ ساتھ تھے وہ بہ طمع
ساتھ نہین تھے بلکہ طالب دین اور رسالت مآبؐ کے امانت دار تھے اُنکے اقسام تھے
مگر وہ ایک جماعت تھی جسکا امام ایسا تھا کہ اُسکے ماموم دنیا کے تمام مفروضہ ماموں سے
بہتر تھے تالیان کتاب حافظان کتاب مجاہدین دین عابدان شب زاہدان دنیا فقہا و
علما کا مجمع تھا ایسے لوگ دنیا مین کم ہوتے ہی ہین لہذا بہتر ہی تھے اُن مین ایسے لوگ تھے
کہ جگر گوشۂ رسول و سلطان ملک دین جنکو خود فقیہ سے تعبیر کرتا تھا جیسا کہ سرنامۂ کتاب
حبیب بروایتے الی الرجل الفقیہ حبیب بن مظاہر تھا پھر دنیا خود ہی خیال کر سکتی
ہی کہ جن لوگون کو نہ امید غنیمت ہو نہ امید زیست ہو نہ طمع مال ہو پھر بھی باوصف محبت
اہل و عیال پروانۂ جمال حسینؑ ہون تو کیون یہی نہ کہ جانتے تھے کہ اُنکی حفاظت کرنا ایسا
ہی جیسے قرآن کی حفاظت کرنا ہی اور یہ بھی رسالت مآبؐ پر ظاہر کرنا تھا کہ آپ ہم مین اپنی
امانت چھوڑ آئے تھے تو ہم نے اپنے سامنے تک ضائع نہین ہونے دیا اُس وقت بھی
جناب سید الشہدا اپنے منصب علیہ کے امور کو ظاہر کرنے سے رُکے نہین اور ایسے وقت
مین بھی دشمنون کو نصیحت سے فائدہ دینے کا قصد رکھتے تھے یہ ہرگز مقصود نہ تھا کہ مین
بچ جاؤن اور نہ آپ اس مجمع سے ڈرنے والے تھے کیونکہ صفین کا معرکہ ارباب علم پر مخفی
نہین کہ اُس زمانہ مین سن مبارک نہایت کم تھا مگر کس بیشہ کے شیر تھے اُس ہنگامۂ عظیم
دار و گیر مین بڑھ بڑھ کے لڑنے کے لیے جانا امام حسین علیہ السلام کا سب کو معلوم ہے
یہان تک کہ باپ کو شفقت پدری آئی اور آپ اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے

اَمْلِکُوْا عَنِّیْ ھٰذَیْنِ الْغُلَامَیْنِ فَاِنِّیْ اَنْفَسُ بِھِمَا لِئَلَّا یَنْقَطِعَ نَسْلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ روک لو
ان دونون بچون کو مین انکو عزیز رکھتا ہون اس لیے تاکہ نسل رسول اللہ کی منقطع نہو جائے
کل تو وہ وقت شجاعت تھا اور وہ ولولۂ جنگ تھا کہ امیر المومنین اپنے اصحاب کو روکنے
کا حکم دیتے تھے کیا معاذ اللہ اسوقت خوف طاری تھا لاحول ولا قوۃ بلکہ آپ اُسی طرح تھے
جسطرح امیر المومنین نے اپنے عہد مبارک مین والی شام کو نامہ لکھا تھا اور اُس مین آپ نے
اُسکے قول کی نقل فرما کے جواب دیا تھا وَذَکَرْتَ اَنَّہٗ لَیْسَ لِیْ وَلَا لِاَصْحَابِیْ عِنْدَکَ اِلَّا
السَّیْفُ فَلَقَدْ اَضْحَکْتَ بَعْدَ اسْتِعْبَارٍ مَتٰی اُلْفِیَتْ بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنِ الْاَعْدَاءِ
نَاکِلِیْنَ وَبِالسُّیُوْفِ مُخَوَّفِیْنَ فَالْبَثْ قَلِیْلًا یُدْرِکُ الْھَیْجَا حَمَلٌ فَسَیَطْلُبُکَ مَنْ
یَطْلُبُ وَیَقْرُبُ مِنْکَ مَا تَسْتَبْعِدُ وَاَنَا مُرْقِلٌ نَحْوَکَ فِیْ جَحْفَلٍ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ
وَالتَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِاِحْسَانٍ شَدِیْدٍ زِحَامُھُمْ سَاطِعٍ قَتَامُھُمْ مُتَسَرْبِلِیْنَ سَرَابِیْلَ
الْمَوْتِ اَحَبُّ اللِّقَاءِ اِلَیْھِمْ لِقَاءُ رَبِّھِمْ وَقَدْ صَحِبَتْھُمْ ذُرِّیَّۃٌ بَدْرِیَّۃٌ وَسُیُوْفٌ ھَاشِمِیَّۃٌ
قَدْ عَرَفْتَ مَوَاقِعَ نِصَالِھَا فِیْ اَخِیْکَ وَخَالِکَ وَجَدِّکَ وَاَھْلِکَ وَمَا ھِیَ مِنَ الظَّالِمِیْنَ
بِبَعِیْدٍ تونے اپنے خط مین یہ بھی لکھا ہی کہ تیرے پاس میرے اور میرے اصحاب کے لیے
سوا تلوار کے اور کچھ نہین ہی اس تیرے فقرہ نے اُن روتے ہوے لوگون کو بھی ہنسا دیا
جو تیری سخت کلامی سے رو رہے تھے۔ اور یہ تو بتا کہ اولاد عبد المطلب نے کب
دشمنون سے منھ پھیرا ہی اور کس معرکہ مین وہ تلوارون سے ڈرے ہین (اچھا معاویہ) ذرا
ٹھہر جا میدان جنگ مین حمل (نام شجاع) آیا چاہتا ہی جسکا تو طالب ہی قریب ہی کہ وہ خود
تیری طلب مین تجھ تک پہونچ جائے اور تجھ کو میدان جنگ مین طلب کرے تیری موت
جسکو تو اپنے سے دور سمجھتا ہی بہت قریب آ گئی ہی۔ اور مین مہاجرین و انصار کی ایک
ایسی سپاہ عظیم لیکر بہت جلد تیری فکر مین آتا ہون جسکا انبوہ نہایت کثیر ہی اور اُن کے
گھوڑون کی ٹاپون سے غبار آسمان تک جا رہا ہی جو موت اور جنگ کے لباس پہنے

ہوے ہین جنکو خدا سے ملاقات کرنا سب سے زیادہ محبوب ہی سنکے ہمراہ بدر کے آزمودہ کار جوان اور وہ ہاشمی تلوارین ہین جنھون نے تیرے بھائی حنظلہ اور تیرے مامون ولید اور تیرے دادا عتبہ اور تیرے دیگر اعزا کو زخمی کیا ہی اور تو خوب جانتا ہی ان مقامات کو جہان جہان ان تلوارون نے گھاؤ ڈال دیے ہین اور اب بھی وہ تلوارین ظالمون سے دور نہین ہین امام حسینؑ اپنے باپ کے بیٹے تھے یا کوئی اور حضرت تو جمعل تحب مین تھے مگر امام حسینؑ بہتر نفر مین تھے ہان اَحَبُّ اللِّقَاءِ اِلَيْهِمْ لِقَاءُ رَبِّهِمْ ضرور بدرجۂ اولی ان پر صادق آتا ہی اور سیوف ہاشمیہ بھی وہی تھین کہ جنھون نے پیاس مین بھی دشمنونکو بتلا دیا کہ ہم کن ہاتھون مین ہین حضرت کا کیا ذکر آپ کے بچون کی شجاعتین صفحۂ ہستی پر یادگار ہین جیسا کہ اُسوقت جب ناصران امام روز عاشور تمام ہو چکے اور نسل عقیل و جعفر ختم ہو گئی بھائی کا بیٹا یعنی کشتۂ سم کا فرزند مبارزت اعدا و نصرت عم کے لیے نکلا قَالَ اَبُو الْفَرَجِ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَغَيْرُهُمَا ثُمَّ خَرَجَ مِنْ بَعْدِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَفِيْ اَكْثَرِ الرِّوَايَاتِ اَنَّهُ الْقَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ وَهُوَ غُلَامٌ صَغِيْرٌ لَمْ يَبْلُغِ الْحُلُمَ فَلَمَّا نَظَرَ الْحُسَيْنُ اِلَيْهِ قَدْ بَرَزَ اعْتَنَقَهٗ وَجَعَلَا يَبْكِيَانِ حَتّٰى غُشِيَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ اسْتَاْذَنَ الْحُسَيْنَ فِي الْمُبَارَزَةِ ابو الفرج اور محمد بن ابی طالب وغیرہ ناقل ہین کہ بعد اسکے عبد اللہ بن حسنؑ اور بروایتے قاسم بن الحسنؑ برآمد ہوے سن اُس صاحبزادے کا نہایت کم تھا یہان تک کہ ابھی حد بلوغ تک بھی نہ پہونچا تھا جب امام حسینؑ نے اُس صاحبزادے کو دیکھا کہ وہ آمادۂ جنگ ہو کر نکلا ہی تو حضرت نے اپنے گلے سے لگا لیا اور دونون اسقدر روے کہ غشی طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا تو عرض کی کہ چچا چاہتا ہون کہ مجھے بھی اذن جنگ عنایت ہو حضرت لپٹ کر اتنا روے کہ تو باپ اور چچا مین فرق ہی کیا ہوتا ہی آپ بابا سے لینے کا قصد رکھتے ہونگے اور یہان بھائی کی نشانی ہاتھ سے جاتی ہی فَاَبَى الْحُسَيْنُ اَنْ يَّاْذَنَ لَهٗ فَلَمْ يَزَلِ الْغُلَامُ يُقَبِّلُ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ (یہ شجاعت نہین تو کیا ہی) حَتّٰى اَذِنَ لَهٗ فَخَرَجَ

دَ دُمُوْعُہٗ تَسِیْلُ عَلٰی خَدَّیْہِ حضرت نے اذن دینے سے انکار کیا اس صاحبزادے نے
اسقدر اپنے چچا کی منتین کین اور ہاتھ پاؤن چومے کہ حضرت اذن دینے پر مجبور ہو گئے
اسوقت وہ نونہال چمن رسالت سامنے سفوف اعدا کے آکر نہایت ولولہ اور شجاعت کے
ساتھ اشعار رجز پڑھنے لگا ۔ اِنْ تُنْکِرُوْنِیْ فَاَنَا ابْنُ الْحَسَنِ + سِبْطِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی
الْمُؤْتَمَنِ + ھٰذَا الْحُسَیْنُ کَالْاَسِیْرِ الْمُرْتَھَنِ + بَیْنَ اُنَاسٍ لَاسُقُوْا صَوْبَ الْمُزُنِ +
اگر میرے حسب و نسب کو نہین جانتے ہو تو آگاہ ہو کہ مین حسنؑ کا فرزند ہون جو محمد مصطفیٰ
کے نواسے ہین یہ حسینؑ ہین جو اس فوج مین گویا کہ اسیر اور رہین ہو گئے ہین خدا اس قوم
کو برستے ہوئے سفید ابر سے سیراب نہ کرے وَکَانَ وَجْھُہٗ کَفِلْقَۃِ الْقَمَرِ فَقَاتَلَ قِتَالًا
شَدِیْدًا حَتّٰی قَتَلَ عَلٰی صِغَرِہٖ خَمْسَۃً وَّثَلٰثِیْنَ رَجُلًا قَالَ حُمَیْدٌ کُنْتُ فِیْ عَسْکَرِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ
لَعَنَہُ اللّٰہُ فَکُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰی ھٰذَا الْغُلَامِ عَلَیْہِ قَمِیْصٌ وَّاِزَارٌ وَّنَعْلَانِ قَدِ انْقَطَعَ شِسْعُ
اَحَدِھِمَا مَا اَنْسٰی اَنَّہٗ کَانَ الْیُسْرٰی فَقَالَ عُمَرُ بْنُ سَعْدِ الْاَزْدِیُّ لَاَشُدَّنَّ عَلَیْہِ فَقُلْتُ
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَمَا تُرِیْدُ بِذٰلِکَ وَاللّٰہِ لَوْ ضَرَبَنِیْ مَا بَسَطْتُ اِلَیْہِ یَدِیْ یَکْفِیْکَ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ
تَرَاھُمْ قَدِ احْتَوَشُوْہُ قَالَ وَاللّٰہِ لَاَفْعَلَنَّ فَشَدَّ عَلَیْہِ فَمَا وَلّٰی حَتّٰی ضَرَبَ رَاْسَہٗ
بِالسَّیْفِ وَوَقَعَ الْغُلَامُ لِوَجْھِہٖ وَنَادٰی یَا عَمَّاہُ قَالَ فَجَاءَ الْحُسَیْنُ کَالصَّقْرِ الْمُنْقَضِّ
فَتَخَلَّلَ الصُّفُوْفَ وَشَدَّ شِدَّۃَ اللَّیْثِ الْحَرِبِ فَضَرَبَ عُمَرَ قَاتِلَہٗ بِالسَّیْفِ فَاتَّقَاہُ بِیَدِہٖ
فَاَطَنَّھَا مِنَ الْمِرْفَقِ فَصَاحَ ثُمَّ تَنَحّٰی عَنْہُ وَحَمَلَتْ خَیْلُ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ یَسْتَنْقِذُوْا عُمَرَ
مِنَ الْحُسَیْنِ فَاسْتَقْبَلَتْہُ بِصُدُوْرِھَا وَجَرَحَتْہُ بِحَوَافِرِھَا وَوَطِئَتْہُ حَتّٰی مَاتَ الْغُلَامُ
فَانْجَلَتِ الْغَبَرَۃُ فَاِذَا بِالْحُسَیْنِ قَائِمٌ عَلٰی رَاْسِ الْغُلَامِ وَھُوَ یَفْحَصُ بِرِجْلَیْہِ فَقَالَ
الْحُسَیْنُ یَعِزُّ وَاللّٰہِ عَلٰی عَمِّکَ اَنْ تَدْعُوَہٗ فَلَا یُجِیْبُکَ اَوْ یُجِیْبُکَ فَلَا یُعِیْنُکَ اَوْ
یُعِیْنُکَ فَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ بُعْدًا لِقَوْمٍ قَتَلُوْکَ اس جنگ کی حالت مین قاسم بن حسنؑ کا
چہرہ چاند کے ٹکڑے کی طرح روشن و درخشان تھا اس صاحبزادے نے باوجود اپنی کمسنی کے

ایسی دلاوری سے مقاتلہ کیا کہ ابن سعد کے لشکر کے دانت کھٹے کردیے اور (۳۵)
اشقیا کو جو کوفہ اور شام کے کارآزمودہ جوان تھے واصل جہنم کیا۔ حمید بن مسلم کہتا ہی
کہ مین اُس موقع پر ابن سعد کے لشکر مین موجود تھا اور مین اُس صاحبزادے کو دیکھ
رہا تھا کہ قمیص اور ازار اور نعلین عربی پہنے ہوے جنگ مین مصروف تھا اور مجھ کو خوب
یاد ہے کہ بائین پائون کی نعل کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا اُسوقت عمر بن سعد ازدی نے کہا
کہ ضرور مین اس نوجوان کو شہید کرونگا حمید کہتا ہی کہ مین نے عمر سے کہا کہ سبحان اللہ
ارے تو اس فرزند کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہی خدا کی قسم اگر یہ صاحبزادہ مجھ پر اپنی تلوار
لگائے تب بھی مین اس صاحبزادے پر کبھی ہاتھ نہ اُٹھاؤن دیکھ تو سہی کہ کس طرح اس
لشکر نے اس فرزند کو گھیر لیا ہی مگر اُس شقی نے نہ مانا کہا ضرور مین شہید کرونگا آخر کار
یہی ہوا کہ وہ صاحبزادہ پلٹنے نہ پایا تھا کہ اُس نابکار نے اُس صاحبزادے کے سر
مبارک پر ایسی ضربت لگائی کہ وہ صاحبزادہ منھ کے بھل زمین پر گر پڑا اور اپنے چچا
امام حسینؑ کو آواز دی کہ ای چچا میری خبر لیجیے امام حسینؑ اپنے بھتیجے کی آواز سنتے ہی
مانند شہباز کے صفوف لشکر شگافتہ کرتے ہوے میدان جنگ مین پہونچے اور مانند
شیر حملہ آور ہوے اور آپ نے ایک تلوار قاتل قاسم پر لگائی اُس شقی نے اُس وار کو
اپنے ہاتھ پر روکا اور اپنے لشکر کو آواز دی اور امام حسینؑ کے قریب سے بھاگا اہل کوفہ
کے سوارون نے حملہ کیا اور اُس شقی کو امام حسینؑ سے بچا لے گئے اس ہلچل مین گھوڑے
لاش جناب قاسم تک پہونچ گئے اور اُس صاحبزادے کے جسم نازنین کو پامال کرڈالا
یہان تک کہ اس صدمہ سے طائر روح آشیانہ قدس کی طرف پرواز کر گیا جب دامن گرد کا
بیٹھا تو امام حسینؑ نے اپنے کو لاش قاسم پر پایا اس حالت مین کہ وہ شاہزادہ خاک پر
ایڑیان رگڑ رہا تھا امام حسینؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم تیرے چچا پر بہت دشوار ہی کہ تو
اپنے چچا کو پکارے اور وہ جواب نہ دے سکے اور اگر جواب دے بھی تو مدد نہ کرسکے اور

اگر مدد کرے بھی تو تجھ کو کوئی فائدہ نہ پہونچا سکے خدا ہلاک کرے اُس قوم کو جس نے تجھ کو قتل کیا اور تجھ کو مجھ سے چھڑا دیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰالِمِيْن۔

مجلس نہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاۗءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ اَمْ تَسْـَٔــلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اگر پیروی کرتا حق اُنکی خواہشون کی تو ہر آئینہ فاسد ہو جاتے آسمان اور زمین اور وہ لوگ کہ جو اُنکے طبقون مین موجود ہین بلکہ ہم نے اُنکو اُنکا ذکر عنایت کیا پس وہ اپنے ذکر سے اعراض کرنے والے ہین کیا اے رسول تم اُن سے سوال کرتے ہو کسی خرچ اور مدد کا پس خراج تمھارے پروردگار کا بہتر ہی اور وہ بہترین رزق رسانندگان ہی کل بیان کر چکا ہون کہ کوئی رسول کسی امر ہدایت کے لیے کوئی وظیفہ چاہتا ہی نہ تھا تاکہ اس لیے اُس سے اعراض کیا جاتا کہ یہ مانگتے ہین اور نہ غیر امر ہدایت کے لیے کچھ چاہتا تھا اس لیے کہ غیر امر ہدایت اُنکے پاس کوئی امر ہی نہ تھا بعد اُسکے بیان فرماتا ہی کہ مانگنا تو غرض مندون کا کام ہی ہم نے اپنے رسولونکو کیا نہین دیا جو وہ کسی دوسرے کے محتاج ہون اسی مضمون کو فخراج ربك خير مین بیان فرماتا ہی کہ جو کچھ تمھین تمھارے پالنے والے نے دیا ہی وہ بہترین خراج ہی آیت کے نکتون پر ایک غور کی نظر سے دیکھنا چاہیے ام تسئلهم خرجا مین خرج کی لفظ فرمائی ہی اور خراج ربك خير مین لفظ خراج فرمائی ہی اور یہ امر عرب کی زبان کا حصہ ہی کہ زیادتی لفظ زیادتی معنی کی جہت سے ہوتی ہی اگر کوئی لفظ متقارب مادہ مین ہو اور ایک مین دوسرے سے کوئی حرف زیادہ ہو تو زیادتی اُس لفظ کی مظہر زیادتی معنی ہی جیسے رحمان و رحیم مین الف رحمان زیادتی رحمت کی تحقیق کرتا ہی یوہین

لفظ خرج و خراج دونون کا مادہ ایک ہی ہی مگر الف خراج بتلارہا ہی کہ خرج سے خراج مین زیادتی ہی اسی لیے کہ وہ کم وقعت تھے اور اُنکے پاس رسول کے دینے کے لیے کوئی شئ جلیل نہ تھی لہذا فرمایا کہ کیا تم اُن سے تھوڑی سی شئ کے طالب ہو جو کچھ تمھین تمھارے خدائے شئ عظیم عنایت فرمائی ہی وہ بہتر اور بہت کچھ ہی قال الرَّازِیُ وَالْوَجْهُ اَنَّ الْخَرْجَ اَخَصُّ مِنَ الْخَرَاجِ کَقَوْلِكَ خَرَاجُ الْقَرْیَةِ وَخَرْجُ الْکُوْرَةِ وَزِیَادَةُ اللَّفْظِ لِزِیَادَةِ الْمَعْنٰی وَلِذٰلِكَ حَسُنَتْ قِرَاۃُ مَنْ قَرَأَ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ الخ یَعْنِیْ اَمْ تَسْئَلُهُمْ عَلٰی هِدَایَتِهِمْ قَلِیْلًا مِنْ عَطَاءِ الْخَلْقِ فَالْکَثِیْرُ مِنْ عَطَاءِ الْخَالِقِ خَیْرٌ فَنَبَّهَ سُبْحَانَهٗ بِذٰلِكَ عَلٰی اَنَّ هٰذِهِ التُّهْمَةَ بَعِیْدَۃٌ عَنْهُ فَلَایَجُوْزُ اَنْ یَنْفِرُوْا عَنْ قَبُوْلِ قَوْلِهٖ لِاَجْلِهَا وَقَالَ فِی الصَّافِیْ فَاَجْرُہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِسَعَتِهٖ وَدَوَامِهٖ فَفِیْهِ مَنْدُوْحَةٌ لَكَ عَنْ عَطَائِهِمْ فخر رازی نے بیان کیا ہی کہ چونکہ لفظ خرج اخص ہی بہ نسبت خراج کے اور زیادتی لفظ مین واسطے زیادتی معنی کے ہی اسی وجہ سے جناب باری عزّ اسمہ نے اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا مین لفظ خرج اور فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَیْرٌ مین لفظ خراج کا استعمال فرمایا ہی لہذا قرأت بھی اُسی شخص کی حسن ہی جو اس آیت مین مقام اول پر خرج اور مقام ثانی پر خراج پڑھتا ہے۔ بنابراین معنی آیت کے یہ ہونگے کہ کیون ای رسول کیا تم اُن لوگون سے اُنکی ہدایت کے مزد مین عطاے خلق کی مقدار قلیل کے خواستگار ہو۔ ای رسول وہ عطاے کثیر جو تمھارے خالق کی طرف سے ہی وہ بہتر ہی جناب باری نے اس امر پر تنبیہ فرمائی ہی کہ رسول پر اس امر کا اتہام کرنا کہ وہ خراج خالق کے مقابل مین خرج پر توجہ کرکے مخلوقین کے آگے ہاتھ پھیلائین اُنکی حکیمانہ رفتار سے بہت بعید ہی لہذا اُن لوگون کو ہرگز ہرگز سزاوار نہین ہی کہ وہ رسول پر یہ تہمت رکھ کے اُنکے قول کے قبول کرنے سے متنفر ہوجائین اور تفسیر صافی مین اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَیْرٌ کے متعلق بیان کیا گیا ہی کہ اجر جو دنیا و آخرت مین خدا نے رسول کو دیا وہ بہتر ہی اُن لوگون کی عطا سے اسلیے کہ اُسکا دیا ہوا

اجر دائم اور وسیع ہی بخلاف عطائے مخلوق کے دوسرا نکتہ یہ ہی کہ خرج باوصف کم ہونے کے لازم نہین ہوتا اور خراج لازم ہوا کرتا ہی تو تفرقہ دکھایا جاتا ہی کہ شی کثیر لازم اگے مقابلہ مین شئ قلیل غیر لازم محقر اور غیر مطلوب ہی اور پھر یہ بھی اشعار ہی کہ جو چیز تمھالیے دینے کے لیے مین نے اپنے اوپر لازم کر لی ہی اسکا دینا تمھین ضروری ہی اور وہ شئ قلیل متبرع بہ کو کیا دینگے اسکا خیال ہی کیا قَالَ فِی الصَّافِی وَالخَرجُ بِاِزَاءِ الدَّاخِلِ وَالخَرَاجُ غَالِبٌ فِی الضَّرِیبَۃِ عَلَی الاَرضِ فَفِیہِ اِشعَارٌ بِالکَثرَۃِ وَاللُّزُومِ اِنتَھَی وَقَالَ اَبُو عَمرِو بنُ العَلاءِ اَلخَرجُ مَا تَبَرَّعتَ بِہٖ وَالخَرَاجُ مَا لَزِمَکَ اَدَاؤُہٗ تفسیر صافی مین خرج اور خراج کی تحقیق و تفریق کے محل پر بیان کیا گیا ہی کہ خرج مقابل ہی اُس مال کا جو داخل فی التحویل ہو اور مصرف مین نہ آیا ہو اور خراج کا استعمال اکثر اُس مال مین ہوتا ہی جو کسی زمین یا کسی ملک پر معین کر دیا جاتا ہی لہذا معلوم ہوا کہ استعمال اس لفظ کا آیت مین اسی لیے ہی تاکہ مشعر ہو کثرت اور لزوم کی طرف باین معنی کہ تبلیغ رسالت کا مزد اور ہدایت خلق کی اجرت نہایت کثیر ہی بندے اُسکو ادا نہین کر سکتے لیکن خدا نے اُس اجر کی ادائی اپنے ذمہ پر لازم کر لی ہی اور ابو عمرو بن علاء کا بیان یہ ہی کہ خرج وہ مال ہی جو کسی کو تبرعا دیدیا جائے اور خراج وہ مال ہی جسکا ادا کرنا لازم ہو تیسرا نکتہ خرج و خراج کے تعبیر کرنے مین یہ ہی کہ خرج مصارف کا نام ہی جسکو خرچ ہم اپنی زبان مین کہتے ہین یہ وہی لفظ ہی اگرچہ محل جیم پر چ استعمال کیا جاتا ہی اور خراج اُس آمدنی کا نام ہی کہ جو کسی زمین معین پر انتفاع کی حالت مین مقدار معین کی جائے یہ آمدنی ہوتی ہی تو مصارف اپنے پاس نہین رہتے نکل جاتے ہین اور خراج خزانہ مین جمع ہوتا ہی لہذا بیان کیا گیا کہ تم کیون اُن سے ایسی چیز مانگو جو فانی اور تمھارے پاس سے بھی خرچ ہو جائے ہم تمھین ایسی آمدنی نہ دین جو جمع ہو خرچ نہ ہو چوتھا نکتہ یہ ہی کہ خرچ رعایا کو دیا جاتا ہی اور خراج حق سلطان ہی لہذا اپنی طرف اس عطیہ کو منسوب کر کے فرماتا ہی کہ تم تو رعایا نہین ہو

کہ خرج مانگنے کے قابل ہو تم تو اثیر سلطان ہو تمھین خراج ملنا چاہیے مگر یہ کیا اُس خراج کو دستِ نگے جس خراج کے تم مستحق ہو اس خراج کو ہم ادا کرینگے اور یہ پانچوان نکتہ تھا جو فرع نکتہ رابعہ ہی چھٹا نکتہ جلیلہ یہ ہی کہ جس لفظ کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہی وہ اُسکے لائق نہین کیونکہ اُسکی سلطنت کسی تاجدار کی باجگذار نہین لیکن رابطہ حُبّ جو خداوند عالم کے درمیان مین اور آپ کے درمیان مین قائم ہی منتہاے جلالتِ رسالتمآب دکھلائی ہی (پھر کہین شبہہ کفار کو نہ ہو کہ انکا خدا تو انھین کا معاذاللہ خراجگذار ہی کیسا خدا ہی جسکی طرف یہ امر منسوب کر رہے ہین لہذا کس حُسن سے اس اشتباہ کو رفع فرمایا ہی کہ خراج کو رب کی طرف مضاف کردیا ہی کہ تمھارے پالنے والے کا خراج بہتر ہی جس مین محبت کا اعلیٰ مرتبہ دکھلایا اور پھر یہ بھی تصریح کردی کہ یہ عطیہ ہی جسکو خراج سے تعبیر کردیا قَالَ اَبُو السُّعُود فِي تَفْسِيْرِهٖ وَفِي التَّعَرُّضِ لِعُنْوَانِ الرُّبُوْبِيَّةِ مَعَ الْاِضَافَةِ اِلٰى ضَمِيْرِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ تَعْلِيْلِ الْحُكْمِ وَتَشْرِيْفِهٖ مَا لَا يَخْفٰى جناب باری عزاسمہ کا بہ لفظ ربك تعبیر فرمانا جسمین اشعار اپنی ربوبیت کا ہی) اور پھر لفظ رب کا اُس ضمیر کیطرف مضاف کرنا جو آنحضرت کی طرف راجع ہی اس مین تعلیل و تشریف حکم کی طرف اشعار ہی یہ ساتوان نکتہ تھا جو فرع ششم مین بیان کردیا گیا آٹھوان نکتہ اضافت ربك مین یہ امر ظاہر کردیا کہ آجتک پالنے مین جو دیچکا ہون اُسکا ذکر نہین جو آئندہ دونگا اُسکا دینا میرے ذمہ باقی ہی نوان نکتہ یہ ہی کہ جو شی رب دیگا جسکو پرورش اور تربیت منظور ہی وہ بندہ کا محتاج الیہ اور قرین مصلحت ہوگا لہذا قبل خیر کہنے سے خیریت ظاہر ہوگئی دسوان نکتہ یہ ہی کہ جو سابق النعم خدا ہی وہی لاحق النعم بھی ہی جسکی تربیت مین تم محتاج ہو اُسی کی عطاے باقی کے بھی محتاج ہو لہذا اپنی قدرت اپنا استغنا رسول کی قدر رسول کا استغنا اپنی ذمہ واری اپنی کفالت سب کا اظہار جناب باری نے ان چار لفظون مین کردیا گیارھوین نکتہ کا بیان لفظ خیر مین کرکے ان نکات کو ختم کرکے آگے بڑھتا ہون وہ یہ کہ نہ بتایا جناب باری

کہ یہ خراج رب کس سے بہتر ہی اگرچہ قرینۂ مقامی سے یہ امر واضح و آشکار ہی کہ اسی تگے خیرچ سے بہتر ہی مگر کلام مین اس سے سکوت ہی خیرٌ من کذا و کذا کچھ بھی نہین اس مین اشعار ہی اس امر کا کہ اگر کچھ نسبت اضافی بھی خیریت مین ہوتی تو مفضول علیہ بیان کیا جاتا لیکن جب کوئی نسبت ہی نہین تو کس کا ذکر مقابلہ مین کیا جاتا اب کچھ اس امر کا بیان کرون کہ رسول اللہ کو خدا نے کیا دیا ایک امر محال کی خواہش کر رہا ہون کیونکہ خدا کی قدرت غیر متناہی ہی اور رسول کے درجات کا اضافہ فرماتا جاتا ہی اور جو کچھ آخرت مین ہے اسکی خبر نہین پھر کیونکر گنون اور وہ بھی ایک گھنٹہ کے اندر یہ سب کچھ ہونا چاہیے اور وہان ایک گھنٹہ سے کم مین یہ اضافہ ہوتا ہی کہ زمین سے لیکر اُس مقام تک جہان جبرئیل امین نہین پہونچ سکتے جاتے ہین اور آتے ہین اتنی حُجُب کا طی کرنا اور زمین و آسمان کے درجات طی کرنا اور خدا کے نزدیک من غیر انحصار درجات قرب کا پانا اور پلٹ آنا یون کہ بستر گرم ہو اور زنجیر در ہل رہی ہو اتنی دیر مین جب ترقی درجات کا یہ حال ہو تو ہم ایک گھنٹہ مین کون سی تحدید و حد کر سکتے ہین مگر یہی کہ کسی ایک صفت مین یا غیر کسی دو حالت مین یا یہ بھی ناممکن ہو تو بعض مین سے کچھ اور بعض آخر مین سے کچھ بیان کرون حضرت ابراہیم نے اور جناب اسمٰعیل نے کعبہ کو جب بنایا تھا تو خدا کا گھر بنا کے دعا کی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ خداوندا بھیج اُس قوم مین ایسے رسول کو جو اُنھین مین سے ہو اور تیری آیات کی اُنپر تلاوت کرے اور اُنکو کتاب و حکمت سکھائے اور اُنکو پاکیزہ کر دے البتہ تو ہی عزیز و حکیم ہی اس آیہ کا پورا جواب لفظ کے مقابلہ مین لفظ رکھ کر سورۂ جمعہ مین دیا اور فرمایا هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ وہ وہی خدا ہی جس نے اُمّیین مین ایک رسول اُنھین مین سے مبعوث کیا

کہ جو خدا کی آیتین اُنکے سامنے تلاوت کرے اور اُنکو پاک کردے اور کتاب و حکمت سکھائے اگرچہ وہ لوگ اسکے قبل ظاہر بظاہر ضلالت و گمراہی مین پڑے ہوے تھے تو آپ دعاے جناب ابراہیمؑ تھے اور اسی لیے فرماتے تھے اَنَا دَعْوَةُ اَبِی اِبْرَاهِیْمَ وَبِشَارَةُ عِیْسٰی مین اپنے پدر بزرگوار حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور حضرت عیسیٰؑ کی بشارت ہون اور جب خلیلؑ نے دعا کی تو حبیب پیدا ہوا کچھ تو محبت خاصہ خلیل کی تھی اور کچھ محبت خاصہ اسمٰعیل کی تھی ان دونون کے خلف رسالت مآبؐ تھے لہذا وہ دونون محبتین الگ اور آپ کی محبتین الگ یہ سب مل کر مجموعۂ محبت خلت سے بڑھکر رتبہ حبیب تک پہونچا امام فخر الدین رازی نے بشارات رسالت مآبؐ مین اپنی تفسیر کبیر مین بیان کیا (صفحہ ۴۸۷ جلد اول) اَلْخَامِسُ رَوَی السَّمَّانُ فِی تَفْسِیْرِهٖ فِی السِّفْرِ الْاَوَّلِ مِنَ التَّوْرٰىةِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَوْحٰی اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ اَجَبْتُ دُعَائَكَ فِی اِسْمٰعِیْلَ وَبَارَكْتُ عَلَیْهِ فَكَبَّرْتُهٗ وَعَظَّمْتُهٗ جِدًّا جِدًّا وَسَیَلِدُ اِثْنٰی عَشَرَ عَظِیْمًا وَاَجْعَلُهٗ لِاُمَّةٍ عَظِیْمَةٍ وَالْاِسْتِدْلَالُ بِهٖ اَنَّهٗ لَمْ یَكُنْ فِیْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ مَنْ كَانَ لِاُمَّةٍ عَظِیْمَةٍ غَیْرَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ انتہی توریت کے سفر اول مین ہی کہ خداوند عالم نے وحی فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر کہ ہم نے تمھاری دعا کو اسمعیل کے باب مین قبول کیا اور اُسپر برکت نازل کرکے اُسکو بزرگ و عظیم القدر قرار دیا اور عنقریب اُسکے صلب سے بارہ فرزند عظیم المرتبت پیدا ہونگے اور ہم نے اُسکو ایک بڑی امت کا رسول قرار دیا امام رازی وجہ استدلال مین کہتا ہی کہ سوا جناب محمد مصطفیؐ کے اولاد اسمعیل مین کوئی دوسرا شخص ایسا نہ تھا جو امت عظیمہ کا رسول قرار دیا گیا ہو لہذا معلوم ہوا کہ یہ وحی بشارت تھی رسالت مآب محمد مصطفیؐ کی اس بیان سے معلوم ہوا کہ اسمٰعیلؑ کو مبارک فرمایا جناب باری نے باین حیثیت کہ اُنکو والد عظماے اثنا عشر قرار دیا اور اُنکو امت عظیمہ کے لیے مخصوص قرار دیا علامہ رازی کا استدلال اس سفر سے صرف اسقدر ہی کہ امت عظیمہ کے لیے اسمٰعیل

علیہ السلام نہین ہو سکتے اگر ہو سکتے ہین تو جناب رسالت مآبؐ کیونکہ آپ ہی کی امت عظیم تھی اور ہے اور اسی کی عظمت بڑھتی جائیگی لیکن اُنھون نے عظماے اثنا عشر سے سکوت کیا ہی کیون نہین کہتے کہ جہان رسالت مآبؐ ثابت ہونگے وہان آپ کے بارہ خلفا بھی ضرور ثابت ہو جائینگے نسب کی دو فرعین ہوئین اسحقؑ کے فرزند جناب یعقوبؑ اور جناب یعقوبؑ کے بارہ فرزند اور جناب رسالت مآبؐ فرزند اسمٰعیلؑ اور آپ کے بارہ خلفاء پس اسحق علیہ السلام کے ایک صاحبزادے یعقوبؑ اور یعقوبؑ کے بارہ فرزند بھی آپ ہی کی اولاد تھے اور جناب اسمٰعیلؑ کے فرزندون مین رسالت مآبؐ اور آپ کے بارہ خلفا اور تھے پس اب نسبت برکت خدا داد اولاد اسمٰعیل مین یون ظاہر ہوتی ہی کہ جناب یعقوبؑ کی بارہ اولادون مین تنہا ایک شخص تاجدار دارین تھا یعنی جناب یوسفؑ اور جناب رسالت مآبؐ کی گیارہ اولاد اور بارہ خلفاء مین ہر ایک تاجدار عالمین تھا یونتو ہزارون اور کرورون اولادین جناب اسمٰعیلؑ کی تھین لیکن بارہ کے ذکر کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ تعلق دعاے ابراہیمی اُنھین سے تھا بس یہین سے معلوم ہو گیا کہ انکا مقابلہ کوئی خاندان نہین کر سکتا خاندان بنی امیہ کی کیا حقیقت تھی کہ وہ مدمقابل ہوتا بیشک بنی امیہ مین سے جو لوگ تھے وہ سلطنت پر فائز تھے اور رسالت مآبؐ کو اس امت کے طول سلطنت پر ملال بھی عظیم تھا کیونکہ اُنکو ہزار مہینے سلطنت کا موقع ملا جسکے تراسی برس کچھ مہینے ہوتے ہین رسالت مآبؐ کا ملال جب اُس خواب کی جہت سے بڑھا تو جبرئیل امین تحفہ مین شب قدر کو لائے جو جلالت قدر مین اُس تراسی برس سے کہین زائد تھی جسکو آیت مین یون ظاہر فرمایا وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ کیون ای رسول تم کو کس نے بتایا کہ شب قدر کیا چیز ہی آگاہ ہو کہ شب قدر ہزار مہینون سے بہتر ہی یہ وہی مہینے سلطنت بنی امیہ کے تھے جو گن دیے گئے والا فرمائیے کہ ہزار مہینے کی تخصیص کی کیا وجہ ہی اُنکے خاندان کو دنیاوی مال دیا گیا اسکے

خاندان کو اخروی جائدادین دی گئین جن مین کی تنہا ایک رات ہزار مہینون سے بہتر
اور گرانقدر ہی اور ہر چیز مین رسالت مآب کو اور اُنکے طرفدارون کو فاضل رکھا امیر المومنین
علی بن ابی طالب علیہ السلام اُس خط مین جو آپ نے معاویہ کو تحریر فرمایا ہی بیان
فرماتے ہین بِنِعْمَةِ اللهِ اُحَدِّثُ اِنَّ قَوْمًا اُسْتُشْهِدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْاَنْصَارِ وَلِكُلٍّ فَضْلٌ حَتّٰى اِذَا اسْتُشْهِدَ شَهِيدُنَا قِيلَ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ وَخَصَّهُ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِسَبْعِينَ تَكْبِيرَةً عِنْدَ صَلَاتِهِ عَلَيْهِ اَوَلَا تَرٰى
قَوْمًا قُطِعَتْ اَيْدِيهِمْ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلِكُلٍّ فَضْلٌ حَتّٰى اِذَا فُعِلَ بِوَاحِدِنَا كَمَا فُعِلَ
بِوَاحِدِهِمْ قِيلَ الطَّيَّارُ فِي الْجَنَّةِ ذُوالْجَنَاحَيْنِ وَلَوْلَا مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ مِنْ تَزْكِيَةِ
الْمَرْءِ نَفْسَهُ لَذَكَرَ ذَاكِرٌ فَضَائِلَ جَمَّةً تَعْرِفُهَا قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا تَمُجُّهَا اٰذَانُ
السَّامِعِينَ فَدَعْ عَنْكَ مَنْ مَالَتْ بِهِ الرَّمِيَّةُ فَاِنَّا صَنَائِعُ رَبِّنَا وَالنَّاسُ بَعْدُ صَنَائِعُ
لَنَا وَمِنَّا النَّبِيُّ وَمِنْكُمُ الْمُكَذِّبُ وَمِنَّا اَسَدُ اللهِ وَمِنْكُمْ اَسَدُ الْاَحْلَافِ وَمِنَّا سَيِّدَا
شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمِنْكُمْ صِبْيَةُ النَّارِ وَمِنَّا خَيْرَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ وَمِنْكُمْ حَمَّالَةُ
الْحَطَبِ فِي كَثِيرٍ مِمَّا لَنَا وَعَلَيْكُمْ فَاِسْلَامُنَا مَا قَدْ سُمِعَ وَجَاهِلِيَّتُكُمْ لَا تُدْفَعُ الخ
(سن اے معاویہ) مین تیرے سامنے خدا کی نعمتون کو گنواتا ہون ایک جماعت مہاجرین
وانصار نے خدا کی راہ مین شہادت پائی اور ہر شہید کے لیے اُن شہیدون مین سے
ایک فضل و بزرگی ہی یہان تک کہ جب ہم مین سے کسی نے شہادت پائی تو اُسکے بارے
مین سید الشہدا کہا گیا اور رسول نے اُسکی نماز جنازہ مین مخصوصا ستر تکبیرین کہین (یہ اشارہ
ہی جناب حمزہ عم رسول کی طرف) پھر فرماتے ہین کہ کیون معاویہ کیا تو نے اُس قوم کو نہین
دیکھا جسکے ہاتھ راہ خدا مین قطع کیے گئے اور ہر ایک کے لیے اُن مین سے اسکے عوض
مین ایک فضیلت و شرف مقرر ہی یہان تک کہ جب اُس قوم کی طرح کوئی ہم مین سے
شہید ہوا تو رسول اللہ نے اُسکے بارہ مین فرمایا کہ یہ جنت مین اُن دو پرون سے پرواز

کرینگے جو خدا نے اُنکو عوض مین دونون ہاتھون کے عنایت فرمائے ہین (یہ اشارہ ہی اپنے بھائی جعفر طیارؓ کی طرف) اور اگر خدا انسان کو خودستائی سے روک نہ دیتا تو ضرور بیان کرتا بیان کرنے والا اُن فضائل کثیرہ کو جن سے قلوب مؤمنین اچھی طرح واقف ہین اور سننے والون کے کان اُسکو رد نہین کر سکتے ای معاویہ گمراہون کا ذکر چھوڑ ہم کو دیکھ کہ ہم خدا کی کامل صنعتین ہین اور تمام انسان ہمارے بنائے ہوے ہین اس لیے کہ ہمین نے اُنکو ہدایت کر کے انسان بنا دیا ہی ہم مین سے رسول ہین اور تم سے مکذب رسول (یعنے ابو جہل) اور ہم مین سے اسد اللہ ہین اور تم مین سے اسد الاحلاف (یعنی وہ لوگ جو قسم کھائے ہوے تھے اس بات کی کہ ہم خدا کے ولی سے ضرور محاربہ کرینگے) ہم مین سے جوانان جنت کے سردار ہین (یعنی حسنینؑ) اور تم مین سے صبیۃ النار (یعنی عقبہ بن ابی معیط اور اُسکی اولاد ہی کیونکہ رسولؐ فرما گئے ہین کہ عتبہ اور اُسکی اولاد اہل نار سے ہی) ہماری زوجہ فاطمہ زہرا سیدۂ نساے عالمین اور تیری پھوپھی حمالۃ الحطب (دختر حرب خواہر ابو سفیان) ای معاویہ بہت سے مقامات پر ہماری مدح اور تیری مذمت ہی پس ہمارا اسلام ہر کان نے سنا ہی اور تمھاری جاہلیت کا دھبہ تمھارے دامنون سے چھوٹ نہین سکتا امیر المومنین علیہ السلام نے جتنے فرق یہان بیان کیے وہی نسبتین مابعد مین پائی گئین پھر جعفر طیارہ کی نظیر پیدا ہوئی اور وہ جناب ابو الفضل العباسؑ ہین جنکو امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب عباسؑ کا وہ مرتبہ پیش خدا ہوگا کہ تمام شہدا جسپر غبطہ کرینگے اور اُنکو خداوند عالم نے دو پر عنایت فرمائے ہین اور جناب امام حسین علیہ السلام سید الشہدا بھی ہو گئے بلکہ آپ حمزہ سید الشہدا کے بھی سید ہین اس لیے کہ جب جناب حمزہ نے انتقال فرمایا ہی تو بیشک اُسوقت تک کے شہیدون مین آپ سید الشہدا تھے لیکن امام حسین علیہ السلام جب شہید ہوے ہین تو اُس وقت سے سابق و لاحق کوئی سید الشہدا نہین ہو سکتا کیونکہ وہی سید الشہدا

علی الاطلاق ہوسکتا ہی جو سید شباب اہل جنت ہو اور ایسا شخص بعد امام حسین علیہ السلام نہ ہوا اور نہ ہوگا رہ گیا رسالت مآبؐ کا ستر تکبیرین کہنا یہ فضل امام حسین علیہ السلام کو کم نہین کرتا کیونکہ اگر رسالت مآب دنیا مین موجود ہوتے اور پھر امام حسین علیہ السلام پر نماز جنازہ نہ پڑھتے اور اس سے زائد تکبیرین نہ کہتے تو ہوسکتا تھا امام حسین علیہ السلام روز عاشورا اپنا اور بنی امیہ لعنہم اللہ کا تفاوت دکھلا رہے تھے شب عاشورا ادھر لوگ سو یا کیے ادھر حضرت باوصف اضطراب و ہجوم اعدا نماز باری مین مشغول رہے اور یونہین تمام اصحاب جان نثار بھی مشغول عبادت و مناجات و قراءت قرآن رہے اللہ اکبر روایات مین وارد ہوا ہی کہ کَانَ فِي اللَّيْلَةِ التَّاسِعَةِ مِنَ الْمُحَرَّمِ لِاَصْحَابِهٖ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالتِّلَاوَةِ وَقَالَ فِي الْعَوَالِمِ عَنْ رِوَايَةِ الْمُفِيْدِ قَالَ بَاتَ الْحُسَيْنُؑ وَاَصْحَابُهٗ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَلَهُمْ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ مَا بَيْنَ رَاكِعٍ وَسَاجِدٍ وَقَائِمٍ وَقَاعِدٍ نوین شب محرم کو اصحاب امام حسینؑ اور انکے جان نثارون کی عبادت خدا اور تلاوت قرآن مین اس طرح صدائین بلند تھین جس طرح شہد کی مکھیون کی صدائین بلند ہوتی ہین اور مقتل عوالم مین جناب مفید علیہ الرحمہ سے روایت ہی کہ وہ شب جناب امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب نے اس طرح خدا کی عبادت مین بسر کی کہ لَهُمْ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ یعنی اس طرح ان عبادت گذارون کی آوازین بلند تھین جیسے شہد کی مکھیون کی آوازین بلند ہوتی ہین یہ زاد صبح کے سفر کا درست ہو رہا تھا اُنھون نے ان نمازون اور تسبیحون کو اتنا طول دیا کہ سلسلہ عبادت کو جہاد سے ملا دیا جانماز سے اُٹھے تو گھوڑون کے زین پر بیٹھے اتنا اثر اُنکی عبادت کا اس زمین پر رہا اور ہی کہ دنیا کو معلوم ہی وَمَرَّتْ عَلٰى مَصَارِعِهِمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ جُنُوْدُ سُلَيْمَانَ ابْنِ صُرَدٍ الْخُزَاعِيِّ فَاِنَّهُمْ وَرَدُوْا كَانُوْا اَرْبَعَةَ الْاٰفٍ عِنْدَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمًا وَلَيْلَةً يُصَلُّوْنَ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ ثُمَّ ضَجُّوْا ضَجَّةً وَاحِدَةً بِالْبُكَاءِ وَالْعَوِيْلِ فَلَمْ يُرَ يَوْمٌ اَكْثَرَ بُكَاءً فِيْهِ وَازْدَحَمُوْا عِنْدَ الْوَدَاعِ

عَلیٰ قَبْرِہٖ کَالزِّحَامِ عَلَی الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَقَامَ فِیْ تِلْکَ الْحَالِ وَھْبُ بْنُ زَمْعَۃَ الْجُعْفِیُّ بَاکِیًا عَلَی الْقَبْرِ وَاَنْشَدَ اَبْیَاتَ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ الْحُرِّ الْجُعْفِیِّ جب امام حسینؑ کی اور آپ کے اصحاب کی قبرون پر سلیمان بن صرد خزاعی کے لشکر کا گذر ہوا جو شمار مین چار ہزار جوان تھے تو انھون نے ایک دن اور ایک شب اُس سرزمین پر قیام کیا اور وہ شب و روز خدا کی عبادت اور استغفار مین بسر کیے عبادت سے فارغ ہوے تو سب یکبارگی حسینؑ اور آپ کے جان نثارون کی قبرون پر چیخین مار مار کر رونے لگے اتنا روئے کہ اُس دن سے زیادہ کوئی دن رونے کا معلوم نہ ہوتا تھا اور اس طرح قبر امام حسینؑ پر تمام لشکر کے جوانون نے ہجوم کیا جس طرح حجر اسود پر حجاج بیت اللہ ہجوم کرتے ہین اُسی حال مین وہب ابن زمعہ جعفی قبر امام حسینؑ پر رونا ہوا آیا اور اشعار عبداللہ بن حر جعفی پڑھنا شروع کیے ؎ یَبِیْتُ النَّشَاوٰی مِنْ اُمَیَّۃَ نُوَّمًا + وَبِالطَّفِّ قَتْلیٰ مَا یَنَامُ حَمِیْمُھَا بنی امیہ کے سرمست جوانون نے قتل فرزند رسول کے بعد خوب چین سے آرام کر کے راتین کاٹین مگر کربلا مین کچھ ایسے جوان شہید پڑے ہوے ہین کہ جنکے مرجانے سے اُنکے عزیز قریب آرام نہ کر سکے بلکہ راتین بیداری مین ختم ہوتی تھین نہ معلوم امام حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کیا کیا یاد آتے ہونگے اُنکی عبادت کو جناب زینب صلوات اللہ علیہا نے بھی اپنے مرثیہ مین جسکو راہ مین پڑھتی تھین یاد فرمایا ہے ؎ عَلَی الطَّفِّ السَّلَامُ وَسَاکِنِیْہِ + وَرُوْحُ اللّٰہِ فِیْ تِلْکَ الْقِبَابِ + نُفُوْسٌ قُدِّسَتْ فِی الْاَرْضِ قِدْمًا + وَقَدْ خُلِصَتْ مِنَ النُّطَفِ الْعِذَابِ + مَضَاجِعُ فِتْیَۃٍ عَبَدُوْا وَنَامُوْا + ھُجُوْدًا فِی الْفَدَافِدِ وَالشِّعَابِ + کربلا اور اُسکے ساکنون پر میرا سلام ہو اور اُن قبون پر خدا کی رحمت نازل ہو اور اُن پاکیزہ نفوس پر میرا سلام جنکی پاکیزگی کوئی نئی بات نہین بلکہ ہمیشہ سے وہ روے زمین پر مقدس بنائے گئے تھے اور پاکیزہ اور مبارک صلبون کے خلاصہ تھے اور سلام ہو خوابگاہون پر اُن جوانان بنی ہاشم کی جو خدا کی عبادت

کرتے کرتے چٹیل میدانوں میں سو گئے وہ ایسے عبادت گذار تھے کہ انکو دیکھ کر لوگ خود
پہچان سکتے تھے کہ اصحاب امام حسین علیہ السلام ہیں جبھی تو امام نے شب عاشور انکی
مدح فرمائی یَروِی الامام زین العابدین سمعتُ ابی یقول لاصحابہ اُثنی علی اللہ احسن
الثناء واحمدہ علی السراء والضراء اللھم انی احمدک علی ان اکرمتنا بالنبوۃ
وعلمتنا القرآن وفھمتنا فی الدین وجعلت لنا اسماعا وابصارا وافئدۃ فاجعلنا
من الشاکرین اما بعد فانی لا اعلم اصحابا اوفی ولا خیرا من اصحابی ولا اھل بیت
ابر ولا اوصل من اھل بیتی فجزاکم اللہ عنی خیرا الا وانی لاظن یوما لنا من ھؤلاء
الا وانی قد اذنت لکم فانطلقوا جمیعا فی حل لیس علیکم حرج منی ولا ذمام ھذا
اللیل قد غشیکم فاتخذوہ جملا ولیاخذ کل رجل بید رجل من اھل بیتی وتفرقوا
فی سوادکم ومدائنکم فان القوم انما یطلبوننی ولو قد اصابونی لھوا عن طلب غیری
فقال لہ اخوتہ وابناؤہ وبنو اخیہ وابنا عبد اللہ ابن جعفر لم نفعل ذلک لا ارانا اللہ
ذلک ابدا بدأھم بھذا القول العباس بن علی علیھما السلام واتبعتہ الجماعۃ علیہ
فتکلموا بمثلہ ونحوہ فقال الحسین یا بنی عقیل حسبکم من القتل بمسلم بن عقیل
فاذھبوا انتم فقد اذنت لکم فقالوا سبحان اللہ فما یقول الناس نقول انا ترکنا شیخنا
وسیدنا وبنو عمومتنا خیر الاعمام ولم نرم معھم بسھم ولم نطعن معھم برمح ولم
نضرب معھم بسیف ولا ندری ما صنعوا لا واللہ ما نفعل ولکن نفدیک
بانفسنا واموالنا واھلینا ونقاتل معک حتی نرد موردک فقبح اللہ العیش بعدک
وقام الیہ مسلم بن عوسجہ رحمہ اللہ فقال نحن نخلی عنک وبم نعتذر الی اللہ
فی اداء حقک لا واللہ حتی اطعن فی صدورھم برمحی واضربھم بسیفی ما ثبت
قائمتہ فی یدی ولو لم یکن معی سلاح اقاتلھم بہ لقذفتھم بالحجارۃ واللہ لا
نخلیک حتی یعلم اللہ انا قد حفظنا غیبۃ رسول اللہ فیک اما واللہ لو علمت ان

اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُحْرَقُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُذْرٰی یُفْعَلُ بِیْ ذٰلِکَ سَبْعِیْنَ مَرَّةً مَا فَارَقْتُکَ حَتّٰی اَلْقٰی حِمَامِیْ دُوْنَکَ فَکَیْفَ لَا اَفْعَلُ ذٰلِکَ وَاِنَّمَا هِیَ قَتْلَةٌ وَاحِدَةٌ ثُمَّ هِیَ الْکَرَامَةُ الَّتِیْ لَا انْقِضَاءَ لَهَا وَقَامَ زُهَیْرُ بْنُ الْقَیْنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَقَالَ لَوَدِدْتُ اِنِّیْ قُتِلْتُ ثُمَّ نُشِرْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ حَتّٰی اُقْتَلَ هٰکَذَا اَلْفَ مَرَّةٍ وَاَنَّ اللّٰهَ یَدْفَعُ بِذٰلِکَ الْقَتْلَ عَنْ نَفْسِکَ وَعَنْ اَنْفُسِ هٰؤُلَاءِ الْفِتْیَانِ مِنْ اَهْلِ بَیْتِکَ وَتَکَلَّمَ جَمَاعَةُ اَصْحَابِهٖ بِکَلَامٍ یُشْبِهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فَجَزَاهُمُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ خَیْرًا وَانْصَرَفَ اِلٰی مَضْرَبِهٖ

جناب امام زین العابدین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ شب عاشور مین نے اپنے بابا کو سنا کہ آپ اپنے اصحاب سے فرماتے ہین کہ مین خدا کی اچھی ثنا کرتا ہون اور اسکی حمد ہر ضرر و سرور کے موقع پر ادا کرتا ہون ای معبود مین تیری حمد کرتا ہون کہ تو نے ہمین نبوت دیکر مکرم کیا اور علم قرآن عطا کیا اور دین و مذہب ہمین سمجھا دیا اور ہمین کان اور آنکھ اور قلب مرحمت فرمایا پس ہمین اپنا شکر گذار بھی بنا اما بعد مین اپنے اصحاب سے بہتر اور زیادہ وفادار کسی کے اصحاب کو نہین پاتا اور نہ اپنے اہل بیت سے بڑھ کر نیک اور صلۂ رحم کرنے والا اورون کو جانتا ہون خدا تم کو نیک اور اچھی جزا دے آگاہ ہو کہ میرا گمان یہ ہے کہ اس قوم سے مجھ کو ایک دن کی بھی مہلت نہ ملیگی دیکھو ہوشیار ہو جاؤ کہ مین نے تمھین اجازت دیدی پس تم لوگ بے روک ٹوک کے جا سکتے ہو نہ تو میری طرف سے کوئی تنگی ہے اور نہ کوئی میرا عہد تم پر ہے دیکھو یہ رات آگئی ہے اسی کو تم اپنی سواری قرار دو اور مناسب ہے کہ ہر شخص تم مین سے مردان اہل بیت مین سے ایک ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لے اور تم لوگ اپنے قبیلون اور شہرون کی طرف متفرق ہو جاؤ کیونکہ اس قوم کو سوا میرے اور کسی کا قتل منظور نہین اور اگر مجھے پا لینگے تو سوا میرے اور کسی کی تلاش نہ کرینگے یہ کلام حسرت التمام حضرت کا سن کر آپکے بھائیون اور فرزندون اور بھتیجون اور عبد اللہ ابن جعفر کی اولاد نے عرض کیا کہ ہرگز ہرگز ہم آپ کو چھوڑ کر نہ جائینگے خدا ہم کو وہ دن نہ دکھائے کہ ہم آپ کو چھوڑ کر

چلے جائین سب سے پہلے جس نے یہ کلمات محبت آمیز کہے وہ قمر بنی ہاشم جناب عباسؑ تھے اور جان نثارون نے جناب عباسؑ کے قول کی موافقت کی اُسوقت امام حسینؑ نے فرزندان عقیل سے خطاب کر کے فرمایا کہ ای فرزندان عقیل تم کو میری نصرت مین مسلم کا شہید ہو جانا کافی ہے مین تم کو بخوشی اجازت دیتا ہون کہ تم چلے جاؤ امام کا کلام سنکر فرزندان عقیل نے جواب دیا کہ سبحان اللہ مولا آپ ہی ارشاد فرمایئے کہ اگر ہم اپنے رئیس و سردار کو چھوڑ کر چلے جائین اور اُنکے دشمنون کو تلوارین نہ مارین اور نیزون اور تیرون سے زخمی نہ کرین درصورتیکہ ہم کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اعدا اُنکے ساتھ کیا سلوک کرینگے تو لوگ ہم کو کیا کہینگے خدا کی قسم ہم سے یہ نہ ہوگا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائین ضرور اپنی جان اور مال ور اولاد آپ پر فدا کرینگے اور آپ کے ساتھ آپ کے دشمنون سے جہاد کرینگے تاکہ آپ کے درجہ مین بروز قیامت آپ ہی کے ہمراہ ہون خدا برا کرے اُس زندگی کا جو آپ کے بعد ہو جب اولاد عقیل کی تقریر تمام ہوئی تو آپ کے انصار مین سے سب سے پہلے مسلم بن عوسجہ رح نے کھڑے ہو کر عرض کیا نہ آقا آپ ہی انصاف فرمایئن کہ اگر ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائین تو خدا کے سامنے آپ کے ادائے حق کی نسبت کیا غذر کرینگے خدا کی قسم ایسا نہ ہوگا یہان تک کہ ہم اپنے نیزون سے اس قوم کے سینے زخمی کرین اور تلوارون سے اُنکے سر کاٹین جب تک قبضۂ سیف ہمارے ہاتھ مین ہے اور اگر ہمارے پاس کوئی حربہ نہ ہوگا تو پتھرون سے سہی مگر مقاتلہ ضرور کرینگے خدا گواہ ہے ہم آپکو نہ چھوڑینگے یہان تک کہ ہمارا خدا جان لے کہ ہم نے رسول اللہ کی عدم موجودگی مین بھی آپ کی کیسی حمایت وحفاظت کی آپ یقین جانیے خدا کی قسم اگر ہمین یہ معلوم ہو کہ اکیر تبہ قتل ہونگے پھر زندہ کیے جائینگے پھر جلائے جائینگے پھر ہوا مین ہماری خاک اُڑا دی جائیگی اور اسی طرح ستر مرتبہ ہوگا تب بھی آپکا دامن ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹیگا یہانتک کہ آپ کے سامنے ہم کو موت آجائے پھر کیونکر ہم آپ کی حمایت ونصرت مین جان نہ دین

حالانکہ یہ ایک ہی مرتبہ قتل ہونا ہی اور بعد اسکے وہ کرامت و بزرگی ملیگی جسکی کوئی انتہا نہین ہی مسلم بن عوسجہ کے بعد زہیر ابن قین اُٹھے اور عرض کیا کہ واللہ مجھے پسند ہو کہ مین قتل کیا جاؤن پھر زندہ کیا جاؤن اور اسی طرح ایک ہزار مرتبہ نوبت آئے اور خداوند کریم اُس ہمارے قتل ہونے کے سبب سے آپ کو اور آپ کے بچون کو قتل سے بچالے اسی کے قریب قریب ہر ایک جان نثار نے اپنے امام کی خدمت مین عرض کیا اُسوقت امام حسینؑ اپنے باوفا اصحاب کو دعاے خیر دیکر داخل دولتسرا ہوے یہ فقرات کس قدر خلوص اور محبت امام مین ڈوبے ہوے ہین اور ان باوفا اصحاب کی کس حد پر آمادگی جان و دل سے نصرت امام مظلوم مین ظاہر ہو رہی ہی کہ اگر ہم عالم کی خاک چھانین تب بھی اُنکی نظیر نہین ملسکتی اور اسی بیان سے ظاہر ہوتا ہو کہ اصحاب امام حسین علیہ السلام کس قدر ادب کرتے تھے ذریت رسالت مآبؐ کا اولاً تو قبل جوانان بنی ہاشم جو کچھ کہا نہین تو یہی ادب کا خیال تھا ثانیاً حضرت سے جو کچھ عرض کرتے تھے وہ اُٹھ کے کہتے تھے روحی لہم الفداء وَقَالَ السَّيِّدُ وَقِيلَ لِمُحَمَّدِ بْنِ بِشْرِ الْحَضْرَمِي فِي تِلْكَ الْحَالِ قَدْ أُسِرَ ابْنُكَ بِثَغْرِ الرَّيِّ فَقَالَ عِنْدَ اللهِ أَحْتَسِبُهُ وَنَفْسِي مَا أُحِبُّ أَنْ يُؤْسَرَ وَأَنَا أَبْقَى بَعْدَهُ فَسَمِعَ الْحُسَيْنُ قَوْلَهُ فَقَالَ رَحِمَكَ اللهُ أَنْتَ فِي حِلٍّ مِنْ بَيْعَتِي فَاعْمَلْ فِي فِكَاكِ ابْنِكَ فَقَالَ أَكَلَتْنِي السِّبَاعُ حَيًّا إِنْ فَارَقْتُكَ قَالَ فَأَعْطِ ابْنَكَ هٰذِهِ الْأَثْوَابَ الْبُرُودَ يَسْتَعِينُ بِهَا فِي فِدَاءِ أَخِيهِ فَأَعْطَاهُ خَمْسَةَ أَثْوَابٍ قِيمَتُهَا أَلْفُ دِينَارٍ سید ابن طاؤسؒ نے روایت کی ہو کہ اُس شب مین محمد بن بشر حضرمی کو خبر دی گئی کہ تمھارا فرزند سرحد رے مین اسیر کر لیا گیا اُس جان نثار نے فرزند کی اسیری سن کر کہا کہ اسکی جزا خدا ہی سے چاہتا ہون اور میرا نفس گوارہ نہین کرتا کہ میرا فرزند اسیر و مقید ہو اور مین زندہ رہون جناب امام حسینؑ نے اُس باوفا کا کلام سن کر ارشاد فرمایا کہ خدا تم پر رحم کرے مین نے اپنی بیعت کو تمھاری گردن سے اُٹھا لیا جاؤ اپنے فرزند کے چھڑانے کی کوشش کرو

محمد بن بشیر جدائی کا کلمہ سن نہ سکے اپنے کو دعاے بد دی کہ مولا اگر مین آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤن تو خدا کرے مجھکو زندگی مین درندے کھا جائین بھلا حسینؑ سے بڑھکر کوئی عالم مین ان جان نثارون کا قدردان ہو سکتا ہی آپ سے بھی رہا نہ گیا اپنے جان نثار کے فرزند کی اسیری سن نہ سکے فرمایا کہ اچھا اگر تم ہم کو چھوڑنا نہین چاہتے تو لو یہ چادرین اپنے دوسرے فرزند کو دو کہ وہ یہ چادرین دیکر اپنے بھائی کو چھڑا لائے (شفقت پدری اور امام کے ارشاد نے قبول کرنے پر مجبور کر دیا) اُسوقت آپ نے پانچ چادرین جنکی قیمت ایک ہزار دینار تھی مرحمت فرمائین نہ معلوم وہ کپڑے لٹ گئے یا کیا ہوا کیونکہ جب کائنات اہل حرم لٹ گئی تو محمد بن بشیر حضرمی کو کہان اتنی مہلت ہوئی ہوگی حضرت کے پاس معلوم ہوتا ہی کہ اُسوقت درہم و دینار نہ تھے جو آپ نے اپنے منتہاے جود سے اُسے کپڑے مرحمت فرماے حیف جو ایسا جواد و سخی ہو اُسے دنیاے دنیہ مین کفن بھی میسر نہ آئے اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَدْفُوْنِ بِلَا کَفَنٍ اُس شہید راہ خدا پر سلام جو بغیر کفن کے دفن کر دیا گیا یہ کیا فقرہ ہی شہید کے لیے تو اُسکا لباس ہی کفن ہوتا ہی مگر کیا معلوم یہ بھی تو اُسی زیارت کا فقرہ ہی اَلسَّلَامُ عَلَی الْبَدَنِ السَّلِیْبِ اُس جسم پر سلام جس سے بعد شہادت لباس اُتار لیا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس دہم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَھْوَآءَھُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ بَلْ اَتَیْنٰھُمْ بِذِکْرِھِمْ فَھُمْ عَنْ ذِکْرِھِمْ مُّعْرِضُوْنَ اَمْ تَسْئَلُھُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّکَ خَیْرٌ وَّھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ اگر پیروی کرتا حق اُنکی خواہشون کی تو ہر آئینہ فاسد ہو جاتے آسمان اور زمین اور وہ لوگ جو اُن مین آباد ہین بلکہ ہم نے اُنکو اُنکا ذکر عنایت فرمایا

پس وہ اپنے ہی ذکر سے اعراض کرنے والے ہین کیا اُن سے تم ای رسول کسی خرچ کا
سوال کرتے ہو پس خراج تمھارے پروردگار کا بہتر ہی اور وہ بہترین رزق رسانندگان
ہی جب جناب باری نے بیان فرمایا کہ تیرے رب کا خراج بہتر ہی تو اُسکے بہتر ہونے
کی تائید مین اُسنے بیان فرمایا وھو خیر الرازقین قال فی الصافی تقریر لخیریۃ
خراجہ وقال فی مفاتیح الغیب قال الجبائی دل قولہ تعالی وھو خیر الرازقین
علی ان احداً من العباد لا یقدر علی مثل نعمہ ورزقہ ولا یساویہ فی الافضال
علی عبادہ ودل ایضا علی ان العباد قد یرزق بعضھم بعضا ولولا ذلک لما
جاز ان یقول ھو خیر الرازقین انتہی وکذا قال صاحب المجمع حیث قال و
فی ھذا دلالۃ علی ان فی العباد من یرزق غیرہ باذن اللہ تعالی انتہی چنانچہ صاحب
صافی نے تصریح فرمائی ہی خیر الرازقین کی تفسیر مین کہ یہ تقریر و تاکید ہی خراج رب
کے بہتر ہونے کی اور مفاتیح الغیب مین جبائی سے نقل کیا ہی کہ قول باری تعالی وھو
خیر الرازقین سے دو فائدے معلوم ہوتے ہین ایک یہ امر ہی کہ کوئی شخص بندون
مین قدرت و طاقت اس بات کی نہین رکھتا کہ مثل نعمت ہاے الٓہی کے اور اُسکے
رزق کے کسی کو نعمت دے سکے اور نہ افضال و مرحمت مین کوئی مخلوق خالق کی برابری
کر سکتا ہی دوسرا مطلب اس آیت سے یہ مستفاد ہوتا ہی کہ بندون مین سے بھی کچھ لوگ
ایسے ہین کہ ایک دوسرے کو رزق دیتے ہین اور اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ فرمانا خدا کا کہ وہ
خیر الرازقین ہی صحیح نہ ہوتا اور صاحب مجمع نے بھی اسی مطلب کو تحریر کیا ہی کہ اس آیۃ
مین دلالت اس امر پر ہی کہ بندون مین سے کچھ ایسے اشخاص ہین جو دوسرون کو رزق دیتے
ہین باذن خدا و عالم یہ استدلال بظاہر اس امر پر مبنی معلوم ہوتا ہی کہ اگر غیر خدا بھی
رزق رسان نہ ہوتا تو رازقین جمع کیونکر بنتی اور خدا خیر الرازقین کیونکر ہوتا بلکہ وہ
اسوقت مین منحصر فرد واحد (یعنی جناب باری ہی مین ہوتا) یہ غالباً وہ دلالت ہوگی جسکا

دعوی مفسرین نے کیا ہی لیکن یہ دلالت مخدوش ہو سکتی ہی اور نظیر آیات قرآنی پر نظر
کرنے سے مثلاً تبارک اللہ احسن الخالقین ممکن ہی کہ بتقریر سابق کہا جائے کہ خالق
اور بھی ہی لیکن ھذا خلق اللہ فارونی ماذا خلقوا کو دلالت ہی اس امر پر کہ کوئی خالق
بجز جناب باری کے نہین ہو سکتا پس جزئی آیت باین طور ہوگا کہ جو لوگ ظاہر مین
وسیلہ رزق ہوتے ہین اور خلق اونکو بلحاظ اعطاء وتلبس بسبب نفع رسانی رازق کہتے ہین
ہر چند کہ وہ دراصل وحقیقت رازق نہین لیکن بظاہر جو رازق کہے جاتے ہین اُن سب سے
خداوند عالم خیر ہی بھی تمام اُن اضافتون مین کلام مطرد ہو سکتا ہی جو اس قبیل سے
ہین درحقیقت رازقیت ومرزوقیت دو صفتین ہین جس مین دو صفتین موجود ہون
اوس مین دیکھنا چاہیے کہ اصلی صفت اسکی کون ہی اصلی صفت کی شناخت یہ ہی کہ جو کسی
حال مین سلب نہ ہو وہی صفت اصلی شی کی ہوتی ہی پس غیر ذات باری ہر وقت صالح
مرزوقیت ہی لہذا مرزوقیت ہی اُسکی صفت ہی اور نسبت رازقیت اُس سے مسلوب ہی
کبھی عارضی حیثیت سے لاحق ہو جاتی ہی مگر ذات غیر باری جس طرح مقتضی مرزوقیت ہی
اُس طرح مقتضی رازقیت نہین والا جس وقت پیدا ہوا تھا اُس وقت بھی اُس کی
ذات موجود تھی لیکن رازقیت کوسون دور تھی اور جناب باری مین مرزوقیت ناممکن
ہی پس رازقیت اُسکی صفت ہی اگرچہ ممکن ہی کہ اس صفت کو وہ کسی اور مین پیدا کر دے
جیسے زید کے دل کو اُسنے آمادہ کر دیا اعانت عمرو اور اطعام عمرو پر پس ہر چند کہ کھانا
اُسوقت عمرو کو زید کے ہاتھون پہونچا لیکن دراصل واہب اسکا واہب حقیقی اور مالک
تحقیقی ہی پھر طبیعت کبھی اُلجھتی ہی کہ جب وہی دینے والا ہی تو احسان محسن کا شکریہ
کیون واجب کیا ہی جواب یہ ہی کہ اس لیے واجب کیا ہی کہ من لم یشکر الناس لم
یشکر اللہ اُسنے کچھ زینہ ہر اہم شی کے لیے قرار دیے ہین اور وہ زینہ تدریجی اُسکو اہم
تک پہونچاتے ہین اور لامحالہ وہ زینہ بہ نسبت اُس اہم کے غیر اہم ہوتے ہین لیکن بلحاظ

توسط وایصال اہم معلوم ہوتے ہین (مثالیین) لڑکون کو تعلیم دینی کا اور ارکان واجبہ
پر موظف کرنے کا اولیا کو حکم ہی کہ وہ اُنکی تمرین کرین تاکہ قبل اس کے کہ اُنکی طرف تکلیف
باری متوجہ ہو وہ عادی ہو رہین کہ وقت نفاذ احکام تکلیفی گھلے نہین کہ اُسکے تارک ہو کیم
آثم اور مستوجب عذاب وعقاب ہون یونہین بالغین کے احکام مین تسہیل واہمیت
تدریجی رکھی ہی فعل وترک دونون طرف واجب کے تحت مین زینۂ مستحب وسنت
ہی اور حرام کے تحت مین زینۂ مکروہ ہی مستحب کو اور واجب کو مطلوب قرار دیا ہی
اور حرام اور مکروہ کو غیر مطلوب قرار دیا ہی تاکہ مستحب کو مطلوب سمجھ کر بجا لانے
کا التزام رکھینگے تو مطلوب اہم جنکے ترک پر وعید عقاب ہی اُسکے قریب نہ آئینگے
یونہین مکروہ کو غیر مطلوب سمجھکر اگر ترک کرتے رہینگے تو حرام کے قریب نہ جائینگے
یہی مصلحت وجوب شکر ناس مین ہی اگر ذلیل احسانون کے شکر ادا کرنے کی عادت رہیگی
تو جلیل احسانون کے ادا کرنے پر بدرجۂ اولی انہماک وعزم مستحکم رہیگا اور چونکہ ناقص
کا قیام خود ممکن نہین لہذا احسان ناس در اصل منجر ہوتا ہی الی المخیض الوافی وہو اللہ
تعالی پس در اصل موصوف بالرازقیۃ وہ جناب باری ہی اگرچہ باذن باری ممکن ہے
کہ دوسرا بھی کبھی موصل رزق ہو اس تقریر سے بھی یہ امر منکشف ہو گیا کہ وہ بہترین
رازقین ہی کیونکہ جب رازقین کی دو قسمین ہوئین ایک محتاج اور دوسرا غنی اور غنی
رازق کا انحصار فرد واحد یعنی جناب باری مین ہی پس وہ خیر الرازقین ہوا اور خیر الرازقین
اس امر کو بتلاتا ہی کہ جب وہ بہترین رزق رسانندگان ہی تو اُسکا دیا ہوا اخراج بھی بہترین
عطایا ہوگا دوسرا امر قابل ذکر یہ ہی کہ اس لحاظ سے بھی وہ خیر الرازقین ہی کہ وہ نہین
دیتا مگر طیب وطاہر اور مخلوقین مین یہ امر نہین اور اسی وجہ سے چونکہ اُسکا دیا ہوا ہوتا
ہی لہذا کوئی شخص مانع نہین ہو سکتا اِتَّفَقَ اَصْحَابُنَا وَالْمُعْتَزِلَۃُ اَنَّ الرِّزْقَ مَا صَحَّ
اِنْتِفَاعُ الْحَیَوَانِ بِہٖ بِالتَّغَذِّیْ اَوْ غَیْرِہٖ وَلَیْسَ لِاَحَدٍ مَنْعُہٗ فَالْحَرَامُ عَلٰی ھٰذَا لَیْسَ

بِرِزْقٍ وَقَالَ الْاَشَاعِرَۃُ بِخِلَافِہٖ مُحْتَجًّا بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا لِاَنَّہٗ لَوْ لَمْ یَکُنِ الْحَرَامُ رِزْقًا لَمْ یَکُنِ الْمُغْتَذِیْ بِہٖ طُوْلَ عُمْرِہٖ مَرْزُوْقًا وَالْجَوَابُ عَنْ ھٰذَا ظَاھِرٌ وَھُوَ اَنَّ الْمُغْتَذِیْ فِی الدُّنْیَا لَا یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ مُغْتَذِیًا بِالْحَرَامِ طُوْلَ عُمْرِہٖ لِاَنَّ لَبَنَ الرِّضَاعِ لَیْسَ بِحَرَامٍ عَلَیْہِ وَفِیْ کُلِّ اَوْقَاتِہٖ اَلتَّنَفُّسُ فِی الْھَوٰی لَیْسَ بِمُحَرَّمٍ عَلَیْہِ چنانچہ ہمارے اصحاب نے اتفاق و اجماع فرمایا ہی اور نیز معتزلہ نے بھی ہماری متابعت کی ہی اس امر مین کہ رزق نام ہی اُس چیز کا جس سے صحیح ہو انتفاع حیوان کا خواہ تغذیہ ہو یا غیر تغذیہ جس قسم کا انتفاع ہو وہ رزق کی تعریف مین داخل ہی اور جس سے انتفاع صحیح نہ ہو وہ رزق نہ ہوگا پس شئ حرام چونکہ انتفاع اُس سے صحیح و جائز نہین لہذا وہ تعریف رزق مین داخل نہ ہوگا اور حرام رزقِ خدا نہ ہوگا ہان اشاعرہ کے نزدیک حرام رزقِ خدا مین داخل ہی اور وہ یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ خدا فرماتا ہی وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا یعنی ہر ذی حیات جو زمین پر چلتا ہی رزق اُسکا خدا پر ہی پس اگر حرام کو رزق خدا نہ کہین تو لازم آتا ہی کہ جو شخص تمام عمر حرام کھائے تو اُسنے رزق خدا نہین کھایا اور خدا بلا استثنا ہر شخص کے رزق کو اپنی طرف نسبت دیتا ہی تو معلوم ہوا کہ رزق حرام و حلال دونون خدا کی طرف سے ہین اور جواب اُنکے شبہہ کا واضح و ظاہر ہی اس طرح پر کہ ایسا دنیا مین ہو نہین سکتا کہ کوئی شخص ایسا ہو کہ جمیع انتفاعات اُسکے حرام سے ہون اس لیے کہ کم سے کم دودھ جو ایام رضاعت مین پیا ہی وہ تو اُسپر حرام نہ ہوگا علاوہ اسکے ہر وقت جو انسان سانس لیتا ہی اور نفس کھینچتا ہی اس مین جو انتفاع اُسکو ہوا سے ہوتا ہی یہ خدا نے اُسکے لیے مباح و جائز کیا ہی پس رزق خدا سے کوئی حیوان خالی نہین ہو سکتا میرے نزدیک ہر چند کہ اسکے مقامات حاضر نہین مگر جواب کی ضرورت نہین اصل مین استدلال کو منع کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ آیت اس بات کو نہین بتاتی کہ اُسکو مافی الذمہ پہونچا بھی دیا جاتا ہی تاکہ اُسپر ایراد کیا جائے

کہ لازم آتا ہی کہ عمر بھر مرزوق ہی نہ ہو بلکہ آیت سے یہ امر سمجھ مین آتا ہی کہ خدا کے ذمہ پر
ہر ایک کا رزق ہی لیکن ذمہ پر جو رزق حلال تھا اُسکو اگر خود کوئی تبدیل کردے تو رزق
رسان کا یہ قصور نہین بلکہ بدلنے والے کا قصور ہی سارق نے زید کا روپیہ چوری کرکے
کھالیا اگر سارق نہ چوری کرتا تو مال حرام کے عوض مین لقمۂ حلال ملتا اب زید کا حصہ پہلا
بھی حلال تھا اور جو اُسکے حصہ کا رزق حلال تھا وہ زید کی طرف چلا گیا لہذا اگر عمر بھر یہ
حرام کھاتا رہا تب بھی آیت کے خلاف نہ ہوا اور مؤید اسکی وہ روایت ہی جس مین لجام
فرس امیر المومنین سے کسی نے دو درہم کی چاندی چرائی تھی اور آپ اُسے دو درہم
دینے والے تھے علی اللہ رزقہ تھا بشرطیکہ وہ نہ چراتا لیکن چونکہ سرقہ کیا لہذا وہ رزق
حلال جاتا رہا اور اُسکا قائم مقام حرام ہو گیا اشاعرہ بیکار اس آیت سے استدلال کرتے
ہین کیونکہ اُسنے یہ بات اُنکا مسئلہ جبر کھلوا رہا ہی جب چور سے چوری خدا ہی نے کروائی
بلکہ معاذ اللہ خود کی تو رازق اس مال حرام کا وہ ضروری ہوا اس لحاظ اشاعرہ کی بدبینی ہر
چیز مین منکشف ہو سکتی ہی وہ جس کشادہ پیشانی سے معصیت باری کرتے ہونگے شاید کوئی
دوسرا کرتا ہو کیونکہ اور تو اپنا کام سمجھ کے کم سے کم معصیت پر نادم تو ہوتے ہونگے
لیکن یہ فرقۂ ضالہ جب اپنا فعل ہی اسے نہین سمجھتا تو ندامت کیونکر آتی ہو گی رزق
کی دو قسمین ہین جسمانی اور روحانی جسمانی رزق تو واضح ہی اور روحانی رزق علوم و کمالات
ہین جو روح و جسم مین نسبت علو و سفل کی ہی وہی نسبت ان دونون کے رزق مین ہی
اور اسی مین حلال و حرام ہی کیونکہ اخذ علم کے بھی شروط ہین اور خدا ہی اُسکا بھی قاسم
ہی اُسنے جو چیز تقسیم فرمائی ہی وہ حلال ہی ہی ویدل علیہ ما روی عن النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ انہ قال فی حدیثہ فی حجۃ الوداع فاتقوا اللہ واجملوا فی الطلب ولا
یحملنکم استبطاء شیء من الرزق ان تطلبوہ بشیء من معصیۃ اللہ فان اللہ
قسم الارزاق بین خلقہ حلالا ولم یقسمہا حراما فمن اتقی اللہ وصبر اتاہ رزقہ

مِنْ حِلِّهٖ وَمَنْ هَتَكَ حِجَابَ سِتْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَخَذَهٗ مِنْ غَيْرِ حِلِّهٖ قُصَّ بِهٖ رِزْقُهُ الْحَلَالُ وَحُوْسِبَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور اس مضمون کے اثبات کے لیے وہ حدیث شریف کافی ہی جو پیغمبر خدا سے منقول ہی کہ حضرت نے حجۃ الوداع مین ارشاد فرمایا ایہا الناس ڈرو خداوند عالم سے اور میانہ روی اختیار کرو طلب رزق مین یعنی زیادہ کوشش طلب رزق مین نہ کرو اور ہرگز ایسا نہ کرنا کہ اگر رزق حلال مین کچھ دیر ہو تو تم حرام و معصیت خدا سے رزق طلب کرنے لگو اسواسطے کہ خدا نے اپنے رزق کو بندون کے لیے حلال سے تقسیم فرمایا ہی اور حرام سے تقسیم نہین کیا ہی پس جو شخص خوف خدا کرے اور صبر کرے حرام سے طلب رزق نہ کرے تو ضرور رزق اُسکا حلال سے اُسکو پہونچیگا اور جو شخص پردہ دری کرے اور حدود خدا سے تجاوز کرکے حرام سے تحصیل رزق کرے تو وہ مقدار اُسکے رزق حلال سے خداوند عالم کم کرلیگا اور پھر روز قیامت اُسکو سزا اُس حرام مال کھانے کی دیگا پس معلوم ہوا کہ جناب باری جو چیز عطا فرماتا ہی اُسکا مانع کوئی جواز منع کی حیثیت سے نہین ہو سکتا اور یہی اُسکے دینے اور نہ دینے کی علامت ہی اگر عقل اُسکو اُسمین تصرف سے منع کرتی ہو تو معلوم کرلینا چاہیے کہ خدا نے اُسکو نہین دیا کیونکہ خود ہی دے اور خود ہی منع کرے یہ فعل حکیم نہین اور اگر عقل و شرع تصرف سے اُس مین منع نہ کرے تو سمجھنا چاہیے کہ یہ شی خدا نے اپنے بندون کو ہبہ فرمائی ہی اور چونکہ خود طیب و طاہر عنایت فرماتا ہی اسی واسطے جو شی اُسکو مطلوب ہی وہ بھی طیب و طاہر مطلوب ہی اعمال مغشوشہ نہین چاہتا صدقہ مال حرام پر وہ اپنی جنت سے شی نہین دیتا وہ اپنے بنائے ہوے دل مین مخالف کے رہنے کی اجازت نہین دیتا اپنے بنائے ہوے اور عطا کیے ہوے اعضا و جوارح کا تلبس معاصی سے نہین چاہتا ہان اموال حلال کے صرف کی قدر ہی تین روٹیون کے دینے پر ہل اتی سا سورہ شان اہل بیت مین اُتار دیا وہ انگوٹھی جو گدائی مین سے امیر المومنین نے بہم کی تھی اُسکے رکوع مین دیدینے سے آیہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ خدا نے بھیجدیا

وہ بھی طیب وطاہر تھے تو غیر طیب سے اُسی طرح اکراہ وانکار رکھتے تھے جیسا اُنکا خالق رکھتا ہی اسی وجہ سے جناب باری نے اُنکو بھی وہ طیب وطاہر حصے عنایت فرمائے جس مین خود حصہ دار تھا زکوۃ اوساخ ناس تھی نہ خود خدا اُسکا حصہ دار تھا نہ اہل بیت نبی کو دلوایا خمس طیب وطاہر تھا اُس مین اپنا حصہ بھی جناب احدیت نے قرار دیا اپنے نبی کے اہل بیت کا حصہ بھی قرار دیا ایسے لوگون کے اموال کی پاکیزگی کیونکر بیان ہوسکتی ہی مگر اُنکی طاہریت جبھی تک تھی جب تک وہ اموال اُن طیب وطاہر گھرون مین رہین یا اُنکے ہاتھون سے دیے جائین اور اگر وہ اموال بغارت وغصب لیے جائین تو ہرگز بھی وہ طہارت پر غیرون کے لیے باقی نہین رہ سکتے فوج شام بدانجام نے خیمہ اہل بیت مین سے جو کچھ لیا کیا وہ اُنکے لیے کسی حال مین حلال تھا استغفر اللہ جہاد کی غنیمت کا خمس تو اہلا و رسول واہل بیت رسول کا حصہ ہی اور اُنکے اموال کو معاذ اللہ کون غنیمت کہہ سکتا ہی کیا اس مین بھی امت رسالتماٰب رسالت ماٰب کو حصہ دار بنا ئیگی لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ جَارَ وَظَلَمَ عَلَیْھِمْ خدا لعنت کرے اُن اشقیا پر جنھون نے اہل بیت رسول پر کیا کیا ظلم وستم کیے لٹنے کے بعد چیزون کا اپنی طاہریت سے خارج ہو جانا کیا معنی اپنی حالتو نکو چھوڑ دیا جیسے وہ اونٹ جو فوج سید الشہدا سے اُن ملاعین نے لیا تھا اور اُسے ذبح کیا تھا تو اُسکے گوشت سے آگ نکلتی تھی اور اُسکا مزہ علقم سے زیادہ کڑوا وہ آگ گوشت کی گویا اُنکے لیے اُس آیہ کی تلاوت کرتی تھی جس مین بیان ہی کہ یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا (وہ لوگ اپنے شکمون مین آگ بھرتے ہین) شمر ملعون نے کوفہ مین اپنے احباب کے یہان اُسکے حصہ لگا کر بھیجے تھے مختار نے اپنے عہد مین اُن گھرون کو جن مین اُسکے حصے گئے تھے گنوایا ہی اور تمام اُن گھرون کو گروا دیا ہی یہ تو دنیاوی جزا تھی اور آخرت مین تو انشاء اللہ وہی جزا ہو گی جو آگ نکلتی ہوئی وہ دیکھتے تھے خضاب جو امام کے اموال مین سے لیا گیا تھا وہ ایک شقی کی بی بی کے ہاتھ مین لگایا گیا تھا فَاَصْبَحَتْ بَرْصَاءَ یعنی فوراً وہ ہاتھ

مبروص ہوگئے اور کیونکر اُسکے ہاتھ مبروص نہ ہوتے حالانکہ بنی زادیون کے شلنے رسن مین باندھے گئے تھے اور اُن اشقیا کی عورتین اپنے ہاتھون مین وہی لوٹا ہوا خضاب لگا کر زینت کرین حیف وہ بیبیان اُسوقت کسقدر بے یار و ناصر تھین کہ افواج لعین خیمہ مین درآئی تھی اور شاہزادیون کے کانون سے گوشوارے کھینچے جاتے تھے اور وہ فریاد کرتی تھین اور کوئی اُنکا فریادرس نہ تھا لکاتبہ العاصی + لحاالله اقوا ما طلغوا بعد احمد + علی الال اذ ضاقت علیہ بوادیھا + ضیوف قراھم کل اسمر ذابل وبیض تحیط الکربلاء بوادیھا خدا لعنت کرے اُس قوم بدکردار پر جسنے بعد وفات رسالتمآب کے اُنکی آل اطیاب پر کیسے ظلم عظیم کیے اور کس قدر سختیاں آل رسول پر کین کہ عالم کو اُنپر تنگ کردیا تھا کسی مقام پر اُن مظلومون کو پناہ نہین ملتی تھی خصوصًا وہ آل رسول جنکو کربلا مین مہمان بلایا تھا جنکی مہمانداری نیزہ ہاے طولانی سے کی اور تلوارون سے اُنکے لیے سامان ضیافت مہیا کیا تھا قوم متون الماء عند ھجیرۃ + وتظمی قلوب لیس تروی صوادیھا + یلوک امام الخلق طوالسانہ + وتکرع فی مھر البتول اعادیھا دوپہر کے وقت تمازت آفتاب سے موجین نہر فرات کی جوش مارتی تھین گویا بیتاب تھین کہ کیونکر اُن پیاسون تک پہونچ جائین مگر افسوس قلوب آل رسول پیاس سے تڑپتے تھے اور نایابی آب سے کباب ہو رہے تھے اور خود امام حسین علیہ السلام جو سردار خلق اور امام زمانہ تھے اُنکی کیا حالت تھی کہ مارے پیاس کے زبان اقدس چباتے تھے حالانکہ وہ فرات اُنکی مادر گرامی حضرت فاطمہ زہرا کے مہر مین خدا نے دی تھی افسوس سگ وخوک اور اعداے دین اُسی نہر سے سیراب ہون اور فرزند فاطمہ زہرا اُس پانی سے محروم رہے احاط القنا نفسا بھا مطمئنۃ + کلیث باجام احل بوادیھا + فلما مضی الاعوان عن جومۃ الوغی + اصاب الردی نفسا تقادم فادیھا افسوس اُسی حالت تشنگی مین اُس امام مظلوم کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا اور ہر طرف سے نیزہ دار اُس جناب پر حملہ کرتے تھے

اور حالت اُس جناب کی اُسوقت یہ تھی کہ کس اطمینان و وقار سے اُن اشقیا سے مصروف بہ جہاد تھے جس طرح شیر نیستان مین اطمینان سے کھڑا ہو یہانتک کہ جب سب اعوان و انصار حضرت کے شہید ہو گئے اُسوقت حضرت کو غریب و بیکس جان کے ہر چہار جانب سے مجروح کیا یہانتک کہ وہ امام عالیمقام بھی شہید ہو گئے فَمَا لِلدِّمَاءِ الاَکْرَمِیْنَ وَ خَیْلِهِمْ + سَنَابِکُهَا تَجْرِیْ دَمًا وَهَوَادِیْهَا + فَرَامُوْا خِیَامَ الطَّاهِرَاتِ بِلَا رُعْ + تُصِیْبُ بِهَا اَیُّ اُمَّةٍ هَیْتَ هَادِیْهَا اُس وقت کی حالت کس زبان سے بیان کی جائے افسوس خون ناحق اُن شہیدان راہ خدا کے زمین پر بہتے تھے اور زمین کربلا اُنکے خون سے رنگین تھی اور گھوڑے بھی اُن شہیدون کے سر سے پانوٗن تک خون سے رنگین تھے جب وہ اشقیا اُن مظلومون کو شہید کر چکے اور اُنکو اطمینان ہوا کہ اب کوئی بچانے والا اور حامی و سرپرست حرم محترم رسول کا نہین رہا تو وہ اشقیا خیمون کی طرف متوجہ ہوئے افسوس اپنے نبی ہادی کے گھر کو اُن اشقیا نے لوٹ لیا اور خیمہ ہائے حرم مین بے باکانہ چلے آئے وَقَدْ نَهَبُوْا ظُلْمًا بَنَاتَ نَبِیِّهِمْ + وَزَیْنَبُ مِنْ نَسْلِ الْکِرَامِ تُنَادِیْهَا وہ اشقیا ظلم و ستم کرتے تھے اور رسالت مآب کی دخترونکو لوٹتے تھے اور جناب زینب اپنے بزرگون سے فریاد کر رہی تھین رُوِیَ اَنَّ فَاطِمَةَ الصُّغْرٰی قَالَتْ کُنْتُ وَاقِفَةً بِبَابِ الْخَیْمَةِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰی اَبِیْ وَاَصْحَابِهٖ مُجَزَّرِیْنَ کَالْاَضَاحِیْ عَلَی الرِّمَالِ وَالْخُیُوْلُ عَلٰی اَجْسَادِهِمْ تَجُوْلُ وَاَنَا اُذَکِّرُ فِیْمَا یَقَعُ عَلَیْنَا بَعْدَ اَبِیْ مِنْ بَنِیْ اُمَیَّةَ اَیَقْتُلُوْنَنَا اَوْ یَأْسِرُوْنَنَا چنانچہ حضرت فاطمہ صغری علیہا السلام فرماتی ہین کہ مین اُسوقت در خیمہ پر کھڑی تھی اور دیکھ رہی تھی کہ نعش میرے بابا کی اور اُنکے اصحاب کی نعشین میدان جنگ مین اسطرح پڑی تھین جسطرح قربانیونکو ذبح کرکے زمین پر ڈالدیتے ہین اور اُن نعشون کو اُن اشقیا نے گھوڑون سے پامال کیا تھا اُس عالم اضطراب مین میں اس فکر مین تھی کہ دیکھیے یہ اشقیا ہم آل رسول کے ساتھ کیا کرتے ہین آیا ہم کو بھی یہ اشقیا قتل کرینگے یا اسیر و مقید رکھینگے دَهَتْهُنَّ دَهْیَاءُ لَدَی الْعَصْرِ بَغْتَةً + فَمَا عَادَ مَنْ اَوْدٰی وَعَادَ مُعَادِیْهَا اُن مصیبت زدہ

عورتون پر ناگہانی بلا وقت عصر چھپٹ پڑی کہ اُنکے مرنے والون نے تو عود نہ کیا مگر بلائین
آتی رہین فاذا برجلٍ علی ظہر جوادہٖ یسوق النساء بکعب رمحہٖ + یشن علی ذریۃ الخیر
غارۃً ولم یک من یکفیہم من یعادیہا اہل بیت رسالت کے لوٹنے کا سامان ہو رہا تھا
اور کوئی ایسا موجود نہ تھا جو ذریت رسول خدا سے اُنکے دشمنون کو رد کرتا اور اُنکو اُنکے
شر سے بچا لیتا وھن یلذن بعضھن ببعض وقد اخذ ما علیہن من اخمرۃ واسورۃ
اور وہ عورتین بیچاریان ایک دوسرے سے پناہ لیتی تھین اور اُنکا بچانے والا کوئی نہ
تھا اور جو کچھ حجاب و خمار اُنپر پردے کے لیے تھے یا جو کچھ زیور اُنکے ہاتھون کے تھے
وہ سب دشمنون نے لوٹ لیا الم ینہ عن تلک الذراری ونہبہا + مظالم ایدیہم
تلاد آبادیہا کیا اس ذریت طیبہ و طاہرہ کے لوٹنے سے اُنکے ہاتھون کے ظلمونکو اُن
جلیل نعمتون نے جو اس ذریت کی جہت سے اُنپر تھین نہین منع کیا وھن یصحن وا
جداہ وا ابتاہ وا علیاہ وا قلۃ ناصراہ واحسناہ اما من مجیر یجیرنا اما من ذائد
یذود عنا اور وہ مصیبت زدگان عترت فریاد کر رہی تھی کبھی جد کو پکارتی تھین اور کبھی باپ
کو پکارتی تھین اور کبھی علی ابن ابی طالبؑ سے فریاد کرتی تھین اور کبھی اپنے مددگارون
کے نہ ہونے کے بیان کرتی تھین اور کبھی امام حسنؑ کو یاد کرتی تھین کبھی وہ کہتی تھین کہ
آیا کوئی امان دینے والا ہی جو ہمین اس وقت مصیبت مین امان دے اور آیا کوئی دشمنون
کو دفع کرنے والا ہی جو ہمارے دشمنون کو ہم سے دفع کرے بنفسی عیون لم تکفکف
دموعہا + فمن سوادیہا وھن غوادیہا میر النفس فدیہ ہو اُن آنکھون کا جنھون نے کربلا
مین روتے روتے صبح سے شام کر دی صبح کو وہ آنکھین مانند سحاب صبح کے مصیبت
امام حسین علیہ السلام پر گریان تھین اور شام کو وہ آنکھین مانند ابر شب روکے خونبار تھین
ذات نطار فؤادی واذ تعدت فرائصی فجعلت اجلت بطرفی یمیناً وشمالاً علی عمتی
ام کلثوم خشیۃ منہ ان یاتینی جناب فاطمہ صغری اپنی حالت بیان فرماتی ہین کہ یہ

حالت دیکھ کر میرے ہوش اُڑ گئے اور خوف سے میرے شانے کانپنے لگے اور مین اس بات سے ڈر کر کہ کہین وہ میری طرف نہ آئے اپنی پھوپھی ام کلثوم کو دیکھنے لگی مصائب بکتنا لغلہ نعطحقہا + بکاءً وجاذت منتہاہا مبادیہا یہ ایسی مصیبتین تھین جنھون نے ہمین رولایا مگر ہم اسکا حق رونے سے ادا نہ کرسکے اور وہ مصائب اپنی انتہا سے بھی گذر گئے مگر ہمارا رونا اُنکی انتہا تک نہ پہونچا فبینا انا علی ھٰذہ الحالۃ واذا بہ قصد نی ففررت منہزمۃً واناظن انی اسلم منہ وہ شاہزادی اپنا بیان مصیبت یون کرتی ہی کہ مین ایسی حالت مین تھی کہ اُس ملعون نے میرا قصد کیا اور مین نے اُس شقی کے ڈر سے فرار کیا مین سمجھتی تھی کہ مین سالم رہونگی الم یک فی قتل الحسین کفایۃ + عن الاسر و النھب الذی حل نادیہا کیا امام علیہ السلام کے قتل پر کفایت نہ تھی کہ اُس ظلم کے بعد یہ ظلم کیا گیا کہ آپ کے اہل بیت اسیر کیے گئے اور نبی زادیان لوٹی گئین واذا بہ قد تبعنی فذھلت خشیۃً منہ واذا بکعب الرمح بین کتفی فسقطت علی وجھی فخرم اذنی واخذ قرطی ومقنعتی وترک الدماء یسیل علی خدی وراسی تصھرہ الشمس ودلی راجعاً الی الخیم وانا مغشی علیہ ناگہان میری پشت پر اُس ملعون نے نیزے کی لکڑی ماری پس مین منھ کے بھل گر پڑی پس اُسنے میرے گوشوارے اُتارے یہان تک کہ کان پھٹ گئے اور مقنع میرا لے لیا اور خون کانون کا میرے رخسارون پر بہتا چھوڑا اور آفتاب میرے سر پر پڑ رہا تھا اور مجھ کو غش آ گیا فاذا انا بعمتی عندی تبکی وہی تقول قومی عُضی ما اعلم ما جری علی البنات واخیک العلیل فھمت وقلت یا عمتاہ علی من خرقۃ استر بہا راسی عن اعین النظار فقالت یا بنتاہ وعمتک مثلک پس جب مجھے ہوش آیا تو دیکھا کہ میری پھوپھی روکر کہہ رہی ہین کہ بیٹا جلد اُٹھو دیکھین کہ تمھاری بہنون اور بیمار بھائی پر کیا گذری پس مین اُٹھی اور کہا کہ ای پھوپھی کوئی چادر ہو کہ جس سے ان نامحرمون مین اپنا سر چھپاؤن پس اُنھون نے فرمایا کہ تمھاری پھوپھی بھی تمھاری طرح سر برہنہ ہی

قطعہ تاریخ طبع کتاب معراج الکلام نتیجہ فکر شاعر شیرین زبان ہمتائے سحبان و حسان عالیجناب سید مرتضیٰ حسین صاحب ارم ساکن قصبہ نصیرآباد

ہین جو ممتاز از افاضل مولوی سبط حسن
ہادیٔ دین واقف اسرار شرع مصطفے

اپنے اقران و اماثل مین ہین بیشک سرفراز
بلکہ یون کہیئے کہ فخر الہند خالق نے کیا

طبع انکی ہے کہ اک دریا ہے ناپیدا کنار
بحر زخّار تلاطم خیز کہنا ہے بجا

ہو نہ سیری وہ مسلسل آپکی تقریر ہے
سلک مروارید ہی سطر و نمین ہی ایسی ضیا

انکی طول ذاکری سے کوئی گھبراتا نہین
رات دن بیٹھے سنا کیجیئے یہی جی چاہتا

آجکل ایسی مصائب مین لکھی ہی اک کتاب
ایکمدت سے زمانہ جسکا خواہشمند تھا

نام بھی کیا خوب نام اسکا ہی معراج الکلام
چیدہ چیدہ اسمین ہی ہر اک حدیث مصطفے

جمع فرمائی ہین اسمین وہ مضامین گہر
آجتک چشم فلک نی بھی جنہین دیکھا نہ تھا

مومنین کے سن کے ہو جاتی ہین سو ٹکڑی جگر
ہین اشارونمین جہان کچہ واقعات کربلا

شاد ہو جاتے ہین دل شیعون کی سنکر زمزمین
ہی جہان ذکر فضائل عترت اطہار کا

بانی اسکی طبع کی ہین مولوی ناظم حسین
فاضل کامل ادیب و صاحب طبع رسا

وہ ذکاوت اور ذہانت حق نے بخشی ہی انہین
دم مین حل کر دیتے ہین مشکل سی مشکل مسئلہ

فکر مجکو بھی ہوئی جب اسکی سال طبع کی
کان مین آئی یکایک میری ہاتف کی صدا

سر بزانو ہی عبث تاریخ سال طبع مین
کہہ ارم مجموعۂ وعظ و مصائب چھپ گیا

۱۳۲۳ھ

اعلان

قیمت فی جلد کاغذ متوسط سفید ۱ر کاغذ اعلی درجے کا سفید چکنا ۱۲

ملنے کا پتا یہ ہے

جوہری محلہ - لکھنؤ - مکان سید وجاہت حسین

المشتہر

سید وجاہت حسین عفی عنہ